

كتاب الصلاة

از

ابوشهريار

٢٠٢١، ٢٠٢٠، ٢٠١٨

www.islamc-belief.net



* * *

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

باب ۱ وضو اور تیمم کے مباحث

وضو میں کان اور گردن کا مسح کرنا

پانی سے استنجاء کرنا

کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

مس الذکر یا عضو تناسل چھونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

کیا تیمم کی یہ روایت صحیح ہے؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا منفرد وضو تھا؟

علی رضی اللہ عنہ کا وضو اصحاب رسول سے الگ تھا؟

کیا لباس ٹخنوں سے نیچے جانے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

غسل کی واجب ہو جائے اور پانی نہ ہو تو کیا کیا جائے؟

تیمم یا غسل یا وضو میں دل کی نیت ضروری ہے؟

باب ۲ اذان و اقامت کے مباحث

سنن ابو داؤد کی اوقات نماز سے متعلق روایت پر سوال ہے

صحیح سند سے مکمل اذان والی روایت درکار ہے

طوفان کی صورت میں اذان دی جائے گی؟

حی علی خیر العمل کے الفاظ کا اضافہ

کیا اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ کا

اضافہ عمر رضی اللہ کے دور میں کیا گیا ہے

اذان سننے میں انگوٹھے چومنا

جمعہ کے دن دو اذان دینا

تہجد کی اذان دینا

باب ۳ نماز کے مباحث

اوقات نماز

تعداد رکعات

نماز میں باتھ باندھنا

باتھ باندھنے پر کوئی صحیح روایت ہے؟

تکبیر اولیٰ اور قرأت فاتحہ کے درمیان کیا پڑھا جائے؟

فاتحہ پڑھنا

جہر سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا

آمین کہنا

رفع الیدین کرنا

کیا ترک رفع یدین کرنا صحیح ہے

رکوع

سجدہ اور جلسہ استراحت

سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہنا ہے؟

کیا سجدوں میں ہاتھ زمین پر پہلے رکھے جائیں

جلسہ استراحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول کا عمل تھا یا نہیں

تشہد و سلام

کیا تشہد پڑھتے وقت انگلی کو حرکت دیتے رہیں؟

تشہد میں انگلی التحیات پڑھتے وقت انگلی کب کھڑی کرنی ہے؟

نماز کب مکمل ہو گی تشہد پڑھنے پر یا درود یا دعا پڑھنے پر؟

نماز کے اختتام پر سلام کرنا چاہیے یا نہیں

نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے؟

سلام کے بعد

کیا فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا مانگنا بدعت ہے؟

نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا

دعا میں امین کہنا بدعت ہے؟

دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

الجمع بین الصلاتین کرنا

عام دنوں میں جمع بین الصلاتین کرنے والی حدیث کیا صحیح ہے؟

فرض نماز کے فوراً بعد سنت اور نفل اسی مقام و جگہ پڑھنا کیسا ہے؟

پتلوں میں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

نماز میں غلطی کرنا

نماز میں غلطی کرنے پر سجدہ سہو کا کیا طریقہ ہے؟

اگر نماز پڑھ لی تو سجدہ سہو کر سکتے ہیں؟

مسبق کی نماز کس طرح ہو گی؟

اگر امام پانچویں رکعت میں ہو تو کیا کرے؟

اگر دوران نماز امام کو حدث ہو جائے تو کیا کرے؟

نماز قضاء

بعض کے نزدیک جہاز یا کشتی یا گاڑی میں فرض صلوٰۃ قبلہ کی طرف منہ

کر کے شروع کرنا فرض ہے ورنہ صلوٰۃ نہ ہو گی؟

قضاء نماز کے بارے میں احادیث میں کیا احکامات ہیں؟

باب ۴ نماز قصر

نماز قصر کیسے کریں؟

سفر میں نوافل کی تعداد اور وتر کیسے پڑھے جائیں؟

باب ۵ نماز جنازہ

کیا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ یا قرات ہے؟

نماز جنازہ کے متعلق احادیث صحیحہ درکار ہیں

نماز جنازہ میں سلام ایک ہے یا دو؟

کیا تدفین کے بعد دعا کر سکتے ہیں؟

کیا تدفین کے بعد قبر پر اونٹ ذبح کر سکتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے؟

نماز جنازہ کے بعد دعا پر کوئی حدیث نہیں ہے

قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا آیت پڑھی جائے گی؟

کیا نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے

نا بالغ بچی یا بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

قبر پر خواتین کا جانا کیسا ہے

باب ۶ استسقاء کی دعا

کیا نماز استسقاء بدعت ہے؟

باب ۷ نماز وتر اور نوافل

وتر پڑھنے کیا طریقے ہیں؟

کون سی دعا قنوت وتر میں پڑھی جائے؟

وتر پڑھے بغیر سونا؟

عصر کے بعد سنت ہے یا نہیں

سنت موکدہ اور غیر موکدہ اور واجب کیا ہے؟

والدین کی پکار پر نماز توڑنا کیسا ہے؟

باب ۸ نماز استخارہ

کیا بدعت پر استخارہ کر کے اس کو مشروع کیا جا سکتا ہے؟

باب ۹ نماز تسییح

کیا صلاة التسییح کی حدیث قابل عمل روایت ہے

باب ۱۰ نماز عید

عیدین کی 12 تکبیرات کی روایت کی تحقیق درکار ہے
عید میں خطبوں کی تعداد کتنی ہے؟

باب ۱۱ گرن کی نماز

باب ۱۲ نماز خوف

نماز خوف کا کیا طریقہ ہے

باب ۱۳ مساجد کی تعمیر

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز نہیں پڑھی؟

مینار بنانا کیا بدعت ہے؟

محراب بنانا کیا بدعت ہے؟

باب ۱۴ عورتوں کے حوالے سے

حالت حیض میں نماز عورت پڑھے گی؟

کیا عورتوں کا مسجد جانا صحیح نہیں ہے اس پر روایت ہے

عورت اور مرد کی نماز میں کیا کیا الگ ہے؟

عورت اور مرد کی نماز الگ الگ ہے - دلیل ہے

نماز میں عورت کے پیر کیا ظاہر ہو جائیں تو نماز نہ ہو گی؟

حالت حیض میں قرآن پڑھنا

عورتوں کا امامت کرنا

عورتوں کا سجدہ

باب ۱۵ دیگر سوالات

کیا سجدہ شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے؟

نماز جمعہ کس طرح کریں اگر کم از کم تین مومن بھی نہ ہو کہ جماعت سے

نماز پڑھی جا سکے؟

بدعتی امام کے پیچھے نماز کا ذکر صحیح بخاری میں ہے

جس کو عربی نہ آتی وہ کیا سجدے میں دعا نہیں کر سکتا؟

سجدہ قرات نماز میں کس طرح کیا جاتا ہے؟

سجدہ قرات کے لئے وضو ضروری ہے

مرد و عورت ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں؟

نماز کے دوران اگر چھینک آجائے تو الحمدللہ کہنا چاہیے اور دوسرا نمازی

جواب دے سکتا ہے؟

سب سے پہلے بندے سے نماز کی باز پرس ہوگی

* * *

باب ۱ وضو اور تیمم کے مباحث

وضو میں کان اور گردن کا مسح کرنا

جواب

کان انسان کے سر میں لگے ہیں

الأذنان من الرأس

اس روایت کو ابن القطان نے صحیح کہا ہے

سنن ابو داود میں ہے

حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا حمادٌ. (ح) وحدثنا مسددٌ وقتيبةٌ، عن

حماد بن زيدٍ، عن سنان بن ربيعة، عن شهر بن حوشب، عن أبي

أمامة، وذكر وضوء النبي صلي الله عليه وسلم، قال كان رسول الله

صلي الله عليه وسلم يمسح المأفئين، قال وقال "الأذنان من الرأس"

قال سليمان بن حرب يقولها أبو أمامة. قال قتيبةٌ قال حمادٌ لا أدري

هو من قول النبي صلي الله عليه وسلم أو من أبي أمامة، يعني قصة

الأذنين. قال قتيبةٌ عن سنان أبي ربيعة. قال أبو داود هو ابن ربيعة كنيته

أبو ربيعة" انتهى.

اس میں راوی کو ابہام ہے کہ یہ صحابی کا قول ہے یا رسول اللہ کا

فقہ کا اصول ہے کہ کسی مسئلہ میں قول نبوی نہیں تو قول صحابی لیا جائے گا - اس بنا پر کان کا مسح ہے سنن نسائی میں کان کے مسح کو رسول اللہ کا طریقہ کہا گیا ہے

«بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِإِبْهَامَيْهِ»

کان کے سوراخ والے حصہ کا مسح شہادت والی انگلی سے کیا اور سر والی جانب کا مسح اپنے انگوٹھے کے ساتھ فرمایا۔

سنن النسائي، كتاب الطهارة، باب مسح الأذنين مع الرأس وما يستدل به على أنهما من الرأس

گردن کے مسح پر حسن احادیث ہیں

عن ابن عمر^{رض} ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال من توضأ ومسح بيديه على عنقه و في الغل يوم القيامة - تلخيص الحبير ج 1 ص 288

ترجمہ ابن عمر^{رض} سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس شخص نے وضوء کیا اور ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کیا تو قیامت کے دن گردن میں طوق کے پہنائے جانے سے اس کی حفاظت کی جائے گی -

ابن حجر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے تلخیص الحبیر ج 1 ص 288 - شوکانی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے - نیل الاوطار ج 1 ص 123 مکتبہ دارالمعرفہ لبنان -

حدیث حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ «رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ حَتَّى بَلَغَ الْقَدَالَ، وَمَا يَلِيهِ مِنْ مُقَدَّمِ

الْعُنُقِ بِمَرَّةٍ» قَالَ الْقَدَالُ السَّالِفَةُ الْعُنُقُ

مسند احمد ج3 ص 481 حديث نمبر 15951

ترجمہ طلحہ بروایت اپنے والد ، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنے سر پر مسح کر رہے ہیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے ہاتھ) سر کے آخری حصے اور اس سے متصل گردن کے اوپر کے حصے تک ایک بار لے گئے ۔

شعیب نے اس کو ضعیف کہا ہے

شعیب نے مسند احمد کی تعلیق میں ابن حجر کا قول لکھا ہے کہ حدیث میں الفاظ سے لوگوں نے گردن مراد لی ہے وحديث المقدم بن معديكرب، وفيه فلما بلغ مسح رأسه وضع كفيه على مقدم رأسه، ثم مر بهما حتى بلغ القفا. وحديث المقدم إسناده ضعيف... قال الحافظ في "التلخيص" "ولعل مستند البغوي في مسح القفا (يعني العنق هنا

یہ روایات ضعیف ہیں لیکن فقہ میں انہی کو حسن کہا جاتا ہے اور دلیل لی جاتی ہے - لیکن جو مضبوط اسناد ہیں ان میں گردن کا مسح کا ذکر نہیں ہے

یعنی یہ گردن کا مسح ایک اضافی عمل ہے ضروری نہیں اگر پانی ہے تو کیا جا سکتا ہے - پانی کم ہے تو نہ کیا جائے

پانی سے استنجاء کرنا

وضو سے متعلق روایت پر سوال ہے
(فیه رجال یحبون أن یتطهروا واللہ یحب المطہرین)

سورۃ توبہ آیت ۱۰۸

آیت مسجد قبا کے لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے جو پانی کے
ساتھ استنجا کرتے تھے

ترمذی ۳۱۰۰

کیا یہ روایت صحیح ہے اور شأن نزول یہی ہے
جواب

یہ روایت مسند احمد کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ یہ توریت میں تھا
کہ پانی سے استنجا ہو

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا مَالِكُ يَعْنِي ابْنَ مِغْوَلٍ، قَالَ سَمِعْتُ سَيَّارًا
أَبَا الْحَكَمِ، غَيْرَ مَرَّةٍ يُحَدِّثُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا،
يَعْنِي قُبَاءً، قَالَ «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ آتَى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ خَيْرًا،
أَفَلَا تُخْبِرُونِي؟» قَالَ يَعْنِي قَوْلَهُ { فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ
يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ } [التوبة 108] قَالَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَجِدُهُ
مَكْتُوبًا عَلَيْنَا فِي التَّوْرَةِ الْإِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ

کتاب الاستیعاب فی معرفة الأصحاب از القرطبي (المتوفی 463ھ)

کے مطابق یہ روایت صحیح ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
آیت سورہ التوبہ کی ہے جو سن ۹ ہجری میں نازل ہوئی اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے علاوہ پتھر سے بھی استنجا کیا ہے لہذا روایت منکر ہے - اس کی سند میں شہر بن حوشب ہے جو شیعہ ہے اور الذہبی کہتے ہیں احمق ہے - سنن ترمذی میں ہے البانی اس کو صحیح کہتے ہیں جو ان کی ناقص تحقیق ہے سنن ابو داود میں اس کی سند بھی کمزور ہے شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں حسن لغیرہ ہے یعنی بہت سی ضعیف سندوں کی وجہ سے حسن کے درجے پر آگئی ہے - راقم کہتا ہے ایسی روایت فقہ میں لی گئی ہے لیکن چونکہ دیگر صحیح روایات سے رسول اللہ کا عمل پتا ہے اس کی ضرورت نہیں ہے یہ اب منکر سمجھی جانے

البنایة شرح الهدایة از عینی کے مطابق

احناف میں اس روایت کی بنا پر واحتج الطحاوی الاستنجاء بالماء طحاوی کہتے ہیں پانی سے استنجا کیا جائے اور کہا قال بهذا عطاء ومثله عن علي - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ یہ علی رضی اللہ عنہ کا بھی قول ہے

اغلباً اسی لئے شیعہ شہر بن حوشب روایت کرتا ہے توریت کا حکم تھا پانی سے استنجا ہے

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کرتے تو میں اور میرے جیسا ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر جاتے ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ساتھ استنجا کرتے

صحیح بخاری حدیث نمبر (149) صحیح مسلم حدیث نمبر (271) .

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تین پتھروں سے کم میں استنجا کرنے سے منع فرمایا

صحیح مسلم حدیث نمبر (262) .

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ کرنے گئے تو مجھے حکم تین پتھر لانے کا حکم دیا، چنانچہ انہوں نے دونوں پتھر لے لیے اور لید پھینک دی اور فرمانے لگے یہ پلید ہے

صحیح بخاری حدیث نمبر (155) .

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پتھر جمع کیے اور انہیں کپڑے میں ڈال کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کر رکھ کے واپس چلا گیا صحیح بخاری حدیث نمبر (154) .

جتنا پانی ہو اتنا استعمال کیا جا سکتا ہے کہ اطمینان ہو جائے کہ طہارت حاصل ہو گئی - پتھر سے استنجا کرنا سنت ہے - ایسی کوئی حدیث نہیں ہے کہ پانی نہیں تو پتھر سے استنجا کرو بلکہ دونوں سے کیا جا سکتا ہے - پتھر سے یا ٹشو پیپر کے حوالے سے ہے کہ اس سے بھی طہارت حاصل کرسکتے ہیں اور اتنا استعمال کریں کہ اطمینان ہو جائے کہ طہارت حاصل ہو گئی - اس میں مقدار کم

از کم تین پتھر کی ہے

کیا اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ؟

جواب

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ سے سوال کیا ، کیا میں بکری کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا ”اگر چاہو تو وضو کر لو اور اگر نہ چاہو تو نہ کرو“، اس نے عرض کیا ، کیا میں اونٹ کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا ”ہاں ، اونٹ کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کرو“، عرض کی ، کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا ”ہاں“ ، عرض کی ، کیا میں اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا ، ”نہیں“ (صحیح مسلم ح ۳۶۰)

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے اونٹ کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کے بارے میں سوال کیا گیا ، تو آپ نے فرمایا ” اس سے وضو کرو“ ، پھر آپ سے بکریوں کے گوشت (کو کھانے) سے وضو کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا ” اس سے وضو نہ کرو“ - (سنن ترمذی ۸۱ ، سنن ابی داؤد ۱۸۴ ، سنن ابن ماجہ ۴۸۴ ،

ترمذی کہتے ہیں

و قول أحمد و اسحاق، وقد روى عن بعض أهل العلم من التابعين و غیرہم انہم لم یروا الوضوء من لحوم الابل، وهو قول سفیان الثوری و

أهل الكوفة.

امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ کا یہی مذہب ہے (کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) البتہ بعض اہل علم تابعین وغیرہم سے مروی ہے کہ وہ اونٹ کے گوشت (کو کھانے) سے وضو (کا واجب ہونا) خیال نہیں کرتے تھے ، یہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا مذہب ہے ۔ ” (جامع ترمذی تحت حدیث ۸۱

راقم کہتا ہے کہ جابر بن سمرہ سے اس روایت کو جعفر بن اُبی ثور ہو ابو ثور بن عکرمہ نے روایت کیا ہے - کتاب إكمال تہذیب الڪمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے مطابق امام علی المدینی کہتے ہیں قال علي بن المديني جعفر هذا مجهول یہ جعفر مجهول ہے

یہی قول بیہقی نے سنن الکبریٰ میں دیا ہے
ذهب علي بن المديني إلى أنّ جعفر بن أبي ثور هذا مجهول (السنن الکبریٰ 1/ 158).

لیکن امام احمد و اسحق نے اس کو مجهول نہیں سمجھا امام بخاری نے اس سے کوئی روایت نہیں لی لہذا یہ ایک قدیم اختلاف ہے
راقم امام علی والا موقف رکھتا ہے راوی کو مجهول کہتا ہے
دوسری روایت جو البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا هَنَادٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ [ص
 123] عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
 اس میں عبد الرحمان بن ابی لیلی کا حافظہ صحیح نہیں ہے البتہ
 محدثین کی ایک جماعت نے اس روایت کو صحیح سمجھا ہے
 ابن منذر نے کتاب الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف میں لکھا

بے
 حَدِيثَانِ صَحِيحَانِ حَدِيثُ الْبَرَاءِ وَحَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. وَقَالَ إِسْحَاقُ
 قَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ. وَأَسْقَطْتُ طَائِفَةً
 الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ، وَمِمَّنْ كَانَ لَا يَرَى ذَلِكَ وَاجِبًا مَالِكُ [ص
 141] بِنُ أَنَسٍ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَقَدْ رُوِيَ
 ذَلِكَ عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ وَعَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ [ص 142] وَرُؤْيٍ
 ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

الْبَرَاءِ اور حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ دونوں صحیح ہیں اور اسحاق نے کہا
 یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہیں اور ایک گروہ نے اس
 وضو کو ساقط کر دیا ہے اور کہتے ہیں یہ واجب نہیں ہے جن میں
 امام مالک اور سفیان اور شافعی اور اصحاب رائے ہیں اور اس کو
 روایت کیا ہے سُؤَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ اور عَطَاءٍ اور طَاوُسٍ اور مُجَاهِدِ

محدثین میں امام ابن معین کا قول ہے (تاریخ ابن معین رواية الدوري)
 قَالَ يَحِبُّ الْوُضُوءَ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ لَا يَتَوَضَّأُ مِنْهُ
 اونٹ کے گوشت پر کوئی وضو نہیں ہے
 یعنی وضو نہیں ٹوٹا

* * *

مس الذکریا عضو تناسل چھونے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب

مس الذکریا عضو تناسل چھونے پر وضو کرو کی روایت ہے
بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ
فَلَا يُصَلِّ حَتَّى يَتَوَضَّأَ»

بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، مدینہ کی خاتون ہیں جو مردوں کے ذکر کو
چھونے کے حوالے سے روایت کر رہی ہیں یہ اس خبر کی ایک علت
ہے کہ ایک مرد کو یہ روایت بیان کرنی چاہیے اس کو کوئی مرد
روایت نہیں کرتا جبکہ یہ ان کا مسئلہ ہے

ترمذی کہتے ہیں اس باب میں کوئی حدیث صحیح ہے تو امام
بخاری کہتے ہیں یہی ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ «أَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ بُسْرَةَ

وضو کا ٹوٹنا ایک اہم مسئلہ ہے ذکر کو چھونے کے بعد وضو ٹوٹنا
صرف ان صحابیہ کا روایت کردہ ہے

ان کی یہی روایت ہے کوئی اور روایت بھی نہیں لہذا اس منفرد
روایت کو کیسے لیا جائے؟

اس روایت کو عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ نے بیان کیا ہے کہ مروان بن الحکم نے
ان کو خبر دی کہ بسرہ نے ان کو بتایا

ابن خزیمہ صحیح میں کہتے ہیں

قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَيَقُولُ الشَّافِعِيُّ أَقُولُ. لِأَنَّ عُرْوَةَ قَدْ سَمِعَ خَبَرَ بُسْرَةَ مِنْهَا،

لَا كَمَا تَوَهَّم بَعْضُ عُلَمَائِنَا أَنَّ الْخَبَرَ وَاهٍ لِبَطْعِنِهِ فِي مَرْوَانَ

اور شافعی کہتے ہیں عروہ نے ان سے بسرہ کی خبر سنی نہ کہ جیسا بعض علماء کو وہم ہے کہ یہ خبر بے کار ہے مروان پر طعن کرنے کے لئے

احناف کے مطابق حدیث بسرہ ضعیف ہے

البحر الرائق شرح كنز الدقائق از ابن نجيم کے مطابق
إِنَّ حَدِيثَ بُسْرَةَ ضَعْفُهُ جَمَاعَةٌ حَتَّى قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ ثَلَاثَةٌ أَحَادِيثٌ
لَمْ تَصِحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - مِنْهَا حَدِيثٌ مَسَّ
الذِّكْرَ

حدیث بسرہ کو ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے حتی کہ امام ابن معین کہتے ہیں تین احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح نہیں جن میں حدیث مس الذکر ہے

طحاوی کتاب مختصر اختلاف العلماء میں کہتے ہیں
قَالَ أَصْحَابُنَا وَالثَّوْرِيُّ وَمَالِكٌ لَا وَضُوءَ مِنْ مَسِّ الذِّكْرِ إِلَّا أَنْ مَالِكًا
يَسْتَحِبُّهُ

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَاللَيْثُ وَالشَّافِعِيُّ فِيهِ الْوَضُوءُ

ہمارے اصحاب یعنی احناف اور ثوری اور مالک کہتے ہیں کہ ذکر چھونے پر وضو نہیں ہے سوائے اس کے کہ مالک اس کو مستحب سمجھتے ہیں اور الْأَوْزَاعِيُّ اور لَيْثُ اور شافعی کہتے ہیں وضو ہے وضو غسل سے پہلے کیا جاتا ہے ایک شخص وضو کرتا ہے غسل شروع کرتا ہے کہ ذکر کو چھو لیتا ہے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا

دوبارہ وضو کرے گا یا نہیں؟ اس پر لوگوں نے کلام نہیں کیا لیکن راقم کو اس کا جواب نہیں ملا جب غسل کا وضو ہی ٹوٹ جائے گا تو غسل کیسے ہو گا اس لئے یہ ممکن نہیں کہ ذکر چھونے سے وضو ٹوٹ جائے

یہاں تک کہ مالکیوں اور شوافع میں اختلاف ہوا جس کا ذکر ابن حزم نے المحلی میں کیا

لَا تَكَرَّرَ الْمَالِكِيُّونَ وَالشَّافِعِيُّونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ تَفْرِيقَهُمْ بَيْنَ مَسِّ الذَّكَرِ بِبَاطِنِ الْكَفِّ فَيَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَبَيْنَ مَسِّ بَظَاهِرِ الْكَفِّ فَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ

مالکیہ اور شوافع میں تفریق ہوئی کہ ذکر کو کپڑے کے اوپر سے

چھونے سے وضو ٹوٹے گا یا کپڑے کے پیچھے سے چھونے سے

المغنی 1 / 179، والفروع 1 / 179. کے مطابق حنابلہ کے مطابق

اگر کپڑے کے اوپر سے بھی ذکر کو چھو لیا تو وضو ٹوٹ جاتا ہے

وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ لَا يَنْقُضُ مَسُّهُ إِلَّا بَاطِنِ كَفِّهِ وَلَا يَنْقُضُ بَظَاهِرِ

الْكَفِّ لِأَنَّ ظَاهِرَ الْكَفِّ لَيْسَ بِأَلَّةِ الْمَسِّ فَأَشْبَهَهُ مَا لَوْ مَسَّهُ بِفَخِذِهِ .

وَلَا فَرَّقَ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ بَيْنَ بَطْنِ الْكَفِّ وَظَاهِرِهِ .

الموسوعة الفقهية الكويتية

ج ۳۷

احناف میں تو سرے سے ٹوٹے گا ہی نہیں

عصر حاضر کے ایک عالم أبو عبد الرحمن عبد الله بن عبد الرحمن

بن صالح بن حمد بن محمد بن حمد بن إبراهيم البسام التميمي

(المتوفى 1423هـ)

نے ان متضاد روایات میں تطبیق اس طرح دی
 تَوْضِيحُ الْأَحْكَامِ مِنْ بُلُوغِ الْمَرَامِ
 فضل ما يجمع بين الحديتين بأحد طريقين
 الأول أَنَّهُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِذَا مَسَّهُ مِنْ غَيْرِ حَائِلٍ، فَإِنْ مَسَّهُ بِحَائِلٍ لَمْ
 يَنْقُضْ؛ وَيُؤَيِّدُ هَذَا الْقَوْلَ رَوَايَةٌ “الرَّجُلُ يَمَسُّ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ”،
 فالصلاة ليست محلَّ لَمَسِ الْفَرْجِ بِلَا حَائِلٍ.
 الثاني أَنَّ مَسَّهُ بِشَهْوَةٍ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ، وَمَسَّهُ بِدُونِهَا لَا يَنْقُضُ.
 اول وضو ٹوٹے گا اگر کوئی حائل نہ ہو اور چھو جائے اور یہ نہیں ٹوٹے
 گا اگر بلا حائل چھو جائے اور اس کی تائید میں قول ہے روایت میں
 کہ آدمی نماز میں اپنا ذکر چھو رہا تھا تو پس نماز وہ محل نہیں جہاں
 کوئی اس کو بلا حائل چھو سکے
 دوم اگر اس کو شہوت سے چھو تو وضو ہے اس کے بغیر نہیں
 راقم خود امام ابو حنیفہ اور امام مالک والا موقف رکھتا ہے کہ وضو
 نہیں ٹوٹے گا
 سُئِلَ يَحْيَى عَنِ الْوُضُوءِ مَنْ مَسَّ الذَّكَرَ فَقَالَ لَا يَتَوَضَّأُ مِنْهُ
 امام ابن معین نے کہا عضو تناسل چھونے پر کوئی وضو نہیں ہے
 تاریخ ابن معین روایۃ الدوری
 حدیث بسرہ کا اغلباً اصل مدعا الگ ہے - اس میں مرد اور اس
 کی بیوی کے حوالے سے ہے کہ بیوی اگر مرد کا عضو چھو لے تو
 پھر اس پر وضو ہے جب جماع نہ کیا ہو اور شرم گاہ نہ ملی ہوں- و
 اللہ اعلم

کیا تیمم کی یہ روایت صحیح ہے ؟

تیمم سے مربوط آیت کی شان نزول کے بارے میں صحیح بخاری، مسلم، نسائی، موطا وغیرہ میں اس طرح روایت موجود ہے، حدثنا عبد الله بن يوسف، قال أخبرنا مالك، عن عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه، عن عائشة، زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره، حتى إذا كنا بالبيداء - أو بذات الجيش - انقطع عقد لي، فأقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه، وأقام الناس معه، وليسوا على ماء، فأتى الناس إلى أبي بكر الصديق فقالوا ألا ترى ما صنعت عائشة أقامت برسول الله صلى الله عليه وسلم والناس، وليسوا على ماء، وليس معهم ماء. فجاء أبو بكر ورسول الله صلى الله عليه وسلم واضع رأسه على فخذي قد نام فقال حبست رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس، وليسوا على ماء، وليس معهم ماء. فقالت عائشة فعاتبني أبو بكر، وقال ما شاء الله أن يقول، وجعل يطعنني يده في خاصرتي، فلا يمنعني من التحرك إلا مكان رسول الله صلى الله عليه وسلم على فخذي، فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم حين أصبح على غير ماء، فأنزل الله آية التيمم فتيمموا. فقال أسيد بن الحضير ما هي بأول بركتكم يا آل أبي بكر. قالت فبعثنا البعير الذي كنت عليه، فأصبنا العقد تحته هم سے عبد الله بن يوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں مالک نے

عبدالرحمن بن قاسم سے خبر دی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، آپ نے بتلایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض سفر (غزوئہ بنی المصطلق) میں تھے۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار کھو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ٹھہر گئے۔ لیکن وہاں پانی کہیں قریب میں نہ تھا۔ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا “عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کام کیا؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے اور پانی بھی کہیں قریب میں نہیں ہے اور نہ لوگوں ہی کے ساتھ ہے۔” پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ فرمانے لگے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ قریب میں کہیں پانی بھی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ والد ماجد (رضی اللہ عنہ) مجھ پر بہت خفا ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وجہ سے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری اور لوگوں نے تیمم کیا۔ اس پر

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا “ اے آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ ” عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا۔ پھر ہم نے اس اونٹ کو پٹایا جس پر میں سوار تھی تو بار اسی کے نیچے مل گیا۔

اعتراضات

اولا کہا گیا ہے یہ یہ واقعہ نبی اکرم ص کے غزوہ مصطلق سے واپسی پر رونما ہوا یعنی جنگ احزاب جو جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے کے بعد یہ جنگ 2ھ میں واقع ہوئی

حدیث کے پس منظر میں بیان ہوا ہے کہ اس غزوہ میں مہاجر و انصار کے درمیان کئیوں سے پانی کھینچنے کے مسئلہ پر اختلاف رونما ہوا اور نزدیک تھا کہ آپس میں لڑ پڑیں جسکی وجہ سے آپ ص نے لشکر کو بے موقع کوچ کرنے کا حکم دیا تاکہ احتمالی ٹکراؤ کو روک سکے آپ ص اس سفر میں کسی جگہ پڑاؤ نہیں ڈالتے تھے مگر یہ کہ نماز کے وقت اسطرح رات گئے تک سفر کرتے تھے اور جب رات کا آخری حصہ میں کہیں رکتے تو اصحاب تھکاوٹ سے نڈھال سوجاتے تھے رسول خدا ص اور آپ ص کے لشکر کی اس غزوہ کی واپسی پر یہ حالت نہیں تھی کہ پیغمبر ص کے لیے ممکن نہیں تھا کہ بلا سوچے سمجھے صرف عائشہ کے گلے کے بار کے لیے، کہیں رات بھر کے لیے عائشہ کی روایت میں بیان شدہ صورت میں پڑاؤ ڈالتے

اسکے علاوہ کچھ اور روایت بھی ہیں جن میں اس آیت کی شان

نزول ام المومنین کی بیان کردہ شان نزول کے خلاف ہے ہم یہاں پر قرآن کی طرف رجوع کرتے ہیں قرآن مجید میں دو جگہوں پر وضو وغسل اور ان کے بدل یعنی تیمم کا ایک ساتھ ذکر ہوا ہے -

اولاً سورہ نسا کی ۴۳ ویں آیت میں فرماتا ہے ایمان والو! خبردار نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جانا، جب تک یہ ہوش نہ آجائے کہ تم سمجھنے لگو کیا کہہ رہے ہو، اور جنابت کے حالت میں بھی (مسجد میں داخل نہ ہونا) مگر یہ کہ راستے سے گزر رہے ہو، جب تک غسل نہ کرلو اور اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو اور کسی کے پاخانہ نکل آئے، یا عورتوں سے باہم جنسی ربط قائم کرو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو، اس طرح کہ اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو بیشک خدا بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

ثانیاً سورہ مائدہ کی چھٹی آیت میں فرماتا ہے ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ.....“ (مائدہ ۶)

ایمان والو! جب بھی نماز کے لئے اٹھو تو پہلے اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سر اور ٹخنوں تک پیروں

کامسح کرو اور اگر جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرو اور اگر مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا پاخانہ وغیرہ نکل آیا ہے یا عورتوں سے باہم جنسی تعلق قائم کرو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو، اس طرح کہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرلو۔ اس لحاظ سے اسی وقت جب وضو اور غسل کا حکم بیان ہوا، تیمم کا حکم بھی بیان ہوا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مسلمانوں نے ۱۳ سال مکہ میں اور ۵ سال مدینہ میں صرف وضو اور غسل کیا اور انہیں کبھی تیمم کرنے کی ضرورت ہی نہ پڑی ہو یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے ام المؤمنین کے گلے کے بار والے معاملے کی صورت میں یہ ہوا مزید بحث کرتا چلو اس حدیث میں پیغمبر اسلام ص کی سیرت پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح رسول خدا ص نے اپنی بیوی کی خشنودی کے لیے جذبات میں آکر تمام مصلحتوں سے چشم پوشی کر کے اسلام کے ساتھ ایک خشک اور بے آب سرزمین پر صرف اپنی بیوی کے گلے کے بار کے لئے صبح دیر تک پڑاؤ کیا۔ جب کہ کسی عام کمانڈر سے یہ توقع کی جاسکتی ہے چہ جائیکہ جو یہ حکمت

بصیرت والے پیغمبر سے کر رہے ہیں سب سے بڑھ کر اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس ناشائستہ و بے جا عمل پر اپنے پیغمبر ص کی تنبیہ اور سرزنش کرنے کی بجائے قرآن کی ایک آیت نازل فرما کر تیمم کا حکم جاری کیا ... دشمنان اسلام اس حدیث اور داستان سے کیا نتیجہ لیں گئے؟

جواب

یہ روایت صحیح ہے

مسند احمد میں یہ ایک دوسری سند سے بھی ہے
 حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ
 عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ
 أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِتُرْبَانَ، بَلَدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَدِينَةِ بَرِيدٌ وَأَمِيالٌ وَهُوَ بَلَدٌ لَا
 مَاءَ بِهِ، وَذَلِكَ مِنْ (1) السَّحَرِ، أُنْسَلَتْ قِلَادَةٌ لِي مِنْ عُنُقِي، فَوَقَعَتْ،
 فَحَبِسَ رَسُولُ اللَّهِ (2) صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِالْتِمَاسِهَا حَتَّى طَلَعَ
 الْفَجْرُ، وَلَيْسَ مَعَ الْقَوْمِ مَاءٌ، قَالَتْ فَلَقِيْتُ مِنْ أَبِي مَا اللَّهُ بِهِ عَلِيمٌ مِنَ
 التَّعْنِيفِ وَالتَّأْفِيفِ، وَقَالَ فِي (3) كُلِّ سَفَرٍ لِلْمُسْلِمِينَ مِنْكَ عَنَاءٌ وَبَلَاءٌ؟
 قَالَتْ فَاتَزَلَّ اللَّهُ الرُّخْصَةَ بِالتَّيْمَمِ، قَالَتْ فَتَيَمَّمِ الْقَوْمُ وَصَلُّوا. قَالَتْ
 يَقُولُ أَبِي حِينَ جَاءَ مِنَ اللَّهِ مَا جَاءَ مِنَ الرُّخْصَةِ لِلْمُسْلِمِينَ وَاللَّهِ، مَا
 عَلِمْتُ يَا بُنَيَّةُ، إِنَّكَ لَمُبَارَكَةٌ، مَاذَا جَعَلَ اللَّهُ لِلْمُسْلِمِينَ فِي حَبْسِكَ
 إِيَّاهُمْ مِنَ الْبَرَكَةِ وَالْيُسْرِ؟

یہاں اس کو محمد بن اسحاق نقل کر رہا ہے جو جب یہ بیان کرتا
 ہے کہ ام المومنین نے وفات النبی پر ماتم کیا تو شیعہ اس کے قول کو
 مانتے ہیں اور اب بھی مانیں کیونکہ یہ بھی ابن اسحاق کی روایت ہے
 الغرض تیمم کی آیات مدنی ہیں شیعوں اور سنی دونوں میں تو پھر یہ
 کہنا کہ مکہ میں بھی تیمم ہوتا تھا احمقانہ قول ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کو پڑاؤ کا حکم دیا لیکن

اللہ کو منظور تھا کہ وہ سو جائیں لہذا یہ جنگی حکمت عملی کا سوال ہی نہیں ہے دوم جنگ ختم ہو چکی ہے اس سے واپسی پر یہ واقعہ ہوا تو اشکال بلا وجہ ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا منفرد وضو تھا؟

صحیح مسلم کتاب الطَّهَارَةِ (بَابُ تَبْلُغِ الْحِلْيَةِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ)
صحیح مسلم کتاب پاکی کا بیان (زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا)

586

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا خَلْفٌ يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتَّى تَبْلُغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هَذَا الْوُضُوءُ؟ فَقَالَ يَا بَنِي فَرُوحٍ أَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنْكُمْ هَاهُنَا مَا تَوَضَّأْتُ هَذَا الْوُضُوءَ، سَمِعْتُ خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «تَبْلُغُ الْحِلْيَةَ مِنَ الْمُؤْمِنِ، حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءَ»

حکم صحیح 586

ابو حازم سے روایت ہے ، انہوں نے کہا میں ابو ہریرہ کے پیچھے کھڑا تھا اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے ، وہ اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ، یہاں تک کہ بغل تک پہنچ جاتا، میں نے ان سے پوچھا اے ابو ہریرہ ! یہ کس طرح کا وضو ہے؟ انہوں نے جواب دیا اے فروخ کی اولاد (اے بنی فارس)! تم یہاں ہو؟ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم لوگ یہاں کھڑے ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا - میں نے اپنے خلیل کو

فرماتے ہوئے سناتھا ” مومن کا زیور وہاں پہنچے گا جہاں اس کے وضو کا پانی پہنچے گا۔

جواب

اس کی سند صحیح ہے لیکن اس میں وضو میں اضافہ ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے۔ ابو ہریرہ یہ وضو دوسروں سے چھپاتے بھی تھے کیونکہ یہ معروف میں سے نہیں تھا۔ صحابہ کا عمل حجت ہے اہل سنت بھی اس وضو کو کر سکتے ہیں

علی رضی اللہ عنہ کا وضو اصحاب رسول سے الگ تھا؟

جواب

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا بَهْزٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسِرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ، قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ لِحَوَائِجِ النَّاسِ، فَلَمَّا الْعَصْرُ “أُنْبِي بَتُورٍ مِنْ مَاءٍ، فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ فَضْلَهُ فَشَرِبَ قَائِمًا”، وَقَالَ “إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ هَذَا وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ”، وَهَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحَدِّثْ

النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ، نے کہا میں نے علی کو ظہر کی نماز پر دیکھا پھر وہ لوگوں کی ضروریات کی وجہ سے بیٹھے پھر عصر کا وقت ہوا وہ پانی کے پاس گئے اس میں سے ایک چلو لے کر اس کو چہرہ پر مسح کیا پھر بازو پر اور پھر سر پر مسح کیا اور پیروں پر۔ پھر جو

پانی بچا اس کو کھڑے ہو کر پی لیا اور کہا لوگ اس سے کراہت کرتے ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے اور یہ وضو ہے جس کا اب کوئی ذکر نہیں کرتا شعيب الأرنؤوط نے اس کو صحیح کہا ہے - یہ روایت صحیح ابن خزیمہ میں بھی ہے

اس روایت سے معلوم ہوا علی نے چہرہ ، بازو ، سر اور پیر کا مسح کیا ساتھ ہی علی نے کہا هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحَدِّثْ یہ وضو ہے جس کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک پیر کے مسح سے بھی وضو ہو جاتا ہے باقی اصحاب رسول اس کو دھونے کا ذکر کرتے ہیں

یہ روایت مسند أبي داود الطيالسي ج 1، ص 125، رقم الحديث 141، تحقیق محمد بن عبد المحسن التركي، الناشر دار هجر میں

ایک حدیث اس طرح ہے
 حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ سَمِعْتُ النَّزَالَ بْنَ سَبْرَةَ، يَقُولُ صَلَّى عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الظُّهْرَ فِي الرَّحْبَةِ ثُمَّ جَلَسَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ أَتَى بِكُوزٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ مِنْهُ كَفًّا فَعَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضَلَ الْمَاءِ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَشْرَبُوا وَهُمْ قِيَامٌ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ الَّذِي فَعَلْتُ وَقَالَ «هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَمْ يُحَدِّثْ»

یہ وضو اہل تشیع میں مقبول ہے۔ اہل سنت کے نزدیک صحابہ کا عمل حجت ہے لہذا وہ بھی اس وضو کو کر سکتے ہیں

کیا لباس ٹخنوں سے نیچے جانے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب

ابو داؤد کی روایت ہے
 حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا أبان، حدثنا يحيى، عن أبي جعفر،
 عن عطاء بن يسار، عن أبي هريرة، قال بينما رجل يصلي مسبلاً إزاره
 إذ قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم «اذهب فتوضأ»، فذهب
 فتوضأ، ثم جاء، ثم قال «اذهب فتوضأ»، فذهب فتوضأ، ثم جاء،
 فقال له رجل يا رسول الله ما لك أمرته أن يتوضأ، ثم سكت عنه، فقال
 «إنه كان يصلي وهو مسبل إزاره وإن الله تعالى لا يقبل صلاة رجل
 مسبل إزاره»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنا تہبند ٹخنوں سے
 نیچے لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اس سے فرمایا ”جا کر دوبارہ وضو کرو“، چنانچہ وہ گیا اور اس
 نے (دوبارہ) وضو کیا، پھر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ
 فرمایا ”جا کر پھر سے وضو کرو“، چنانچہ وہ پھر گیا اور تیسری بار
 وضو کیا، پھر آیا تو ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات ہے! آپ
 نے اسے وضو کرنے کا حکم دیا پھر آپ خاموش رہے؟ تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”وہ اپنا تہہ بند ٹخنے سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ ٹخنے سے نیچے تہہ بند لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز قبول نہیں فرماتا

اسی سند سے مسند احمد میں بھی ہے شعيب الأرنؤوط کہتے ہیں إسناده ضعيف لجهالة أبي جعفر- وهو الأنصاري المدني- كما صرح البيهقي في “السنن” 2/242، وفي “التهذيب” أنه روى عن أبي هريرة، ولم يرو عنه سوى يحيى بن أبي كثير، قال الحافظ قال الدارمي أبو جعفر هذا رجل من الأنصار، وبهذا جزم ابن القطان، وقال إنه مجهول. ثم رد الحافظ على ابن حبان أن جعله محمد بن علي بن الحسين، ثم قال وعند أبي داود في الصلاة عن يحيى بن أبي كثير، عن أبي جعفر غير منسوب، عن عطاء بن يسار، عن أبي هريرة.

اسکی اسناد ضعیف ہیں ابی جعفر کی مجہولیت کی بنا پر جیسا بیہقی نے سنن میں صراحت کی ہے اور ... ابن القطان نے کہا یہ مجہول ہے

البانی بھی اس کو ضعیف روایت کہتے ہیں

غسل کی واجب ہو جائے اور پانی نہ ہو تو کیا کیا جائے ؟

کیا اس حدیث سے دلیل لے سکتے ہیں

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي ، قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، قَالَ سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ ، وَأَبِي مُوسَى ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً

كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ ، فَقَالَ أَبُو
 مُوسَى فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ ، حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيكَ ، قَالَ أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَفْنَعْ بِذَلِكَ ، فَقَالَ أَبُو
 مُوسَى فَدَعَانَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَذِهِ الْآيَةِ ، فَمَا دَرَى عَبْدُ
 اللَّهِ مَا يَقُولُ ، فَقَالَ إِنَّا لَوَرَّخَصْنَا لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى
 أَعْدَاهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدْعَهُ وَيَتَيْمَمَ ، فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللَّهِ لِهَذَا
 ، قَالَ نَعَمْ

میں عبداللہ (عبداللہ بن مسعود) اور ابوموسیٰ اشعری کی خدمت
 میں تھا، ابوموسیٰ نے پوچھا کہ ابو عبدالرحمن! آپ کا کیا خیال ہے کہ
 اگر کسی کو غسل کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو وہ کیا کرے۔
 عبداللہ نے فرمایا کہ اسے نماز نہ پڑھنی چاہیے۔ جب تک اسے پانی نہ
 مل جائے۔ ابوموسیٰ نے کہا کہ پھر عمار کی اس روایت کا کیا ہو گا
 جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا تھا کہ تمہیں
 صرف (ہاتھ اور منہ کا تیمم) کافی تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہما
 نے فرمایا کہ تم عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھتے کہ وہ عمار کی
 اس بات پر مطمئن نہیں ہوئے تھے۔ پھر ابوموسیٰ نے کہا کہ اچھا
 عمار کی بات کو چھوڑو لیکن اس آیت کا کیا جواب دو گے)
 جس میں جنابت میں تیمم کرنے کی واضح اجازت موجود ہے)
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔
 صرف یہ کہا کہ اگر ہم اس کی بھی لوگوں کو اجازت دے دیں تو
 ان کا حال یہ ہو جائے گا کہ اگر کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوا تو

اسے چھوڑ دیا کرے گا۔ اور تیمم کر لیا کرے گا۔ (اعمش کہتے ہیں کہ) میں نے شقیق سے کہا کہ گویا عبداللہ نے اس وجہ سے یہ صورت ناپسند کی تھی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔

Sahih Bukhari#346

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ ، قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ ، قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا ، أَمَا كَانَ يَتِيمَمُ وَيُصَلِّي ؟ فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهِدِ الْآيَةِ ؟ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَيَتِيمَمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا سُورَةَ النِّسَاءِ آيَةَ 43 ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتِيمَمُوا الصَّعِيدَ ، قُلْتُ وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا ، قَالَ نَعَمْ ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ ، بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ ، فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ ، فَتَمَرَّعْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّعُ الدَّابَّةُ ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا ، فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ، ثُمَّ نَفَضَهَا ، ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهَرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهَرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ وَزَادَ يَعْلى ، عَنْ الْأَعْمَشِ ، عَنْ شَقِيقٍ ، كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ ، وَأَبِي مُوسَى ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ ، فَأَتَيْتَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَأَخْبِرْنَاهُ ، فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هَكَذَا وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ
وَاحِدَةً .

اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہو اور مہینہ بھر پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمم کر کے نماز نہ پڑھے؟ شقیق کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ وہ تیمم نہ کرے اگرچہ وہ ایک مہینہ تک پانی نہ پائے (اور نماز موقوف رکھے) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ پھر سورة المائدہ کی اس آیت کا کیا مطلب ہو گا ”اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کر لو۔“ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بولے کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو جلد ہی یہ حال ہو جائے گا کہ جب ان کو پانی ٹھنڈا معلوم ہو گا تو وہ مٹی سے تیمم ہی کر لیں گے۔ اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو تم نے جنبی کے لیے تیمم اس لیے برا جانا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ کو عمار کا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قول معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لیے بھیجا تھا۔ سفر میں مجھے غسل کی ضرورت ہو گئی، لیکن پانی نہ ملا۔ اس لیے میں مٹی میں جانور کی طرح لوٹ پوٹ لیا۔ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لیے صرف اتنا کرنا کافی تھا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ایک مرتبہ مارا پھر ان کو

جھاڑ کر بائیں ہاتھ سے داہنے کی پشت کو مل لیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا۔ عبداللہ نے اس کا جواب دیا کہ آپ عمر کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی تھی۔ اور یعلیٰ ابن عبید نے اعمش کے واسطہ سے شقیق سے روایت میں یہ زیادتی کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ اور ابوموسیٰ کی خدمت میں تھا اور ابوموسیٰ نے فرمایا تھا کہ آپ نے عمر سے عمار کا یہ قول نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور آپ کو بھیجا۔ پس مجھے غسل کی حاجت ہو گئی اور میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ لیا۔ پھر میں رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت حال کے متعلق ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں صرف اتنا ہی کافی تھا اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کا ایک ہی مرتبہ مسح کیا۔ صحیح بخاری

347

جواب

پانی نہ ہو، (احتلام کی وجہ سے) حالت جنابت ہو تو کیا کیا جائے؟ اس سوال پر بحث ہوئی تو عمر اور ابن مسعود کا موقف تھا کہ وہ شخص رکے گا حتیٰ کہ پانی ملے پھر غسل کرے۔ عمار نے ذکر کیا ان کو اس حالت میں تیمم کی اجازت دی گئی تھی۔ اس کو باقی نے ان پر خاص جانا۔

حدیث میں عام و خاص ہوتا ہے۔ عمار کی بات کو باقی اصحاب

نے قبول نہ کیا کہ ان کو ہو سکتا ہے سمجھ نہیں آیا ہو اور جب ابو موسیٰ نے اس خاص واقعہ سے دلیل لی تو ابن مسعود نے ذکر کیا کہ عمر نے اس کا وہ مطلب نہیں لیا جو آپ لے رہے ہیں۔ یعنی عمار کو جو حکم دیا گیا تھا وہ ان اصحاب کے نزدیک عمار پر خاص ہوا

سورہ مائدہ میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ مِنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (6)

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لو اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لو، اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا لو، اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا کوئی تم میں سے جائے ضرور (رفع حاجت) سے آیا ہو یا عورتوں کے پاس گئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اسے اپنے مونہوں اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تاکہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تاکہ تم شکر کرو۔

سنن ابو داؤد میں ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَكَانِ الشَّهْرِ وَالشَّهْرَيْنِ فَقَالَ عُمَرُ أَمَا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ أَصْلِي حَتَّى أَجِدَ الْمَاءَ قَالَ فَقَالَ عَمَارٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمَا تَذَكُرُ إِذْ كُنْتُ أَنَا وَأَنْتَ فِي الْإِبِلِ فَأَصَابَتْنَا جَنَابَةٌ فَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَأَتَيْتَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هَكَذَا وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَخَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى نِصْفِ الذَّرَاعِ؟ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَمَارُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ وَاللَّهِ لَمْ أَذْكُرْهُ أَبَدًا فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللَّهِ لِنُؤْيَيْتِكَ مِنْ ذَلِكَ مَا نُوْيَيْتَ.

(ابوداؤد، رقم 322)

عبدالرحمن بن ابی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ ہم دو ماہ ایک جگہ قیام کرتے ہیں (اور وہاں پانی نہیں ہوتا اور ہم جنبی ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں)؟ اس پر عمر نے فرمایا کہ میں تو اس وقت تک نماز نہ پڑھوں گا، جب تک کہ پانی نہ ملے گا، یہ سن کر عمار (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ اے امیر المومنین، کیا آپ کو یاد نہیں کہ میں اور آپ اونٹوں میں تھے اور ہم جنبی ہو گئے تھے تو میں مٹی میں لوٹ پوٹ گیا تھا، پھر ہم نے واپس آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقعہ عرض کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ایسی صورت میں تمہیں صرف ایسا کرنا کافی تھا اور آپ نے اپنے ہاتھ زمین پر مار کر پھونک ماری اور اپنے چہرے پر اور ہاتھوں پر نصف ذراع تک پھیر لیا؟ عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اے

عمار اللہ سے ڈرو، انہوں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو یہ بات میں کبھی ذکر نہ کروں، عمر نے فرمایا نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے، بلکہ تمہیں اپنی بات کہنے کا اختیار ہے۔

شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبي في شرح المجتبي از محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي اللؤلؤي میں ہے
 أجمع أهل العلم على مشروعية التيمم للجنب عند عدم الماء، ولم يخالف في ذلك أحد من السلف، ولا من الخلف، إلا ما جاء عن عمر ابن الخطاب، وعبد الله بن مسعود، وحكي مثله عن إبراهيم النخعي

اس سے معلوم ہوا کہ عمر اور ابن مسعود اور إبراهيم النخعي کا مذہب ہے کہ جنبی تیمم نہیں کرے گا پانی سے ہی غسل کرے گا۔ ان کے سوا باقی جمہور فقہاء کہتے ہیں جنبی تیمم کرے گا اور عمر اور ابن مسعود اور إبراهيم النخعي کا مذہب متروک ہے۔

قرآن میں لمستم النساء کا مطلب اغلباً عمر اور ابن مسعود کے ہاں صرف چھونا یا بوسہ لینا ہو گا جماع کرنا نہ ہو گا

أعلام الحديث (شرح صحيح البخاري) از أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي (ت 388 هـ) میں ہے

ابن مسعود کے نزدیک اس آیت میں چھونا سے مراد جماع نہیں ہے وإنما كان تأول الملامسة المذكورة في هذه الآية على غير معنى الجماع

المبسوط از السرخسي (المتوفى 483 هـ) میں ہے

وَأَصْلُ الْإِخْتِلَافِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى { أَوْ لَمْ يَسْتُمْ النِّسَاءَ } [النساء 43]
 فَقَالَ عُمَرُ وَابْنُ مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - الْمُرَادُ الْمَسُّ بِالْيَدِ فَجَوَّزَ
 التَّيْمَمَ لِلْمُحَدِّثِ خَاصَّةً وَقَالَ عَلِيُّ وَابْنُ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا -
 الْمُرَادُ الْمُجَامَعَةُ

اصل اختلاف اس میں اللہ تعالیٰ کے قول { أَوْ لَمْ يَسْتُمْ النِّسَاءَ } [النساء
 43] عورت کو چھونے پر ہیں پس عمر اور ابن مسعود اس سے مراد
 خاص ہاتھ سے چھونا لیتے کہ اس پر تیمم ہے اور علی اور ابن عباس
 اس سے مراد جماع لیتے تھے
 عمار جنبی ہوئے تھے اغلباً احتلام کی وجہ سے نہ کہ بیوی و لونڈی
 سے جماع کی وجہ سے اس لئے اشکال کھڑا ہوا کہ کیا کیا جائے
 امام محمد کتاب الأَصْلُ میں فقہ کی بحث کر کے سمجھاتے ہیں
 کہ

قلت رأيت المسافر تكون (2) معه (3) امرأته أو جاريته فأراد أن يطأها
 وهو يعلم أنه لا يجد الماء أترى له أن يطأها؟ قال نعم. ألا ترى قوله
 (4) تعالى { أَوْ لَمْ يَسْتُمْ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا }
 (5).

میں نے ایک شخص سے کہا ایک مسافر ہے اس کی بیوی اور لونڈی
 ساتھ ہے اور وہ ان سے سیکس کرتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ پانی نہ پائے
 گا تو کیا وہ یہ کرے گا؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں کیا قرآن میں
 اللہ تعالیٰ کا قول نہیں ہے کہ عورت کو چھو لو اور پانی نہ ملے تو
 تیمم پاک کرو

کوفہ کے مذہب کے تحت بھی جب عورت یا لونڈی سے سکس کر لیا جائے پھر پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے گا

تیمم یا غسل یا وضو میں دل کی نیت ضروری ہے ؟

جواب

امام محمد کتاب الأَصْلُ میں فقہ کی بحث کر کے سمجھاتے ہیں کہ

قلت أرأيت رجلاً (6) قال لرجل علمني التيمم، فتيمم (7) يريد بذلك التعليم (8) ولا ينوي به الصلاة هل يجزيه ذلك من تيممه؟ قال لا. قلت لم؟ قال لأن التيمم لا يكون إلا بالنية

میں (محمد) نے جواب میں کہا اگر کوئی شخص کسی سے کہے مجھ کو تیمم کرنا سکھا دو اور دوسرا شخص تعلیم کی غرض سے تیمم کرنا سکھا دے اور نماز کی نیت نہ ہو تو کیا تیمم ہو گیا جو نماز کے لئے کافی ہو؟ اس شخص نے کہا نہیں - م میں نے پوچھا اب کیوں نہیں؟ اس شخص نے کہا کیونکہ تیمم (طہارت) کی نیت نہیں کی تھی

ألا ترى لو أن رجلاً جنباً وقع في نهر وهو لا يريد الغسل فاغتسل فيه أجزاء ذلك من غسله ومن وضوئه، ولو أصاب ذراعيه ووجهه (12) غباراً لم يجزه من التيمم

کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جو جنبی ہو وہ نہر پر جاتا ہے اور اس کا اردہ غسل جنابت کا نہیں ہے لیکن وہ اس میں غسل کر لیتا ہے

(یعنی بلا ارادہ غسل جنابت نہر میں ڈبکی لگا لیتا ہے) جس سے اس سے وضو تک دھل جاتے ہیں (لیکن غسل جنابت پھر بھی نہیں ہوتا کیونکہ نیت نہیں تھی) اسی طرح جنبی کے جسم پر غبار لگ جانے سے اس کا تیمم نہیں ہو جاتا

باب ۲ اذان و اقامت کے مباحث

سنن ابو داود کی اوقات نماز سے متعلق روایت پر سوال ہے اس روایت کے مطابق جبریل نے مکہ میں ہر نماز کے وقت کے شروع میں اور ہر نماز کے وقت کے اختتام پر رسول اللہ کو نماز پڑھائی اور آخر میں کہا اے محمد یہ پچھلے انبیاء کی نماز کا وقت ہے . آپ کے نماز کے اوقات ان کے درمیان ہیں

جواب

حَدَّثَنَا مَسَدُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَفِيَانَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ فُلَانَ بْنِ أَبِي رَيْعَةَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عِيَّاشِ بْنِ أَبِي رَيْعَةَ -، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مَطْعَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - "أَمَّنِي جَبْرِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ، فَصَلِّيْ بِي الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ قَدْرَ الشَّرَاكِ، وَصَلِّيْ بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلِّيْ بِي - يَعْنِي الْمَغْرَبَ - حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلِّيْ بِي الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، وَصَلِّيْ بِي الْفَجْرَ حِينَ حَرَّمَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ عَلَى الصَّائِمِ، فَلَمَّا كَانَ الْعَدُوُّ صَلَّى بِي الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلَهُ، وَصَلِّيْ بِي الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّهُ مِثْلِيهِ، وَصَلِّيْ بِي الْمَغْرَبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ، وَصَلِّيْ بِي الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلِّيْ بِي الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ، ثُمَّ التَّفَّتَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ، مِنْ قَبْلِكَ، وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ"

اس روایت کے مطابق جب ریل نے مکہ میں ہر نماز کے وقت کے شروع میں اور ہر نماز کے وقت کے اختتام پر رسول اللہ کو نماز پڑھائی اور آخر میں کہا اے محمد یہ پچھلے انبیاء کی نماز کا وقت ہے . آپ کے نماز کے اوقات ان کے درمیان ہیں

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء نے ان اوقات کے دوران نماز پڑھی ہے یعنی اس طرح دن میں پانچ اوقات میں انبیاء نماز پڑھتے رہے ہیں - چاہے موسیٰ کی پچاس نمازیں ہوں وہ بھی انہی پانچ اوقات کے اندر تھیں

اس کی سند میں حَکِيمِ بْنِ حَکِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفِ (حَکِيمِ بْنِ حَکِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفِ) اور عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ ہیں - بعض سندوں میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَيْعَةَ نے بھی اس کو روایت ہے - یہ اس حدیث کو ابن عباس سے منسوب کرتے ہیں - اس سند میں راوی پر مسئلہ ہے کون ہے - ابو داؤد نے سند میں لکھا ہے عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ فُلَانِ بْنِ أَبِي رَيْعَةَ یعنی یہ عبد الرحمان بن فلان کون ہے ان پر واضح نہیں ہے لیکن متاخرین نے دیگر اسناد سے اس کو ابو داؤد کے بعض نسخوں میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ قرار دے دیا ہے جبکہ راقم کو ملا کہ بعض محدثین نے اس کا نام عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَيْعَةَ بھی لیا ہے - عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَيْعَةَ کا ترجمہ نہیں ملا - اس طرح یہ مجہول ہوا

سفیان ثوری کا استاد عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيُّ ہے - اس کا

مکمل نام عبد الرحمن بن الحارث بن عبد اللہ بن الحارث بن اُبی
ربیعۃ المخزومی ہے -

نسائی نے کہا لیس بالقوی یہ قوی نہیں

امام احمد نے کہا متروک ہے

راوی میں حَکِیْمُ بْنُ حَکِیْمِ بْنِ عَبَّادٍ پر ابن سعد نے کہا

کان قلیل الحدیث، ولا یحتجون بحدیثہ

اس کی کم حدیثیں ہیں اور ان سے دلیل نہیں لی جاتی

الذہبی نے اس کا شمار ضعیف راویوں میں کیا اور اس کا اندارج ذیل

دیوان الضعفاء والمتروکین میں کیا

ابن کثیر نے الفاروق میں ذکر کیا وقال الغلابی عن یحییٰ بن معین

لیس فی الحال حدیث قوی - حکیم کی حدیث قوی نہیں

اس طرح اس روایت کی سند سخت ضعیف ہے اور لائق التفات

نہیں -

بعض لوگوں نے اس روایت سے معلوم نہیں کس طرح دلیل لی کہ

تمام انبیاء کی نمازیں پانچ ہی تھیں کیونکہ اس میں اوقات نماز کا

ذکر ہے تعداد کا نہیں

صحیح سند سے مکمل اذان والی روایت درکار ہے

جواب

جو اذان اہل سنت دیتے ہیں وہ صحیح بخاری و مسلم میں موجود

نہیں بلکہ سنن ابو داؤد میں ہے

أبو داود هكذا رواية الزُّهريّ عن سعيد بن المُسيّب عن عبد الله بن زيد، وقال فيه ابن إسحاق عن الزُّهريّ الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر (2). وقال مَعمر (3) ويونس عن الزُّهريّ فيه الله أكبر، الله أكبر، لم يُثنّ (4).

عبدالله بن زيد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کی تیاری کا حکم دینے کا ارادہ کیا تاکہ لوگوں کو نماز کی خاطر جمع ہونے کے لیے اسے بجایا جا سکے تو ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ۱۷ کے ہاتھ میں ناقوس ہے، میں نے اس سے پوچھا اللہ کے بندے! کیا اسے فروخت کرو گے؟ اس نے کہا تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا ہم اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے، اس شخص نے کہا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ میں نے کہا کیوں نہیں، ضرور بتائیے، تو اس نے کہا تم اس طرح کہو

«الله أكبر الله أكبر الله أكبر أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله
 حي على الصلاة حي على الصلاة حي على الفلاح حي على الفلاح
 الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله»

اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے

رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز کے لیے آؤ، نماز کے لیے آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر وہ شخص مجھ سے تھوڑا پیچھے ہٹ گیا، زیادہ دور نہیں گیا پھر اس نے کہا

جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح کہو
 «اللہ اکبر اللہ اکبر أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله
 حي على الصلاة حي على الفلاح قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة
 الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله» "

- پھر جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا اسے آپ سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان شاء اللہ یہ خواب سچا ہے"، پھر فرمایا "تم بلال کے ساتھ اٹھ کر جاؤ اور جو کلمات تم نے خواب میں دیکھے ہیں وہ انہیں بتاتے جاؤ تاکہ اس کے مطابق وہ اذان دیں کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے" ۲۷- چنانچہ میں بلال کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، میں انہیں اذان کے کلمات بتاتا جاتا تھا اور وہ اسے پکارتے جاتے تھے۔ وہ کہتے ہیں تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے گھر میں سے سنا تو وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور کہہ رہے تھے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے

یعنی صحیح سند سے اذان ہے

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ،

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

البتہ اس اذان پر تعامل امت نہیں ہے۔ لہذا اس کو نہیں دیا جائے

طوفان کی صورت میں اذان دی جائے گی ؟

جواب

صحیح بخاری حدیث ۹۰۱ میں ہے کہ شدید بارش میں گھر میں

نماز پڑھی جائے

اگر حاکم یا گورنر حکم کرے کہ شدید بارش ہے لوگ مسجد نہ

آئیں تو اذان دی جائے گی لیکن الفاظ کو بدلا جائے گا - صحیح

بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ نہیں کہا جائے گا بلکہ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ يَا

الصَّلَاةِ فِي الرَّحَالِ کہا جائے گا

اسی جیسی حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ جمعہ کی نماز تک شدید بارش میں چھوڑی جا سکتی ہے

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب بصریٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالحمید صاحب الزیادی نے بیان کیا کہ کہا میں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے سنا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب کہ بارش کی وجہ سے کیچڑ ہو رہی تھی خطبہ سنایا۔ پھر مؤذن کو حکم دیا اور جب وہ «حی علی الصلاة» پر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ آج یوں پکار دو «الصلاة في الرحال» کہ نماز اپنی قیام گاہوں پر پڑھ لو۔ لوگ ایک دوسرے کو (حیرت کی وجہ سے) دیکھنے لگے۔ جیسے اس کو انہوں نے ناجائز سمجھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے شاید اس کو برا جانا ہے۔ ایسا تو مجھ سے بہتر ذات یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا تھا۔ بیشک جمعہ واجب ہے مگر میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ «حی علی الصلاة» کہہ کر تمہیں باہر نکالوں

یعنی اذان ہو گی

«اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ اللہ اکبر اللہ اکبر لا إله إلا الله»

حی علی خیر العمل کے الفاظ کا اضافہ کیا حی علی خیر العمل کے الفاظ کا اضافہ اذان میں بدعت ہے

جواب اس کا اضافہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور زین عابدین
علی بن حسین نے کیا

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَمُسْلِمٍ
بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ، كَانَ يُؤَدِّنُ، فَإِذَا بَلَغَ حَيَّ عَلِيَّ
الْفَلَاحِ، قَالَ «حَيَّ عَلِيَّ خَيْرِ الْعَمَلِ»، وَيَقُولُ «هُوَ الْأَذَانُ الْأَوَّلُ»

امام جعفر اپنے والد اور مسلم بن ابی مریم سے وہ علی بن حسین کہ
انہوں نے اذان دی پس جب حی علی الفلاح پر پہنچے تو کہا حی
علی خیر العمل اور کہا کہ یہ اذان اول ہے

اسی کتاب میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ
يَقُولُ فِي أَذَانِهِ «الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ»، وَرُبَّمَا قَالَ «حَيَّ عَلِيَّ خَيْرِ
الْعَمَلِ»

ابن عمر جب اذان دیتے تو کہتے الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اور کبھی
کہتے حَيَّ عَلِيَّ خَيْرِ الْعَمَلِ

لیکن تواتر سے یہ الفاظ نقل نہیں ہوئے صرف ابن عمر اور علی بن
حسین کے لئے ملتا ہے کہ انہوں نے ان الفاظ کو اذان میں ادا کیا
لیکن وہ کہتے ہیں یہ اذان اول ہے - اس کو بدعت نہیں کہنا چاہیے

کیونکہ صحابہ سے بدعات کی شروعات نہیں ہوئیں

بیہقی سنن الكبرى میں کہتے ہیں

قَالَ الشَّيْخُ وَهَذِهِ اللَّفْظَةُ لَمْ تَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا عَلَّمَ بِلَالًا وَأَبَا مَحْدُورَةَ وَنَحْنُ نَكْرَهُ الزِّيَادَةَ فِيهِ

یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں جیسا کہ بلال اور ابو

مَحْدُورَةَ نے سکھائے اور ہم اس زیادت کا انکار کریں گے

علم حدیث کا اصول ہے کہ بعض اوقات زیادت ثقہ بھی قبول کی جاتی ہے لہذا بیہقی کا یہ کہنا مناسب نہیں صاف بات یہ ہے کہ یہ

الفاظ تواتر سے نہیں ملے لہذا ان کو نہیں کہا جاتا

کتاب فتاویٰ دار الإفتاء المصرية کے مطابق

وفي مصر، عندما ملك الفاطميون أمر جوهر الصقلي أن يكون الأذان

على عمل آل البيت، فزيد فيه “حی علی خیر العمل ” وأصله فی

مسند ابن أبي شيبة، فكان المؤذن بعد الأذان يقف على باب القصر

ويقول السلام عليك يا أمير المؤمنين. وربما قال بعد ذلك الصلاة

والسلام عليك يا أمير المؤمنين وعلى آبائك الطاهرين. فلما زالت دولة

الفاطميين وجاءت الدولة الأيوبية نبذ صلاح الدين كل ما كان لهم من

شعار، فبدّل السلام على الخليفة بالسلام على رسول الله، فكان

المؤذن بعد الأذان يقول السلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركاته.

فاطمیوں کے دور میں مصر میں اذان میں حی علی خیر العمل کے

الفاظ کا اضافہ کیا گیا اور دلیل میں مصنف ابن ابی شیبہ کی اوپر

والی روایات کا ہی استعمال کیا گیا ان کے بعد صلاح الدین ایوبی

آیا اس نے اذان کے آخر میں السلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركاته کا اضافہ کر دیا

صلاح الدین ایوبی کی بدعت پر آج تک بریلوی فرقہ عمل کرتا ہے
ابن حزم المحلی میں لکھتے ہیں

وقد صحَّ عن ابن عمر وأبي أمامة بن سهل بن حنيف أنهم كانوا يقولون
في أذانهم (حي على خير العمل) ، ولا نقول به؛ لأنه لم يصح عن
النبي -صلى الله عليه وسلم-

اور صحیح ہے کہ ابن عمر اور ابي أمامة بن سهل بن حنيف اذان
میں حی علی خیر العمل کے الفاظ کہتے تھے لیکن ہم نہیں کہتے
کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت نہیں

موطا امام مالک بہ روایت امام محمد میں ہے
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ فِي النَّدَاءِ ثَلَاثًا
وَيَتَشَهَّدُ ثَلَاثًا، وَكَانَ أَحْيَانًا إِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ عَلَى إِثْرِهَا
حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ». قَالَ مُحَمَّدٌ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ يَكُونُ ذَلِكَ
فِي نَدَاءِ الصُّبْحِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ النَّدَاءِ، وَلَا يَجِبُ أَنْ يُزَادَ فِي النَّدَاءِ مَا
لَمْ يَكُنْ مِنْهُ

مالک کو نافع نے خبر دی

انہوں نے کہا کہ ابن عمر جب اذان کی تکبیر کہتے تو تین دفعہ کہتے
تھے اور تین دفعہ تشهد

پڑھتے اور بعض اوقات حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ
کہتے

* * *

کیا اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ کا اضافہ
عمر رضی اللہ کے دور میں کیا گیا ہے
جواب

موطا امام مالک بروایت امام محمد میں ہے
أَخْبَرَنَا مَالِكُ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ فِي النَّدَاءِ ثَلَاثًا
وَيَتَشَهَّدُ ثَلَاثًا، وَكَانَ أَحْيَانًا إِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ عَلَى إِثْرِهَا
حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ». قَالَ مُحَمَّدٌ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ يَكُونُ ذَلِكَ
فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ بَعْدَ الْفَرَاحِ مِنَ النَّدَاءِ، وَلَا يَجِبُ أَنْ يُزَادَ فِي النَّدَاءِ مَا
لَمْ يَكُنْ مِنْهُ

مالک کو نافع نے خبر دی

انہوں نے کہا کہ ابن عمر جب اذان کی تکبیر کہتے تو تین دفعہ کہتے
اور تین دفعہ تشهد

پڑھتے اور بعض اوقات حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ
کہتے - محمد بن حسن کہتے ہیں کہ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے
الفاظ صبح کی اذان میں ہوتے تھے اذان ختم ہونے کے بعد اور میں
یہ پسند نہیں کروں گا کہ اذان میں اس چیز کا اضافہ کر دوں جو اس
میں نہیں

امام محمد سے منسوب کتاب الأصل المعروف بالمبسوط میں ہے
قَالَ كَانَ التَّشْوِيبُ الْأَوَّلُ بَعْدَ الْأَذَانِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فَأُحْدِثَ النَّاسُ

هَذَا التَّوْبِيبَ وَهُوَ حَسَنٌ

امام محمد نے کہا التَّوْبِيبَ اذان میں الصَّلَاةَ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ، لوگوں نے اس کو ایجاد کیا اور یہ حسن ہے

امام أبو عبد الله محمد بن الحسن بن فرقد الشيباني (المتوفى 189هـ) اپنی دوسری کتاب الحجۃ علی أهل المدينة میں لکھتے ہیں قَالَ ابو حنیفۃ رحمہ اللہ كَانَ التَّوْبِيبَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا فَرَغَ الْمُؤَدِّنُ مِنَ الْاِذَانِ الصَّلَاةَ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ وَأَهْلُ الْحِجَازِ يَقُولُونَ الصَّلَاةَ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ فِي الْاِذَانِ حِينَ يَفْرَغُ الْمُؤَدِّنُ مِنْ حَيِّ عَلَى الْفَلَاحِ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا الصَّلَاةَ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ہوتا ہے صبح کی اذان میں جب موذن اذان سے فارغ ہو جائے اور اہل حجاز اس کو کہتے ہیں جب موذن حَيِّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے معلوم ہوا یہ لوگوں کا اذان میں اضافہ ہے

امام مالک کے نزدیک الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ بھی اضافی ہیں موطا میں کہتے ہیں مَالِكُ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَدِّنَ جَاءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤَدِّنُهُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهُ نَائِمًا. فَقَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. فَأَمَرَهُ عُمَرُ يَجْعَلُهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ

مالک کو پہنچا کہ موذن عمر بن الخطاب کو فجر کی نماز پر اٹھانے گیا تو وہ سو رہے تھے پس کہا الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ

النَّوْمُ اور عمر نے حکم دیا کہ ان الفاظ کو صبح کی
اذان میں شامل کر لیا جائے

یہ روایت امام مالک کی بلاغات میں سے ہے جس پر اہل علم کہتے
ہیں صحیح ہے - بلاغ موطا امام مالک کے بارے میں امام سفیان
سے منقول ہے

إذا قال مالك بلغني فهو إسناد صحيح

جب امام مالک بلغنی کہہ دیں تو اس کی سند صحیح ہوتی ہے -
(زرقانی شرح الموطا ۱-۳۶۷)

کتاب الموقظہ میں الذہبی کہتے ہیں
أَجُودُ ذَلِكَ مَا قَالَ فِيهِ مَالِكُ “بَلَّغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ - قَالَ كَذَا وَكَذَا”. فَإِنَّ مَالِكًا مُتَّبِعْتُ، فَلَعَلَّ بَلَاغَاتِهِ أَقْوَى مِنْ
مَرَايِيلِ

منقطع میں سب سے اچھی وہ ہے جب مالک کہتے ہیں ان تک
پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ایسا یا ایسا کیونکہ
مالک ثبت ہیں ان کی بلاغات تو مراسیل سے بھی قوی ہیں
امام مالک عموماً اہل مدینہ کے عمل کا بھی ذکر کرتے ہیں لیکن موطا
میں انہوں نے اس مقام پر کوئی وضاحت نہیں کی
اس کے علاوہ صحیح بخاری مسلم مسند احمد میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ
مِنَ النَّوْمِ پر کوئی ایک بھی روایت نہیں ہے
الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ سے سنن ابی داود میں روایت ہے
جس کی سند ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ

اس میں راوی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ مجهول ہے
کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي کے
مطابق

قال عبد الحق لا يحتج بهذا الإسناد. وقال ابن القطان محمد
مجهول الحال، لا نعرف روى عنه إلا الحارث بن عبيد
عبد الحق کہتے ہیں اس اسناد سے اجتجاج نہ کیا جائے اور ابن القط
ان کہتے ہیں مجهول الحال ہے ہم اس کو نہیں جانتے
اس سے سوائے الحارث بن عبيد کے کوئی روایت نہیں کرتا
اس کے باوجود البانی اس کو صحیح کہتے ہیں
الذهبی کتاب ذیل دیوان الضعفاء والمتروکین میں کہتے ہیں
محمد بن عبد الملك بن أبي محذورة عن أبيه في الأذان. فيه جهالة.
محمد بن عبد الملك بن أبي محذورة اپنے باپ سے اذان کے بارے
ہیں اس میں جہالت ہے

یعنی مجهول ہے

ابی داود میں ایک اور سند ہے
حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ ابْنِ
جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَانُ بْنُ السَّائِبِ، أَخْبَرَنِي أَبِي، وَأُمُّ عَبْدِ الْمَلِكِ
بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اس میں عثمان بن السائب الجمحي

ہے جس کے لئے لسان المیزان میں ہے
عثمان بن السائب الجمحي مولى أبي محذورة. روى عن أبيه وأم عبد
الملك بن أبي محذورة. وعنه ابن جريج. قال ابن القطان لا يعرف
یہ راوی بھی مجہول ہے

ابی داود کی تیسری سند ہے
حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي
مَحْذُورَةَ، قَالَ سَمِعْتُ جَدِّي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ، يَذْكُرُ أَنَّهُ
سَمِعَ أَبَا مَحْذُورَةَ، يَقُولُ ” أَلْفَى عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْأَذَانَ

اس میں عبد الملک بن ابی
محذورة، ہے جن کا ذکر تو محدثین نے کیا ہے لیکن توثیق کہیں نہ
ملی سوائے ابن حبان کی کتب کے جو مجہول راویوں کی توثیق کے
لئے مشہور ہیں لہذا ان کا درجہ مجہول کا ہے
البانی صحیح ابو داود میں اقرار کرتے ہیں کہ راوی مجہول ہے لیکن
کہتے ہیں کہ

لكن الحديث صحيح؛ لأن له طرقاً كثيرة عن أبي محذورة؛ وقد ساقها
المصنف. والحديث أخرجه البيهقي (1/394) من طريق المصنف.
ثم أخرجه من طريق أبي الثنى ثنا مسدد ثنا الحارث بن عبيد أبو قدامة
به وأخرجه أحمد (3/408-409) من طريق أخرى عن الحارث ... به.
ورواه ابن حبان (رقم 288 و 289) .

راقم کہتا ہے ان تمام اسناد میں عبد الملک بن ابی محذورة مجہول

ہی ہے

مثلاً سنن الکبریٰ میں بیہقی نے کی سند سے اس کو روایت کیا ہے

—

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَنبَأَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهَ، أَنَا أَبُو الْمُثَنَّى ثَنَا مُسَدَّدٌ ثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُيَيْدٍ أَبُو قُدَامَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْذُورَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي سُنَّةَ الْأَذَانِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ " حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ "

تمام اسناد میں مجہول راوی ہیں تو یہ روایت کس طرح صحیح ہو

گئی؟ التلخیص الحبیر میں ابن حجر نے لکھا ہے

حدیث أبي محذورة علمني رسول الله - صلى الله عليه وسلم - الأذان، وقال " إذا كُنْتَ فِي الصُّبْحِ، فَقُلْتَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، فَقُلِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ ". قال الرافعي ثبت. انتهى. رواه أبو داود (2) وابن حبان (3) مطولاً من حديثه. وفيه هذه الزيادة.

وفيه محمد بن عبد الملك بن أبي محذورة، وهو غير معروف الحال.

والحارث بن عبيد وفيه مقال

اس میں محمد بن عبد الملك بن أبي محذورة جس کا حال غیر

معروف ہے اور الحارث بن عبيد پر کلام ہے

ابن ماجہ کی روایت ہے

حدثنا عمرو بن رافع حدثنا عبد الله بن المبارك عن معمر عن الزهري عن سعيد ابن المسيب عن بلال أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم يؤذنه بصلاة الفجر فقبل هو نائم فقال الصلاة خير من النوم الصلاة خير من النوم فأقرت في تأذين الفجر فثبت الأمر على ذلك.

اس میں سعید بن المسیب،

بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں جو صحیح نہیں کتاب اِکمال تہذیب الکمال فی أسماء الرجال از

مغلطای کے مطابق

وأما روايته عن بلال، فيقتضي أن تكون مرسله لأن ابن أبي حاتم قال إن مولد سعيد على المشهور سنة خمس عشرة، وبلال توفي سنة ثمانى عشرة وقيل سنة عشرين بالشام، وأيا ما كان فلا يمكن سماعه منه بوجه من الوجوه لا سيما وليس بلدي

سعید کا سماع بلال رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے

صباح الزجاجاة في زوائد ابن ماجه میں البوصيري (المتوفى 840هـ) لکھتے ہیں

هَذَا إِسْنَادٌ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ إِلَّا أَنْ فِيهِ انْقِطَاعًا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ بِلَالٍ

البانی اگرچہ اس کو صحیح کہتے ہیں

النسائی میں بھی ہے جہاں اس کی سند ہے

أخبرنا سويد بن نصر قال أنبأنا عبد الله عن سفيان عن أبي جعفر عن أبي سلمان عن أبي محذورة قال كنت أؤذن لرسول الله صلى الله عليه

وسلم وکنت أقول في أذان الفجر الأول حي على الفلاح الصلاة خير من النوم الصلاة خير من النوم الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله.

اس میں ابو جعفر مجهول ہے نسائی کہتے ہیں
أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَلَيْسَ بِأَبِي
جَعْفَرِ الْفَرَّاءِ

عبد الرحمان المہدی کہتے ہیں کہ یہ ابو جعفر الفراء نہیں ہے لیکن یہ
بھی نہیں بتاتے کہ کون ہے

ابی سلمان بھی مجهول ہے کتاب موسوعة أقوال أبي الحسن
الدارقطني في رجال الحديث وعلله كمر مطابق
أبو سلمان المؤذن، مؤذن الحجاج، عن زيد بن أرقم. قال الدارقطني
مجهول. «تهذيب التهذيب

اس سلسلے میں سنن دارقطنی کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے
حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ، ثنا أَبُو
أَسَامَةَ، ثنا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ " مِنْ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ
الْمُؤَدِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَّاحِ، قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ
الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ، اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ "

یہ سنت میں سے ہے کہ مؤذن اذان فجر میں حی علی الفلاح کے
الفاظ کہے تو الصلاة خير من النوم کے الفاظ کہے

صحیح ابن خزیمہ میں ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نا أَبُو بَكْرٍ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ الْعَجَلِيُّ، نا أَبُو أَسَامَةَ،

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ
 الْمُؤَدُّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَّاحِ، قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.
 انس نے کہا سنت میں سے ہے کہ موذن جب صبح کی اذان میں
 حَيَّ عَلَى الْفَلَّاحِ کہے تو پھر کہے الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.
 لیکن ضیاء الدین أبو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد المقدسی
 (المتوفی 643ھ) اپنی تالیف الأحادیث المختارة أو المستخرج من
 الأحادیث المختارة مما لم يخرجہ البخاری ومسلم فی صحیحہما دار
 خضر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت - لبنان میں کہتے ہیں
 كَذَا رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَرَوَاهُ أَيضًا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْوَكِيلِ عَنْ
 الْحَسَنِ بْنِ عَرْفَةَ عَنْ هُشَيْمٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ بِنَحْوِهِ
 وَلَمْ يَقُلْ مِنَ السُّنَّةِ
 اسی طرح دارقطنی نے ہُشَيْمٍ سے روایت کیا ہے لیکن اس میں سنت
 میں سے ہے کہ الفاظ نہیں ہیں
 معلوم ہوا کہ سنت میں سے ہے کہ الفاظ ثابت نہیں ہیں بعض اسناد
 میں ہیں اور بعض میں نہیں ہیں
 دارقطنی علل میں کہتے ہیں
 وَسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ كَانَ التَّثْوِيبَ عَلَى عَهْدِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ.
 فقال رواه هشيم، واختلف عنه؛ فرواه وهب بن بقية، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ
 يُونُسَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ كَانَ التَّثْوِيبَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وخالفه سعيد بن منصور، وسريج بن يونس،

والحسن بن عرفة، رووه عن هشيم، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنِ
 أَنَسِ كَانَ التَّوَيْبِ، وَلَمْ يَقُلْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.
 وكذلك رواه يزيد بن زريع، وحسين بن حسن، عن ابن عون. ورواه أبو
 أسامة، عن ابن عون، عن محمد، عن أنس، قال من السنة
 ... والموقوف هو المحفوظ.

اور سوال کیا حدیث ابن سیرین کی تثویب (صلاہ خیر من النوم) پر کہ
 یہ عہد نبوی میں تھا پس دارقطنی نے کہا اس کو ہشیم نے روایت کیا
 ہے اور اختلاف کیا ہے اور کہا یہ عہد نبوی میں تھا ... اور دوسری
 سند جس کو وہب نے روایت کیا ہے اس میں ہشیم نے یہ نہیں کہا
 کہ یہ عہد نبوی میں تھا اور اسی طرح یزید بن زریع نے روایت کیا ہے
 اور ابو اسامہ نے روایت کیا ہے اور اس میں کہا سنت میں سے ہے ...
 اور جو موقوف ہے وہ محفوظ ہے

راقم کہتا ہے تثویب والی روایت کی تمام اسناد میں اس کو ابن عون ،
 ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں - ہشیم بن بشیر مدلس ہے کثرت
 سے تدلیس کرتے تھے ان کا سماع ابن عون یا یونس بن عبید بن
 دینار البصری سے ہے یا نہیں واضح نہیں ہے - اسی طرح ابو اسامہ بھی

مدلس ہے¹

ابن عبد الہادی کتاب تنقیح التحقيق في أحاديث التعليق میں لکھتے ہیں

قال الحنفِيُّونَ هو أن يقول بين الأذان والإقامة "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" مرتين

احناف کہتے ہیں کہ اذان و اقامت کے درمیان الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ دو بار کہنا التَّشْوِيبُ ہے

قال إسحاق فيما ذهب إليه الحنفيَّة هذا شيءٌ أحدثه النَّاسُ.

وقال الترمذِيُّ هذا التَّشْوِيبُ الَّذِي كَرِهَهُ أَهْلُ الْعِلْمِ

امام اسحق بن راہویہ نے وہ کہا جس کی طرف احناف گئے ہیں کہ یہ چیز لوگوں نے ایجاد کی ہے

ترمذی نے کہا "الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ" سے علماء کراہت کرتے ہیں

قرطبی سورہ المائدہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنا

وهو قول الشافعي بالعراق ، وقال بمصر لا يقول ذلك ، وقال أبو

عبد الله في كتابه في بيان ما أحدث في الصلاة من الأذان إن شاء

قال أبي هاشم أروى الناس عن يونس «العباد» (980) حنيفة وأصحابه يقوله بعد الفراع من الأذان إن شاء
هشيم بن بشير لوگوں سے اور وہ یونس بن عبید بن زینار البصری سے روایت کرتے شافعی کا قول ہے عراق میں اور مصر جا کر کہنا نہیں کہنا چاہیے ا
وقال عبد الله سمعت أبي يقول كان هشيم يوما يقول حدثنا وأخبرنا ، ثم عر
وأنه لم يسمع.

أحمد نے کہا هشيم نے ایک دن ہم سے کہا حدثنا وأخبرنا پھر ذکر کیا کہ ان سے نہیں سنا

لہذا اس قسم کی اسناد پر دلیل قائم نہیں کی جا سکتی

ابو اسامہ نے اپنی کتب دفن کر دی تھیں یہ بھی پکے مدلس تھے

ر ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ
اذان کے بعد کہہ دے اگر چاہے
الغرض الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کو کہنے میں فقہاء کا اختلاف ہے

اذان سننے میں انگوٹھے چومنا
کیا اذان سننے میں انگوٹھے چومنا یا آنکھوں پر مسح کرنا
ثابت ہے؟

جواب

انگوٹھوں کو آنکھوں پر مسح کرنے یا عرف عام میں انگوٹھے چومنے
والی تمام روایات ضعیف ہیں
کتاب النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية از محمد
الأمير الكبير المالكي (المتوفى 1228ھ) کے مطابق
مسح العَيْنَيْنِ بباطن أنملي السبابتين بعد تقيلهما عند قول المؤذّن
أشهد أن مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ. لَا يَصِحُّ، وَلَا عَنِ الْخَضِرِ.
موذن کے قول پر آنکھوں پر مسح کرنے والی روایت صحیح نہیں اور نہ
بی خضر والی صحیح ہے

ایسا قول ابن حجر کے شاگرد السخاوی سے بھی منقول ہے اور ملا
علی القاری سے بھی یہ سب ان روایات کو ضعیف کہتے ہیں
کتاب النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية از محمد
الأمير الكبير المالكي (المتوفى 1228ھ) کے مطابق
لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ نَعَمْ يُرْوَى عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ

اس کی کوئی مرفوع اصل نہیں ہاں بعض سلف نے اس کو روایت کیا ہے

افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کی سند مفقود ہے اور معلوم نہیں یہ رسول اللہ کا کیسے قول بن گئی

ایک صاحب نے اس کا دفاع کیا ہے اور کتاب لکھی ہے

[http //www.islamieducation.com/anghothey-](http://www.islamieducation.com/anghothey-)

[/choomney-ki-hadith](http://www.islamieducation.com/anghothey-/choomney-ki-hadith)

لیکن ایک جگہ بھی اس کی سند نہیں دی ساری بحث اس پر ہے کہ اگر یہ ضعیف ہے تو کیا ہوا عمل کی فضیلت کی بنا پر اس پر عمل جائز ہے

یہ نقطہ نظر خود محدثین کا تھا کہ فضائل میں ضعیف حدیث پیش کی جا سکتی ہے اور انہوں نے اسی بنیاد پر زہد کی کتب لکھی

تھیں جن میں ضعیف روایات کی بھرمار ہے اس بنا پر بریلوی فرقہ کی بات صحیح ہے لیکن ہم اس کے خلاف ہیں اور محدثین کے اس

عمل کو صحیح نہیں سمجھتے ان سے غلطی ہوئی اور ضعیف احادیث سے نہ صرف بدعات کو فروغ ملا بلکہ عقائد بھی خراب

ہوئے لہذا ضعیف کو چھوڑنا ہی اصل دین پر پلٹنا ہے

۲۰۰ ہجری کے قریب بعض محدثین کے پاس ہزاروں حدیث جمع

تھیں اور ان میں یہ شوق پیدا ہوا کہ زیادہ کتب لکھیں لہذا امام احمد نے فضائل صحابہ کتاب الزہد وغیرہ لکھیں ان سے قبل یہ کام عبد اللہ

بن المبارک نے کیا

لیکن کتاب میں موضوع اور ضعیف روایات کی بھرمار تھی ان کتب سے ان محدثین کا قد تو بڑھ گیا لیکن اعمال میں فضائل کے حوالے سے بعد والوں کو ضعیف کے لیے دلیل دے گیا اور پھر ہر وہ شخص جو ضعیف روایت کو پسند کرتا تھا اس کو فضائل کی بنیاد پر بیان کرنے لگا لیکن اس سے عقائد میں مسائل پیدا ہوئے مثلاً انبیا قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں ایک منکر روایت ہے نماز کی فضیلت پر پیش کی گئی لیکن عقائد خراب کر گئی اسی طرح درود کی فضیلت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیش ہونے کا عقیدہ فضائل درود کی وجہ سے پیدا ہوا لہذا ہر فرقہ اپنے من پسند عقائد اور اعمال کو فضائل کی بنیاد پر کتابوں میں داخل کرتا گیا اس بنا پر تبلیغی نصاب لکھا گیا جس میں فضائل والی ضعیف روایات ہیں اور حاشیہ میں اس کی وضاحت بھی ہے لیکن جو غلط بات چلی ا رہی تھی اس کو جڑ سے ہی کاٹنا پڑتا ہے شاخوں کو چھانٹنے کا کوئی فائدہ نہیں

جمعہ کے دن دو اذان دینا

کیا عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جمعہ کی اضافی اذان

بدعت ہے ؟

جواب

امام الطحطاوی کتاب حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور

الإيضاح

میں کہتے ہیں

أحدث عثمان رضي الله عنه الأذان الأول على دار بسوق المدينة
مرتفعة يقال لها الزوراء

عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن پہلی اذان شروع کی مدینہ
کے اوپر والے بازار کے دروازے پر جس کو الزوراء کہا جاتا تھا
یعنی اصلاً یہ ایک ہی اذان تھی جو مدینہ کے دور کے بازار میں دی
جاتی تھی کیونکہ ان کے دور میں شہر پھیل گیا تھا یہ دو اذانیں نہیں
تھیں جو ایک ہی مقام یا مسجد سے دی جاتی ہوں اس کی وجہ تھی
کہ نہ گھڑیاں تھیں نہ لاؤڈ اسپیکر تھا لہذا اس کو دور مرتفع مقام میں
دیا جاتا

مدینہ کا یہ الزوراء بازار مسجد النبی سے جڑا ہوا نہ تھا بلکہ دور تھا وہاں
تک مسجد کے اندر ہونے والی اذان کی آواز نہ جاتی ہو گی - بازار
ویسے بھی شور کی جگہ ہوتا ہو جہاں بہاؤ تاؤ ہو رہا ہوتا ہے اس لئے یہ
پہلی اذان زوال کے فوراً بعد اس الزوراء بازار میں دی جاتی اور بعد
میں موذن مسجد آ کر اذان دیتا

خليفة هشام بن عبد الملك كره في مسجد النبي اذان المنارة (ايك
پلیٹ فارم) پر دی جاتی

ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ کتاب الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن ابي
زيد القيرواني کے مطابق

ثُمَّ لَمَّا تَوَلَّى هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بِالْمَدِينَةِ أَمَرَ بِنَقْلِ الَّذِي عَلَى الزُّورَاءِ
إِلَى الْمَنَارِ وَالَّذِي عَلَى الْمَنَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَمَرَ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

ہشام بن عبد الملک کے دور بازار الزُّوراء والے موذن کو حکم دیا گیا کہ وہ المنار کی طرف جائیں اور المنار والے موذن کو حکم دیا گیا کہ بازار کی طرف جائیں اور اس طرح بیچ میں اذان دی جانی لگی اور اسی پر عمل جاری رہا

اس طرح خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے اذان کی حکمت و مقصد کو سمجھتے ہوئے دو اذانوں کو تین کر دیا دیکھئے شرح ابن ناجي التنوخي على متن الرسالة لابن أبي زيد القيرواني

امام شافعی کہتے ہیں کہ مجھے وہ پسند ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا اور ابو بکر اور عمر کا عمل پسند ہے وأحب ما كان يفعل على عهد رسول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وأبي بكر وعمر

دیکھئے البيان في مذهب الإمام الشافعي از أبو الحسين يحيى بن أبي الخير بن سالم العمراني اليميني الشافعي (المتوفى 558هـ) میں راقم کی رائے میں اس کو دو یا تین اذان کہنا غلط ہے یہ اصلاً ایک ہی اذان ہے لیکن چونکہ آواز ایک مقام سے دوسرے مقام بغیر اسپیکر نہیں جاتی لہذا اس کو دیا جاتا تھا آج اس کی ضرورت ختم ہے البتہ جن علاقوں میں بجلی یا لاوڈ اسپیکر نہیں وہ گاؤں یا دیہات کی مناسبت سے دو اذان دے سکتے ہیں

کیا عبد اللہ بن عمر سے بسند صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے

آذان عثمان کو بدعت کہا ؟

جواب

مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کی سند ہے
حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْعَازِ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ
«الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ»

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْعَازِ، قَالَ سَأَلْتُ نَافِعًا، مَوْلَى ابْنِ
عُمَرَ، الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ؟ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ «بِدْعَةٌ»

یہ اسناد صحیح ہیں

یہ اصحاب رسول کا اختلاف ہے کیونکہ یہ آذان دور نبوی میں کبھی
نہیں ہوئی اگر بدعت کا لفظ جدت کے مفہوم میں ہو - راقم کے
نزدیک ابن عمر کے قول کی میں بدعت حسنہ مراد ہے

تہجد کی آذان دینا

کیا تہجد کی آذان جو مسجد الحرام میں دی جاتی ہے
بدعت ہے ؟

جواب

تہجد کی آذان نہ دور نبوی میں نہ دور خلفاء میں ہوئی لہذا یہ عصر
حاضر کی بدعت ہے
آذان کا مقصد تمام مسلمانوں کے لئے پکار ہے جبکہ تہجد نفل نماز
ہے جو چاہے پڑھے جو چاہے سوتا رہے
بدعت بدعت ہی رہے گی اور رد ہو گی اس میں قیاس سے اس کو

دین میں جاری نہیں کیا جا سکتا
 اس سلسلے میں ایک روایت سے دلیل لی جاتی ہے کہ دور نبوی میں
 فجر کی دو اذان ہوتی تھیں ایک کو بلال رضی اللہ عنہ دیتے تھے اور
 دوسری کو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیتے تھے
 گویا وہ کہنا چاہتے ہیں کہ تہجد کی اذان بلال رضی اللہ عنہ والی
 کی طرح ہے تو پھر یہ اذان تو فجر کی بن گئی
 اس کے علاوہ ان دو اذانوں کے درمیان جماعت سے نماز کی بھی
 کوئی دلیل نہیں
 امام مالک نے موطا میں اس روایت کا ذکر بَابُ قَدْرِ السُّحُورِ مِنَ
 النَّدَاءِ میں کیا ہے
 سحری کی مقدار اذان میں
 یعنی ان کے مطابق دو اذانوں کے بیچ میں کھا سکتے ہیں لیکن یہ
 مقدار اس قدر کم ہے کہ
 إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ، فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ
 بے شک اذان بلال دیتے پس کھاتے پیتے رہتے یہاں تک کہ ابن ام
 مکتوم اذان دیتے
 ان دو اذانوں میں لوگ سحری کرتے رہتے تھے جو اصلاً سحری کا
 آخری وقت ہوتا جو قلیل مدت ہے اور اس کو فجر کی اذان ہی
 سمجھا گیا ہے ورنہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر اور عثمان رضی
 اللہ عنہم نے بھی دلوائی ہوتی لیکن اس کا کوئی الگ سے ذکر نہیں
 کرتا

الغرض یہ تہجد کی اذان لوگوں کی اختراع ہے اور بے بنیاد ہے

* * *

باب ۳ نماز کے مباحث

اوقات نماز

عشاء کی نماز کا وقت کب تک ہوتا ہے ؟

جواب

عشاء کا وقت آدھی رات تک ہوتا ہے اندازاً ۱۲ بجے کہہ لیں
احناف اور باقی کے نزدیک ایسا ہے
یہ قول الثوری وابن المبارک وأبی ثور وأصحاب الرأي وأحد قولی الشافعی
اور امام احمد کا قول ہے
شوافع کی نزدیک آدھی رات تک ہے لیکن اضطراری حالت میں
فجر تک ہوتا ہے
حنابلہ کے نزدیک آدھی رات یا پھر بعض علماء کے نزدیک فجر تک
ہے
مالکیہ کے نزدیک رات کے تیسرے پہر تک جو تہجد کا وقت ہے

عصر کا وقت کب تک ہے ؟

جواب

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الْأَعْرَجِ يُحَدِّثُونَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ
أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ

أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ

جس نے طلوع آفتاب سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت کو پا لیا اس نے گویا نماز فجر کو پا لیا اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پا لی وہ نماز عصر پانے میں کامیاب ہو گیا۔

(صحیح بخاری، مواقیت ۵۷۹)-----حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ مَالِكِ الْأَزْدِيُّ وَيُقَالُ الْمَرَاغِيُّ، وَالْمَرَاغُ حَيٌّ مِنَ الْأَزْدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ «وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفُرْ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ نَوْزُ الشَّفَقِ، وَوَقْتُ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ، وَوَقْتُ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ

ظہر کا وقت زوال سے لیکر آدمی کے سائے کے برابر ہونے (یعنی) عصر کا وقت شروع ہونے تک رہتا ہے، اور عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے، اور مغرب کا وقت سرخی غائب ہونے تک ہے، اور عشاء کا وقت درمیانی نصف رات تک ہے، اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لیکر سورج طلوع ہونے تک ہے، جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز پڑھنے سے رک جاؤ کیونکہ وہ شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے”

صحیح مسلم حدیث نمبر 612

<https://islamqa.info/ur/9940>

وہابی صالح المنجد کے نزدیک اس سے دو وقت نکلتے ہیں ” اور

عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک سورج زرد نہ ہو ”
عصر کی ابتدائی وقت ہم معلوم کر چکے ہیں کہ ظہر کا وقت ختم
ہونے (یعنی ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے کے وقت) سے شروع
ہوتا ہے، اور عصر کی انتہاء کے دو وقت ہیں

(1) اختیاری وقت

یہ عصر کے ابتدائی وقت سے لیکر سورج زرد ہونے تک ہے، کیونکہ
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
”عصر کا وقت جب تک سورج زرد نہ ہو جائے“

یعنی جب تک سورج پیلا نہ ہو جائے، اس کا گھڑی کے حساب سے
موسم مختلف ہونے کی بنا پر وقت بھی مختلف ہو گا۔

(2) اضطراری وقت

یہ سورج زرد ہونے سے لیکر غروب آفتاب تک ہے، کیونکہ رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے
”جس نے سورج غروب ہونے سے قبل عصر کی ایک رکعت پالی اس
نے عصر کی نماز پالی“

صحیح مسلم کی روایت پر محدثین کہتے ہیں یہ مرفوع ہے یا نہیں
اس میں کلام ہے مسند البزار میں ہے وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ فَلَمْ يَرْفَعَهُ،
وَشُعْبَةُ رَفَعَهُ عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ، وَلَمْ يَرْفَعَهُ عَنْهُ غَيْرُهُ، وَرَفَعَهُ
هِشَامٌ، وَهَمَّامٌ، وَاسْمُ أَبِي أَيُّوبَ يَحْيَى بْنُ مَالِكٍ سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ نَرَى
اس کو مرفوع کیا ہے - شعبہ سے اس کو مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْوَاسِطِيُّ، نے
مرفوع روایت کیا ہے لیکن اوروں نے، هِشَامٌ، وَهَمَّامٌ نے اس کو مرفوع

کیا ہے

یعنی یہ عبد اللہ بن عمرو کا قول ہے حدیث نبوی ہے یا نہیں اس می
راوی اختلاف کرتے ہیں
صحیح بخاری کی روایت میں یہ مسائل نہیں جو صحیح مسلم کی
سند میں ہیں

ظہر کی نماز کا وقت عصر کے پہلے وقت پر ختم ہوجاتا ہے
یا عصر کے دوسرے وقت پر ختم ہوتا ہے؟
جواب
عصر کے پہلے وقت پر

تعداد رکعات

نمازوں کی رکعات کی تعداد کیسے معلوم ہوئی؟
تحقیق درکار ہے

كان أول ما افترض على رسول الله الصلوة ركعتان ركعتان إلا
المغرب فإنها كانت ثلاثاً، ثم أتم الله الظهر و العصر و العشاء
الآخرة أربعاً في الحضر و أقر الصلوة على فرضها الأول في
السفر“

رسول اللہ پر پہلے دو دو رکعتیں نماز فرض ہوئی تھی سوائے
مغرب کے وہ تین رکعات فرض تھی۔ پھر اللہ نے حضر میں

ظہر، عصر اور عشاء کی نماز چار (چار) کردی اور سفر والی نماز اپنی حالت پر (دو دو سوائے مغرب کے) فرض رہی۔ (مسند الامام احمد ج ۶ ص ۲۷۲ ح ۲۶۸۶۹ دوسرا نسخہ ۲۶۳۳۸ و سندہ حسن لذاتہ)

صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ

“فرضت صلوة السفر والحضر رکعتین فلما أقام رسول الله بالمدينة زيد في صلوة الحضر ركعتان ركعتان وترت صلوة الفجر لطول القراءة و صلوة المغرب لأنها وتر النهار“

سفر اور حضر میں دو (دو) رکعتیں نماز فرض ہوئی۔ پھر جب رسول اللہ نے مدینہ میں اقامت اختیار کی تو حضر کی نماز میں دو دو رکعتوں کا اضافہ کر دیا گیا اور صبح کی نماز میں طولِ قرأت اور مغرب کی نماز کو دن کے وتر ہونے کے وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔

(صحیح ابن حبان ۱۸۰/۴ ح ۲۷۲۷ دوسرا نسخہ ۲۷۳۸ و

صحیح ابن خزیمہ ۷۱/۲ ح ۹۴۴ و سندہ حسن)

میری آپ سے گزارش ہے کہ ہم فرض نمازوں کی جو رکعت

پڑھتے ہیں

فجر کی ۲

ظہر کی ۴

عصر کی ۴

مغرب کی ۳

اعشا کی ۴

ان کی دلیل کیا ہے

مجھے امید ہے کہ آپ ضرور رہنمائی کریں گے - اللہ پاک
آپ کو دنیا اور آخرت میں کامیابی عطا کرے . امین

جواب

اس پر روایت کی ضرورت نہیں یہ تعامل امت سے پتا ہے یعنی امت
کا یہ عمل چلا رہا ہے

قرآن میں بطور نماز ان اوقات کے نام نہیں ہیں مثلاً یہ ہے کہ فجر پر
قرآن پڑھو اس کو دیکھا جاتا ہے اسی طرح صلاہ الوسطی کا لفظ ہے
ظہر عصر مغرب عشاء کے الفاظ نہیں یہ احادیث میں ہیں
لیکن قرآن میں ان اوقات میں نماز کا حکم موجود ہے کہ اللہ کو یاد
کرو ان اوقات میں

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ
بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، قَالَ قَالَتْ

كَانَ أَوَّلَ مَا افْتُرِضَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ
رَكْعَتَانِ رَكْعَتَانِ، إِلَّا الْمَغْرِبَ، فَإِنَّهَا كَانَتْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَتَمَّ اللَّهُ الظُّهْرَ
وَالْعَصْرَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ أَرْبَعًا فِي الْحَضَرِ، وَأَقَرَّ الصَّلَاةَ عَلَى فَرَضِهَا
الْأَوَّلِ فِي السَّفَرِ ”

رسول اللہ پر شروع میں دو دو رکعت نماز فرض ہوئی سوائے مغرب کے وہ تین تھی پھر اللہ نے حضر میں ظہر عصر اور عشاء کو چار سے مکمل کیا اور سفر کے شروع میں فرض کو باقی رکھا اس روایت کے مطابق تین وقت کی نماز کو چار کر دیا گیا مغرب تین ہی تھی اور اس میں فجر کا ذکر نہیں لیکن فجر کو اسی حالت پر رہنے دیا گیا یعنی دو رکعت

شعیب الأرنؤوط نے مسند کی تعلیق میں ایک اور حوالہ دیا ہے وأخرجه النسائي في "المجتبى" 1/225، وأبو عوانة 2/25، والبيهقي في "السنن" 1/363، "وفي" "الدلائل" 2/406 من طريق الأوزاعي، أنه سأل الزهري عن صلاة رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بمكة قبل الهجرة إلى المدينة، قال أخبرني عروة، عن عائشة، قالت فرض الله عز وجل الصلاة على رسوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أول ما فرضها ركعتين ركعتين، ثم أتمت في الحضر أربعاً، وأقرت صلاة السفر على الفريضة الأولى

الأوزاعي الزہری سے سوال کیا کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں رسول اللہ کی نماز کیسی تھی؟ زہری نے کہا مجھ کو عروہ نے خبر دی ان کو عائشہ نے کہ اللہ نے دو دو رکعت نماز فرض کی پھر حضر میں اس کو چار سے مکمل کیا اور سفر کی نماز کو باقی رکھا

اس کے علاوہ یہ روایت ہے
أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي مَعْشَرٍ بِحَرَّانَ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ، قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي

هِنْدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ «فُرِضَتْ صَلَاةُ
السَّفَرِ وَالْحَضَرِ رَكَعَتَيْنِ، فَلَمَّا أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَكَعَتَانِ رَكَعَتَانِ، وَتَرَكْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ لِطُولِ الْقِرَاءَةِ، وَصَلَاةَ الْمَغْرِبِ
لِإِنَّهَا وَتَرُ النَّهَارِ» (رقم طبعة با وزیر 2727) ، (حب) 2738 [قال
الألباني] صحيح - «الصحيحه» (2814).

مسروق ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں سفر اور حضر
کی نماز دو رکعت فرض ہوئی پس جب رسول اللہ نے مدینہ میں قیام
کیا تو چار ہوئیں اور فجر کو لمبی قرات کی بنا پر چھوڑ دیا اور مغرب
کو بھی کہ یہ دن کا وتر ہے
نماز فجر کو لمبی قرات کی بنا پر دو پر چھوڑ دیا گیا

نماز میں ہاتھ باندھنا کیا ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے

جواب مصنف ابن ابی شیبہ میں کچھ آثار ہیں
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعِزَّارِ قَالَ «كُنْتُ أَطُوفُ مَعَ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَرَأَى رَجُلًا يُصَلِّي وَاضِعًا إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى،
هَذِهِ عَلَى هَذِهِ، وَهَذِهِ عَلَى هَذِهِ، فَذَهَبَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ جَاءَ»
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعِزَّارِ نَعَى كَمَا فِي مَعْنَى سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ كَمَا فِي مَعْنَى طَوَافِ
كَيْفَاً اِيك شَخْص كُو دِيكْهَآ جُو هَاتْهَ پُر هَاتْهَ رَكْهَآ نَمَآز پُڑْهَآ رَهَآ تَهَآ
انہوں نے اس کے ہاتھوں کو الگ کیا

سند میں عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعِزَّارِ مَجْهُولِ ہے

دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ «مَا رَأَيْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ، قَابِضًا يَمِينَهُ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ يُرْسِلُهَا»

عبد اللہ بن یزید القرشی المخزومی المدنی المقرئ الأعمور المتوفى

۲۱۳ ھ ثقہ ہیں اور امام مالک کے شیوخ میں سے ہیں

عُمَرُ بْنُ هَارُونَ الْبَلْخِيِّ الْمَتَوْفَى ۲۰۰ ھ متروک ہیں

تیسری روایت ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُمَسِكُ يَمِينَهُ بِشِمَالِهِ قَالَ «إِنَّمَا فُعِلَ ذَلِكَ مِنْ أَجْلِ الدَّمِ»

ابن سیرین کے بقول ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی وجہ خون تھا

لیکن خون اگر اتنا بہہ رہا تھا تو وضو باقی کیسے رہا؟

چوتھی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ قَالَ «كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، إِذَا صَلَّى يُرْسِلُ يَدَيْهِ»

عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ نے کہا کہ عبد اللہ بن زبیر جب نماز پڑھتے تو ہاتھ

چھوڑ دیتے

يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ ثقہ ہیں اور عمرو بن دينار المکی بھی ثقہ ہیں

ان روایات میں یہ سب سے مناسب اثر ہے

پانچویں روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ، وَمُعِيرَةَ،

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، «أَنْهَمَا كَانَا يُرْسِلَانِ أَيْدِيَهُمَا فِي الصَّلَاةِ»

ہشیم بن بشیر مدلس ہیں

امام مالک موطا میں روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ،
أَنَّهُ قَالَ «مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَافْعَلْ مَا شِئْتَ
وَوَضِعُ الْيَدَيْنِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلَاةِ، يَضَعُ الْيُمْنَى عَلَى
الْيُسْرَى

امام مالک ، عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ کا قول پیش کرتے
ہیں کہ ہاتھوں کو ایک کے اوپر ایک رکھنا نماز میں انبیاء کا عمل ہے

موطا میں یہ بھی ہے

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّهُ قَالَ
«كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي
الصَّلَاةِ» قَالَ أَبُو حَازِمٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ يَنْمِي ذَلِكَ

مالک ، أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ سے وہ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ سے بیان کرتے ہیں
کہ لوگ سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا نماز میں کہتے ابو
حازم کہتے ہیں میں نہیں جانتا سوائے اس کے کہ وہ اس کی ترغیب
دیتے تھے

موطا امام مالک میں الفاظ يَنْمِي ذَلِكَ نقل ہوئے ہیں

صحیح بخاری میں امام بخاری ان الفاظ کی الگ وضاحت کرتے

ہیں جس سے مفہوم بدل جاتا ہے

قَالَ إِسْمَاعِيلُ يُنْمَى ذَلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِي

اسمعیل کہتے ہیں انہوں نے يُنْمَى ذَلِكَ کہا ہے يَنْمِي نہیں کہا ہے
اس کی شرح میں مصطفیٰ البغا کہتے ہیں
(لا أعلمه إلا ينمي ذلك) يسند ما قاله ويرفعه إلى النبي صلى الله عليه
وسلم

یعنی اس کو رفع کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک لے جاتے
یعنی ہاتھ باندھنے کے قول کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب
کیا جاتا

ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے پر آثار ہیں اور کھول کر پڑھنے پر بھی لیکن
صحیح مسلم کی حدیث میں ہے

وَأَيْلُ بْنُ حُجْرٍ رَوَيْتَ كَرْتِي بِيْنَ
حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
جُحَادَةَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَايِلٍ، عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ وَايِلٍ، وَمَوْلَى لَهُمْ
أَنَّهَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ وَايِلِ بْنِ حُجْرٍ
رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ،
- وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ - ثُمَّ التَّحَفَ بِثَوْبِهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى
عَلَى الْيُسْرَى،

انہوں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر
کہتے ... پھر دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے
امام مسلم نے سند دی ہے کہ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَايِلٍ نے علقمة بن وائل
بن حجر اور ایک آزاد کردہ غلام سے سنا کہ ان کے باپ وَايِلِ بْنِ
حُجْرٍ نے بیان کیا

کتاب جامع التحصیل فی أحكام المراسیل از صلاح الدین أبو سعید
خلیل بن کیکلدی بن عبد اللہ الدمشقی العلاءئی (المتوفی 761ھ)
کے مطابق

علقمة بن وائل بن حجر قال بن معین لم یسمع من أبیه شیئا
علقمة بن وائل بن حجر کے لئے ابن معین کہتے ہیں انہوں نے اپنے
باپ سے کچھ نہ سنا

دوسرا مسئلہ اس سند میں ہے کہ آزاد کردہ غلام کا نام نہیں لیا گیا
یہ محدثین کا اختلاف ہے امام مسلم کی رائے میں علقمة بن وائل بن
حجر نے سنا ہو گا اور امام ترمذی سنن میں کہتے ہیں وعلقمة بن
حجر سمع من أبیه کہ انہوں نے باپ سے سنا - یحییٰ ابن معین کی
رائے میں نہیں سنا امام بخاری تاریخ الکبیر میں کہتے ہیں سمع أباه
انہوں نے اپنے باپ سے سنا لیکن صحیح میں ان کی باپ سے سنی
روایت نہیں لکھتے - علقمة بن وائل امام مسلم اور سنن اربع والوں نے
روایت لی ہے امام بخاری نے نہیں لی

اس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ مسلمین ابن زبیر بھی ہاتھ نہیں باندھتے
تھے اور امام مالک کے دور تک مدینہ میں اس پر قول نبوی معلوم نہ
تھا

اب صرف تعامل امت کی وجہ سے ہاتھ باندھنا ہے

ہاتھ باندھنے پر کوئی صحیح روایت ہے ؟

جواب

مسند البزاز میں اس کی ایک سند ہے جس میں عاصم بن کلبیٰ اپنے باپ سے اور وہ وائل بن حجر سے اس کو روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقُرَشِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كَلْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ، وَكَبَّرَ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى

ایک دوسری روایت میں اسی عاصم بن کلبیٰ کی روایت پر یہ اضافہ بھی ملتا ہے کہ ہاتھ کس طرح باندھے گئے

ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد

پھر آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہتھیلی، کلائی اور بازو پر رکھا۔

اب اس پر دیوبندیوں اور فرقہ اہل حدیث میں بحث ہوتی ہے کہ یہ ہاتھ سینے پر تھا یا اس سے نیچے ناف پر تھا

اس کو کوئی بھی شخص کر کے دیکھ سکتا ہے کہ ہاتھ ناف پر بھی آجاتا ہے اور روایت میں جو کیفیت ہے وہ بھی پوری ہو جاتی ہے

لب لباب یہ کہ ہاتھ باندھے پر آثار دونوں طرح کے ہیں بعض کے نزدیک چھوڑ دو بعض کے نزدیک باندھ لو۔ روایت مسلم پر اکابر محدثین کا اختلاف رہا ہے - لیکن یہ امت میں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا جاری عمل ہے جو تواتر سے آ رہا ہے لہذا کرنا احسن ہے

امام ترمذی سنن میں لکھتے ہیں

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَمَنْ بَعْدَهُمْ، يَرُونَ أَنَّ يَضَعُ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ، وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعُهَا فَوْقَ الشُّرَّةِ.

وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعُهَا تَحْتَ الشُّرَّةِ، وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

اور ہاتھ باندھنے پر اہل علم کا عمل ہے اصحاب النبی اور تابعین اور ان کے بعد والوں کا اور ان کے نزدیک سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ پر رکھا جائے گا نماز میں اور ان میں سے بعض کے نزدیک ناف سے اوپر اور بعض کے نزدیک ناف سے نیچے اور اس میں ہر عمل کی گنجائش ہے

امام ترمذی کی رائے کو مالکیہ نے قبول عامہ نہ دی اور وہ ابھی تک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور شمالی افریقہ کے ممالک میں اسی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی جاتی ہے لیکن بر صغیر میں اس بات کو چھپایا جاتا ہے

صلاة میں ہاتھ کہنیوں تک رکھنا ضروری ہے

جواب

نماز میں ہاتھ باندھنے پر کوئی صحیح حدیث نہ امام مسلم کے پاس ہے نہ امام بخاری کے پاس

اہل سنت میں مالکیہ میں سب ہاتھ نہیں باندھتے

اسی طرح شیعہ اور خوارج بھی ہاتھ نہیں باندھتے

اور امام مالک نے موطا میں نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ اس کو پسند

کرتے تھے لیکن مرفوع قول نبوی ان کو بھی نہیں ملا

یہاں تک کہ کوفہ والوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ ہاتھ باندھے جائیں اور پھر اس میں اختلاف ہوا کہاں تک کس طرح وغیرہ امام ترمذی نے کہا اس پر عمل چلا آ رہا ہے لہذا کرنا مستحسن ہے صحیح مسلم میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے نماز میں تکبیر کیساتھ رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ نے اپنا کپڑا [اوپر لی ہوئی چادر وغیرہ] سمیٹ کر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، اور جس وقت رکوع میں جانے لگے تو کپڑے کے اندر سے ہاتھ باہر نکال کر رفع الیدین کیساتھ تکبیر کہی، اور رکوع میں چلے گئے، پھر جب "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا تو پھر رفع الیدین کیا، اور جب آپ سجدے میں گئے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ فرمایا

امام مسلم نے سند دی ہے کہ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنِ وَاثِلِ بْنِ عُلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حَجْرٍ اور ایک آزاد کردہ غلام سے سنا کہ ان کے باپ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ نے بیان کیا

کتاب جامع التحصیل فی أحكام المراسیل از صلاح الدین أبو سعید خلیل بن کیکلدي بن عبد اللہ الدمشقي العلابي (المتوفی 761ھ) کے مطابق

علقمة بن وائل بن حجر قال بن معین لم یسمع من أیہ شیئا علقمة بن وائل بن حجر کے لئے ابن معین کہتے ہیں انہوں نے اپنے باپ سے کچھ نہ سنا

دوسرا مسئلہ اس سند میں ہے کہ آزاد کردہ غلام کا نام نہیں لیا گیا

لہذا یہ روایت تو ضعیف و منقطع ہے صحیح ابن خزیمہ (479) میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز ادا کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا اور انہیں سینے پر باندھا۔

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ
 “صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى
 عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ.

یہ منفرد قول ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھا ایسا کسی اور صحابی سے منسوب نہیں کیا گیا اور عاصم بن کلیب کے لئے امام علی کا کہنا

ہے

قال ابن المديني لا يحتج بما انفرد به

اس سے دلیل مت لینا جب منفرد ہو

البنزار کہتے ہیں وفي حديثه اضطراب

ابن عثيمين کہتے ہیں نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی

[حنبلی] مذہب میں مشروع عمل ہے اور یہی قول مشہور ہے، اس

بارے میں علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی ہے کہ “سنت یہ

ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر نماز میں ناف کے نیچے باندھا

جائے ” اسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے، اور نووی، ابن حجر ...

سمیت دیگر ائمہ کرام نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

راقم کہتا ہے ہاتھ باندھنا ایک مشہور قول ہے اور جو حدیث اس سے

متعلق ہیں ضعیف ہیں

یہ عمل چلا آ رہا ہے کرنا مستحسن ہے جیسا امام ترمذی نے کہا

تکبیر اولیٰ اور قرأت فاتحہ کے درمیان کیا پڑھا جائے؟

جواب

مسند ابی جعد میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ الْفَجْرَ بِدِي الْحُلَيْفَةِ، وَهُوَ يُرِيدُ مَكَّةَ، فَقَالَ حِينَ كَبَّرَ " سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، تَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. ثُمَّ قَرَأَ بِهَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ أَبِي وَاثِلٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ»

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ نَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ حِينَ اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ»

یہ ثناء یاد کرنا آسان ہے

صحیح بخاری میں ایک دعا کا ذکر ہے

اللهم باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب،

اللهم نقني من الخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس، اللهم
اغسل خطاياي بالماء والثلج والبرد

اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی
مشرق اور مغرب میں ہے۔ اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح پاک
کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔ اے اللہ میرے گناہوں کو
پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال۔

فاتحہ پڑھنا

روزانہ کی پانچ فرض نمازوں میں سترہ رکعات فرض ہیں۔۔ ان
سترہ رکعات میں سے صرف چھ رکعات میں امام جمہری
قراءت کرتا ہے باقی گیارہ رکعات میں مقتدی کیلئے قرآن کا
کیا حکم ہے؟

جواب

اس سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے امام بخاری کی رائے میں مقتد
ی پڑھے گا

امام مسلم کی رائے محسوس ہوتی ہے دل میں پڑھے گا جیسا کہ ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت انہوں نے بیان کی ہے
امام مالک کے نزدیک سری نماز میں امام کے پیچھے پڑھے گا اور
ابو حنیفہ کے نزدیک پڑھنا ضروری نہیں اور شافعی اور احمد کے
زادیک ضروری ہے

راقم کا موقف ہے کہ امام کے پیچھے سری نماز میں مقتدی چاہے

تو پڑھ لے امام کے رکوع سے پہلے پہلے - اگر انفرادی نماز پڑھ رہا ہے تو لازم ہے کہ پڑھے ورنہ نماز نہ ہو گی
 امام کے پیچھے مقتدی کی غلطی غلطی نہیں اس کو تسیحات کرنا بھی ضروری نہیں - صرف فرائض کو امام کے ساتھ پورا کر لے اور جب قرأت ہو تو خاموش رہے کچھ نہ پڑھے اگر مقتدی امام کے پیچھے ہے اور فاتحہ مکمل نہ کر سکا اور امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کو بھی رکوع کرنا چاہیے

بعض لوگ کہتے ہیں ضروری ہے جبکہ وہ یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں اسکی تحقیق بتائیں؟

Sunnan e Abu Dawood Hadees # 825

حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَزْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا
 الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ
 مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ نَافِعٌ أَبْطَأَ عِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنْ
 صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَأَقَامَ أَبُو نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى أَبُو نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ،
 وَأَقْبَلَ عِبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَّفْنَا خَلْفَ أَبِي نُعَيْمٍ، وَأَبُو نُعَيْمٍ يَجْهَرُ
 بِالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عِبَادَةُ يَقْرَأُ أُمَّ الْقُرْآنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قُلْتُ لِعِبَادَةَ
 سَمِعْتِكَ تَقْرَأُ بِأُمَّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نُعَيْمٍ يَجْهَرُ، قَالَ أَجَلْ، صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يَجْهَرُ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ، قَالَ
 فَالْتَبَسْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، وَقَالَ هَلْ
 تَقْرَءُونَ إِذَا جَهَرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟ فَقَالَ بَعْضُنَا إِنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ، قَالَ فَلَا،

وَأَنَا أَقُولُ مَا لِي يُبَارِعُنِي الْقُرْآنُ، فَلَا تَقْرَأُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهَرْتُمْ إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ .

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فجر میں تاخیر کی تو ابونعیم مؤذن نے تکبیر کہہ کر خود لوگوں کو نماز پڑھانی شروع کر دی، اتنے میں عبادہ آئے ان کے ساتھ میں بھی تھا، ہم لوگوں نے بھی ابونعیم کے پیچھے صف باندھ لی، ابونعیم بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے، عبادہ سورہ فاتحہ پڑھنے لگے، جب ابونعیم نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے آپ کو (نماز میں) سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا، حالانکہ ابونعیم بلند آواز سے قرأت کر رہے تھے، انہوں نے کہا ہاں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک جہری نماز پڑھائی جس میں آپ زور سے قرأت کر رہے تھے، آپ کو قرأت میں التباس ہو گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا جب میں بلند آواز سے قرأت کرتا ہوں تو کیا تم لوگ بھی قرأت کرتے ہو؟، تو ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہاں، ہم ایسا کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ایسا مت کرنا، جبھی میں کہتا تھا کہ کیا بات ہے کہ قرآن مجھ سے کوئی چھینے لیتا ہے تو جب میں بلند آواز سے قرأت کروں تو تم سوائے سورہ فاتحہ کے قرآن میں سے کچھ نہ پڑھ

جواب

اس کی سند میں نافع بن محمود بن الربیع مستور و مجہول ہے البتہ محدثین میں دارقطنی اور ابن حجر نے اس سند کو حسن قرار دیا ہے

اس مسئلے میں فقہاء کا اختلاف چلا آ رہا ہے۔ امام بخاری کی رائے میں مقتدی فاتحہ پڑھے گا۔ امام مسلم کی رائے محسوس ہوتی ہے دل میں پڑھے گا جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت انہوں نے بیان کی ہے

امام مالک کے نزدیک سری نماز میں امام کے پیچھے پڑھے گا اور ابو حنیفہ کے نزدیک پڑھنا ضروری نہیں اور شافعی اور احمد کے نزدیک ضروری ہے

راقم کا موقف ہے کہ امام کے پیچھے سری نماز میں مقتدی چاہے تو پڑھ لے امام کے رکوع سے پہلے پہلے۔ اگر انفرادی نماز پڑھ رہا ہے تو لازم ہے کہ پڑھے ورنہ نماز نہ ہو گی

جہر سے بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھنا الجهر بالبسملة في الصلاة کا مسئلہ

جواب

شوافع کے نزدیک جہر سے بسم اللہ پڑھی جائے گی کیونکہ یہ الفاتحہ کی آیت ہے

مسند احمد میں انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے

أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأبا بكر وعمر وعثمان كانوا يفتتحون
القراءة بالحمد لله رب العالمين

بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ، ابو بکر، عمر ، عثمان قرأت کا
آغاز الحمد لله رب العالمين سے کرتے تھے

صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يستفتح الصلاة بالتكبير والقراءة بـ
{ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ }

رسول اللہ نماز تکبیر سے شروع کرتے اور قرأت الحمد لله سے کرتے
البانی صحیح الجامع 729، الصَّحِيحَةُ 1183 میں ایک روایت
کو صحیح کہتے ہیں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رضي الله عنه - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه
وسلم - " إِذَا قَرَأْتُمْ { الْحَمْدُ لِلَّهِ } ، فَأَقْرَأُوا { بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ }
إِنَّهَا أُمُّ الْقُرْآنِ ، وَأُمُّ الْكِتَابِ ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي وَ { بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ } إِحْدَى آيَاتِهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رَسُولُ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم نے
فرمایا جب تم الحمد کی قرأت کرو تو بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ پڑھو
کیونکہ یہ ام القرآن ہے اور ام کتاب ہے اور سبع مثنائی ہے اور { بِسْمِ
اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ } اس کی ایک آیت ہے

اس کی سند ہے أَبِي بَكْرٍ الْحَنْفِي حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي
نُوحُ بْنُ أَبِي بَلَالٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سند میں عبد الکبیر بن عبد المجید ہے اس نے عبد الحمید بن جعفر سے روایت کیا ہے اس نے نوح بن اُبی بلال سے روایت کیا ہے - راقم کہتا ہے سعید ابن اُبی سعید المقبری مختلط ہو گیا تھا اور واضح نہیں کہ نوح بن اُبی بلال نے اس سے کب سنا شوافع میں کفایة الأخیار فی حل غایة الإختصار کے مؤلف اُبو بکر بن محمد (المتوفی 829ھ) کا کہنا ہے وَقَالَ أَبُو نَصْرِ الْمُؤَدَّبِ اتَّفَقَ قِرَاءَ الْكُوفَةِ وَفَقَهَاءَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَنَّهَا آيَةٌ مِنْهَا كُوفَةٌ كَرَى قَارَى أَوْ مَدِينَةٍ كَرَى فَقَهَاءَ كَا اس پر اتفاق ہے کہ بسم اللہ ایک آیت ہے بہر حال راقم کو فقہا میں یہ قول امام مالک کا بھی نہیں ملا کہ بسم اللہ آیت ہے

آمین کہنا

کیا آمین جہر سے کہی جائے

جواب

اس پر کچھ احادیث ہیں

سنن ابن ماجہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ «مَا حَسَدَتْكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِينِ»

{ البخاری فی الادب المفرد 988 - سنن ابن ماجہ 856 - صحیح

ابن خزیمہ 1585 }

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہود قوم {تمہارے آپس میں} سلام کرنے اور {امام کے پیچھے} آمین بولنے پر جسقدر حسد کرتی ہے اسقدر کسی اور چیز پر حسد نہیں کرتی

اس کی سند میں دو مختلط ہیں ایک حماد بن سلمہ اور دوسرے

سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ

امام بخاری نے اس کو "التاریخ" 22/1 میں مجاہد، عن محمد بن الأشعث، عن عائشة کی سند سے بیان کیا ہے لیکن اس میں عبد اللہ بن میسرۃ الحارثی ہے جو ضعیف ہے

صحیح بخاری میں ہے

حدیث نمبر 780

حدثنا عبد الله بن يوسف، قال أخبرنا مالك، عن ابن شهاب، عن سعيد بن المسيب، وأبي، سلمة بن عبد الرحمن أنهما أخبراه عن أبي هريرة، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " إذا أمن الإمام فأمنوا فإنه من وافق تأمينه تأمين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه ". وقال ابن شهاب وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول " آمين ".
ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں

امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے ، انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن کے واسطے سے ، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کے آمین کے ساتھ ہو گئی اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے۔

اس میں آمین کہنے کا ذکر ہے لیکن کس قدر آواز سے یہ ذکر نہیں ہے۔ راقم کے نزدیک اس حدیث کی مراد خشوع ہے ارتفاع الصوت نہیں ہے

امام بخاری آمین بالجہر پر ایک بھی صریح مرفوع حدیث نہیں لائے جس میں ہو کہ بلند آواز سے امین کہو۔ ان کو صرف ابن زبیر کی ایک حدیث ملی کہ جب وہ بنو امیہ کے لشکر میں گھر گئے تو آمین زور سے کہتے۔ راقم اس کو جنگی حکمت عملی کہتا ہے۔

رفع الیدین کرنا

رفع الیدین سے متعلق باہم مخالف روایات میں کوئی تطبیق ممکن ہے؟

جواب

بہت سے مسائل میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف تھا جو مدینہ سے منتقل ہونے پر مختلف بلاد و امصار میں پھیل گئے

یہاں تک کہ سن ۱۵۰ ہجری میں صحیح نماز کیا ہے؟ کیا رفع الیدین کیا جائے یا نہ کیا جائے کی بحثوں نے علماء کو گھیر لیا اور تب سے اب تک اس پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں امام مالک اور امام ابو حنیفہ رفع الیدین کے بغیر نماز کو صحیح سمجھتے تھے

امام احمد، امام الشافعی، امام بخاری اس پر عمل ضروری سمجھتے تھے

احناف متقدمین ترک رفع الیدین کے قائل ہیں بعض اس کو منسوخ عمل کہتے ہیں مالکیہ میں اس پر اختلاف ہے بعض کرتے ہیں بعض نہیں - دوسری طرف شوافع اور حنابلہ رفع الیدین کو ضروری سمجھتے ہیں اور غیر مقلدین بھی

ان دونوں موقف رکھنے والوں نے ایک دوسرے کے خلاف کتب لکھیں اس میں راویوں کی شامت آئی کیونکہ ان دونوں گروہوں میں رفع الیدین پر منسوخ اور غیر منسوخ کی بحث چھیڑ گئی یہ اختلاف بہت قدیم ہے اس مسئلہ پر بہت سی کتب ہیں جو احناف اور غیر مقلدین نے لکھی ہیں دونوں میں اپنے مدعا کی روایات ہیں اور ان کا تجزیہ نہیں کیا جاتا بس راوی دیکھا اور ضعیف کہہ دیا یا کوئی نقص نکال دیا - ایک عام قاری سخت خلجان میں مبتلا ہوتا ہے کہ یا الہی یہ ماجرا کیا ہے یہاں ان روایات کا علاقائی تجزیہ کیا گیا ہے تاکہ اختلاف کو سمجھا جا سکے اور مخالف و متضاد روایات میں تطبیق کی صورت

دیکھی جائے

مدینہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ ، أبو حمید الساعدي رضی اللہ عنہ الأنصاري (توفي في آخر خلافة معاوية) ، جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ ، أبو قتادة بن ربعي رضی اللہ عنہ ، مُحَمَّدُ بن مسلمة رضی اللہ عنہ رفع اليدين کرتے تھے لیکن وقت کے ساتھ یہ عمل وہاں ختم ہو گیا یہاں تک کہ امام مالک تک اس کو نہ کرتے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رفع اليدين ركوع میں کیا لیکن سجدوں میں نہیں کیا یہ صحیح بخاری کی روایت ہے لیکن ایک دوسری روایت

جو مسند الحمیدی کی ہے اس میں ہے
 حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ ثنا الزُّهْرِيُّ، قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَلَا يَرْفَعُ وَلَا يَبِينُ السَّجْدَتَيْنِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے اور نہ سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر نماز میں رفع اليدين نہیں کرتے تھے -

نوٹ غیر مقلدین دعویٰ کرتے ہیں کہ مسند حمیدی کا یہ نسخہ

ناقص ہے اس کے مقابلے پر برصغیر کا نسخہ لیا جائے جس میں ابن

عمر کا رفع الیدین کا ذکر ہے - جبکہ مسند حمیدی کا یہ نسخہ عرب دنیا کا ہے اور برصغیر کا نسخہ کس طرح غیر ناقص نہیں اس کی کوئی خارجی دلیل نہیں ہے

موطاً امام محمد میں ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ حَكِيمٍ ، قَالَ «رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةِ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ، وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيمَا سِوَى ذَلِكَ

مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ ، عبدالعزیز بن حکیم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کانوں کے مقابل تک نماز کی پہلی تکبیر کے وقت اٹھاتے اور اس کے سوا کسی موقعہ میں نہ اٹھاتے تھے

محدثین کی ایک جماعت مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ کو ضعیف کہتی ہے لیکن امام محمد اس روایت کے ساتھ اور روایات بھی نقل کرتے ہیں جن میں دیگر اصحاب رسول کا صرف تکبیر تحریمہ پر رفع الیدین کا ذکر ہے گویا ان کے نزدیک یہ روایت حسن ہے اور اس طرح وہ اس سے دلیل لیتے ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ کی سند سے ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ ، عَنْ حُصَيْنِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، قَالَ «مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ

میں نے نہیں دیکھا کہ ابن عمر رفع الیدین کرتے ہوں سوائے نماز

شروع کرنے کے

لگتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رفع الیدین کو ہر نماز میں نہیں کیا جیسا مسند الحمیدی میں ہے لیکن وہ اس کے قائل تھے کہ اس کو کیا جا سکتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے

امام بخاری نے کتاب قرة العینین برفع الیدین فی الصلاة میں اس اَبُو بَكْرٍ بِنِ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ کے قول ایک انتہائی عجیب توجیہ کی ہے لکھتے ہیں کہ وَرَوَى عَنْهُ أَهْلُ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَمْ يَحْفَظْ مِنْ ابْنِ عُمَرَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ سَهَا كَبَعْضِ مَا يَسْهُو الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ فِي الشَّيْءِ بَعْدَ الشَّيْءِ اصحاب رسول سے بعض دفعہ نماز میں غلطی ہو جاتی تھی جس پر وہ سہو کرتے تھے لیکن ظاہر ہے جب یہ مجاہد نے دیکھا ہی نہیں تو امام بخاری کی یہ توجیہ نا قابل قبول ہے

محدثین جو رفع کے قائل تھے ان کے پاس اس کا کوئی جواز نہ تھا لہذا انہوں نے کہا

” قَالَ الْبُخَارِيُّ ” قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ إِنَّمَا هُوَ تَوَهُُّهُمْ مِنْهُ لَا أَصْلَ لَهُ

بخاری کہتے ہیں یحییٰ ابن معین نے کہا کی حدیثُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ ان کا وہم ہے اس میں اصل نہیں ہے

لیکن یہ دعویٰ محدثین کے اس گروہ کا ہے جو رفع الیدین کا قائل ہے اور اس کے مخالف محدثین میں یہ وہم نہیں ہے

امام بخاری حدیثُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ کے رد میں ایک اور قول پیش

کرتے ہیں
وَالثَّلَاثِ أَلَا تَرَى أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمِي مَنْ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ بِالْحَصَى
فَكَيْفَ يَتْرُكُ ابْنَ عُمَرَ شَيْئًا يَأْمُرُ بِهِ غَيْرُهُ ، وَقَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَعَلَهُ؟ .

اور تیسری بات کیا تم دیکھتے نہیں کہ ابن عمر اس کو کنکر مارتے
جو رفع نہ کرتا تو اس کو وہ کیسے چھوڑ سکتے ہیں جبکہ وہ انہوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا؟
اس قول کی سند ہے

مسند الحميدي - (ج 1 / ص 480) مسند عبد الله بن عمر
حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَاقِدٍ
يُحَدِّثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَبْصَرَ رَجُلًا يُصَلِّي لَا
يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ حَصَبَهُ حَتَّى يَرْفَعَ يَدَيْهِ.
بے شک عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی شخص کو
دیکھتے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کو کنکر
مارتے۔

اگر اس سند کو دیکھیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ سند منقطع ہے اس
میں زید بن واقد نے کہا ہے کہ نافع سے روایت کیا ہے جبکہ ان سے
اس کا سماع نہیں ہے

مسند الشاميين طبرانی کی روایات کی سند میں ہے
حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ
يعني زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ اور نافع کے بیچ مکحول ہیں جو مسند حمیدی

کی روایت میں نہیں ہیں لہذا مسند حمیدی کی روایت منقطع ہے اور اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی

مکہ میں رفع الیدین نماز میں کیا جاتا تھا - وہاں عبد اللہ ابن زبیر کی روایت ہے جس کو البیہقی 73 / 2 نے ایوب السخیتانی، عن عطاء بن أبي رباح کی سند سے روایت کیا ہے جس میں رفع الیدین کا ذکر ہے

قال صلیت خلف عبد الله بن الزبير، فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، فسألته فقال صلیت خلف أبي بكر الصديق رضي الله عنه فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع، وقال أبو بكر صلیت خلف رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فكان يرفع يديه إذا افتتح الصلاة، وإذا ركع، وإذا رفع رأسه من الركوع.

اس روایت پر بیہقی کہتے ہیں رواہ ثقات اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن ابن الترمذی نے اس قول کا تعقب کیا اور واضح کیا ہے کہ اس کی سند میں محمد بن الفضل عارم ہے جو مختلط ہے .

شعیب الأرنؤوط سنن ابو داود کی تعلیق میں کہتے ہیں قلنا ویؤید رواية البیهقی ما أخرجه عبد الرزاق (2525) من طریق طاووس قال رأیت عبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وعبد الله بن الزبير يرفعون أيديهم في الصلاة. وأخرج ابن أبي شيبة 1 / 235 عن عطاء مثله.

ہم کہتے ہیں اس روایت کی تائید ہوتی ہے عبد الرزاق کی روایت سے جسے طاووس کے طرق سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے ابن عمر اور ابن عباس اور ابن زبیر کو دیکھا نماز میں رفع کرتے ہوئے اس کو ابن ابی شیبہ نے عطا سے اسی طرح بیان کیا ہے شعیب نے جس مصنف عبد الرزاق کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے

وہ یہ ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُوسًا، وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ «رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ، وَعَبْدَ اللَّهِ، وَعَبْدَ اللَّهِ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ» لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ

عبد الرزاق نے ابن جریج سے نقل کیا کہ ان کو حسن بن مسلم بن یناق المکی نے خبر دی کہ انہوں نے طاووس سے سنا ان سے نماز میں رفع الیدین پر سوال ہوا تو انہوں نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس اور عبد اللہ ابن زبیر کو دیکھا نماز میں رفع الیدین کرتے ہوئے

یعنی مکہ میں بسنے والے ابن زبیر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما رفع الیدین کرتے تھے

بصرہ میں سجدوں میں بھی رفع الیدین کیا جاتا تھا۔ مالک بن

الحویرث ، أبو سلیمان اللیثی 9 ہجری میں مسلمان ہوئے بصرہ میں

۷۴ ھ میں وفات ہوئی - مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، أَنَّهُ «رَأَى نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي صَلَاتِهِ، إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ رُكُوعِهِ وَإِذَا سَجَدَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ سُجُودِهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ»

مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ کہتے ہیں انہوں نے سعید ابن ابی عروبہ سے روایت کیا اور قتادہ نے نصر سے انہوں نے مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ کو نماز میں رفع کرتے دیکھا جب رکوع سے سر اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے اور جب سجدوں سے سر اٹھاتے ان کو کانوں تک لے جاتے

اس روایت کے رد میں کہا جاتا ہے کہ راوی سعید ابن ابی عروبہ اختلاط کا شکار تھے اور مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ ضعیف ہے لیکن مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، کی سعید ابن ابی عروبہ سے صحیح میں بخاری نے روایت لی ہے - دوسرا اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ اس میں قتادہ مدلس عن سے روایت کر رہا ہے اس کے مقابلے پر صحیح بخاری کی مالکِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی

جاتی ہے جس میں سجدوں میں رفع الیدین کا ذکر نہیں ہے لیکن صحیح بخاری و مسلم کی مالکِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ کی روایت میں أبو قلابہ عبد اللہ بن زید البصری مدلس نے عن سے مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ سے روایت بیان کی ہے - اس کا ذکر بھی ہونا چاہیے - أبو قلابہ بصرہ سے شام گئے دارقطنی علل میں کہتے ہیں کثیر الخطأ في الأسانيد والامتون، لا يحتج بما ينفرد به اسانيد اور متن

میں کثرت سے غلطیاں کیں اور ایسی روایت جس میں یہ منفرد ہوں اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی بخاری نے خالد الحذاء، عن أبي قلابة، عن مالك بن الحويرث کی سند سے روایت ہے جس میں سجدے میں رفع الیدین کے اضافی الفاظ نہیں ہیں لیکن اس میں خالد بن مهران الحذاء ہے جو خود مدلس ہے قال الحافظ في التقريب ثقة يرسل وقد أشار حماد بن زيد إلى أن حفظه تغير لما قدم من الشام. حماد بن زيد کہتے ہیں خالد بن مهران الحذاء شام پہنچے تو ان میں اختلاط آچکا تھا۔ یعنی أبو قلابة کی روایت اتنی بھی ہی کمزور ہے جتنی قتادہ کی روایت تو ایک کو دوسری پر ترجیح کیسے دی جا سکتی ہے

مالک بن الحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی روایت کے علاوہ بصرہ منتقل ہونے والے انس بن مالک رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بھی سجدوں میں رفع الیدین کرتے تھے اس روایت کو بہت سوں نے عبد الوہاب الثقفی کی سند سے نقل کیا ہے

طحاوی مشکل الآثار میں کہتے ہیں

وَأَمَّا حَدِيثُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ خَطَأٌ , وَأَنَّهُ لَمْ يَرَفْعَهُ أَحَدٌ إِلَّا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ خَاصَّةً , وَالْحِفَاطُ يُوقِفُونَهُ , عَلَى أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

اور جہاں تک انس رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی روایت ہے اس پر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس میں غلطی ہے اور اس کو صرف خاص عبد الوہاب نے بیان کیا ہے

لیکن یہ احناف کا اعتراض صحیح نہیں ہے -

تفسیر قرطبی میں سورہ کوثر کی تفسیر میں ہے
 فَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيثِ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ
 رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا سَجَدَ. لَمْ يَرَوْهُ عَنْ حُمَيْدٍ مَرْفُوعًا إِلَّا عَبْدُ
 الوَهَّابِ الثَّقَفِيِّ. وَالصَّوَابُ مِنْ فِعْلِ أَنَسٍ

پس اس (سجدے میں رفع الیدین) کو حمید نے انس سے روایت کیا
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو
 ہاتھ اٹھاتے اور جب سر رکوع سے اٹھاتے اور جب سجدہ کرتے ،
 اسکو حمید سے مرفوعاً صرف عبد الوہاب نے روایت کیا ہے اور
 صحیح ہے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ کا فعل ہے

امام بخاری نے قرة العینین برفع الیدین فی الصلاة میں لکھا ہے
 يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ «رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ
 يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

یحیی بن ابی اسحاق نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو
 دیکھا وہ رفع الیدین کرتے جب سجدے کرتے
 امام بخاری نے بھی اس کو قبول کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ
 سجدوں میں بھی رفع الیدین کرتے تھے
 البانی اس پر کتاب أصل صفة صلاة النبي صلی اللہ علیہ وسلم میں
 جواب میں لکھتے ہیں

أن زيادة الثقة مقبولة. وهو هنا عبد الوهاب الثقفي، وهو ثقة إمام، احتج

به الشيخان وغيرهما، وقد رفع الحديث؛ فهي زيادة منه يجب قبولها. بے شک ثقہ کی زیادت مقبول ہوتی ہے اور وہاں سند میں عبد الوہاب الثقفی ہے اور وہ ثقہ امام ہیں جن سے بخاری و مسلم نے دلیل لی ہے اور دیگر نے بھی پس یہ زیادت واجب ہے کہ قبول کی جائے البانی مزید کہتے ہیں

وإليك النصوص الواردة عن السلف في ذلك 1- قال أبو سلمة الأعرج أدركت الناس كلهم يرفع يديه عند كل خفض ورفع.

رواه ابن عساكر كما في " التلخيص " (3/272) ، وسكت عليه.

2- قال البخاري في " رفع اليدين " (24) ثنا الهذيل بن سليمان أبو عيسى قال سألت الأوزاعي قلت

أبا عمرو! ما تقول في رفع الأيدي مع كل تكبيرة وهو قائم في الصلاة؟

قال ذلك الأمر الأول. ثم ذكر (ص 18) عن عكرمة بن عمار قال

رأيت القاسم، وطاوساً، ومكحولاً، وعبد الله بن دينار، وسالماً يرفعون

أيديهم إذا استقبل أحدهم الصلاة، وعند الركوع، وعند السجود. قال

وقال وكيع عن الربيع قال رأيت الحسن، ومجاهداً، وعطاء، وطاوساً،

وقيس بن سعد، والحسن بن مسلم يرفعون أيديهم إذا ركعوا، وإذا

سجدوا. وقال عبد الرحمن بن مهدي هذا من السنة.

اور اس سلسلے میں سلف سے جو نصوص وارد ہوئے ہیں ان میں ہے

کہ أبو سلمة الأعرج نے کہا میں لوگوں سے ملا جو ہر جھکنے اور

اٹھنے پر رفع اليدين کرتے ہیں اس کو ابن عساكر نے روایت کیا ہے

جیسا تلخیص میں ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور بخاری نے کتاب

رفع الیدین میں کہا ہم سے الہذیل بن سلیمان أبو عیسیٰ نے بیان کیا کہ انہوں نے امام الأوزاعی سے سوال کیا کہ اے ابا عمرو آپ کیا کہتے ہیں رفع الیدین ہر تکبیر پر اور وہ نماز میں کھڑا ہو الأوزاعی نے کہا یہ پہلے حکم تھا اور پھر عکرمہ بن عمار کا ذکر کیا کہ انہوں نے کہا میں نے القاسم اور طاوس اور مکحول اور عبد اللہ بن دینار اور سالم کو دیکھا کہ نماز میں شروع میں رفع کرتے اور رکوع میں اور سجدے میں اور کہا کہ وکیع عن الربیع نے کہا میں نے حسن ، مجاہد اور عطا اور طاوس اور قیس اور حسن بن مسلم کو دیکھا رکوع میں رفع کرتے اور سجدوں میں بھی اور عبد الرحمن بن المہدی نے کہا یہ سنت ہے

البانی نے سجدوں میں رفع الیدین والی روایت کو صحیح سنن نسائی میں بھی صحیح قرار دیا ہے اور روایت کو الإرواء میں ابن ابی شیبہ کی سند سے صحیح کہا ہے یعنی بصرہ میں سجدے میں بھی رفع الیدین کیا جاتا تھا - طحاوی

مشکل الآثار میں روایت دیتے ہیں کہ بصرہ کے حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ ” كَانَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

حماد بن زید سجدوں کے بیچ میں بھی رفع الیدین کرتے تھے مدینہ کے ابن عمر سجدوں میں رفع الیدین کے عمل کو بیان نہیں کرتے تھے بلکہ خاص اس کا ذکر کر کے کہتے کہ انہوں نے رسول اللہ کو یہ کرتے نہیں دیکھا جس سے ظاہر ہے بعض لوگ اس کو کر

رہے تھے
 خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے میں
 جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے ہاتھ اٹھائے ہیں، اور کبھی ہاتھ نہیں
 اٹھائے، چنانچہ ہر صحابی نے وہ بیان کیا ہے جو اس نے دیکھا تھا۔

کوفہ میں عبد اللہ ابن مسعود رفع الیدین نماز کے ایک اہم جز
 کے طور پر بیان نہ کرتے تھے - یہ مسلک احناف نے لیا - ان کے
 مقابلے پر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو کوفہ میں
 علی کے ساتھ لڑے اور جب معاویہ کوفہ پہنچے تو ان سے بیعت کر
 لی - ان سے ان کے بیٹے عبد الجبار بن وائل بن حجر نے رکوع میں
 رفع الیدین کی حدیث نقل کی ہے امام بخاری کے نزدیک یہ روایت
 سماع ثابت نہ ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے -

صحیح مسلم کی روایت ہے
 عن جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ قال خرج علينا رسول الله صلى الله
 عليه وسلم فقال مالي اراكم رافعي ايديكم كانها اذنا ب خيل شمس
 اسكنوا في الصلوة

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا کہ میں تم
 کو نماز میں شیر گھوڑوں کی دم کی طرح رفع یدین کرتے کیوں
 دیکھتا ہوں نماز میں ساکن اور مطمئن رہو

یہ روایت ایک اور سند سے طبرانی میں صحیح ابن خزیمہ میں نقل

ہوئی ہے اس میں ہے کہ سلام کے وقت ہاتھ ران پر رکھو
غیر مقلدین اس سے ثابت کرتے ہیں کہ سجدوں والا رفع الیدین
منسوخ ہے اور احناف اس کو واضح کرتے ہیں کہ یہ دو الگ روایات
ہیں لیکن راقم کا موقف ہے کہ صحیح ابن خزیمہ میں اس پر باب قائم
کیا گیا ہے

بَابُ الزَّجْرِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ يَمِينًا وَشِمَالًا عِنْدَ السَّلَامِ مِنَ
الصَّلَاةِ

باب ڈانٹ کا کہ ہاتھ سے نماز میں سلام (پھیرتے) کے وقت
دائیں بائیں اشارہ کیا جائے

صحیح ابن خزیمہ کی جابر بن سمرہ والی روایت کے الفاظ ہیں
كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بِأَيْدِينَا
السَّلَامَ عَلَيْكُمْ، يَمِينًا وَشِمَالًا

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے
تھے ہم نے اپنے ہاتھوں سے کہا السلام علیکم دائیں اور بائیں
اسی کتاب کی دوسری روایت میں ہے

أَشَارَ أَحَدُنَا إِلَى أَخِيهِ بِيَدِهِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ

ہم اپنے بھائیوں کو ہاتھ سے دائیں اور بائیں اشارہ کرتے
یعنی اصحاب رسول ہاتھ اٹھا کر تشہد کے بعد سلام پھیرتے وقت
اشارہ کر رہے تھے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا
اور اسکو گھوڑوں کی دم کی طرح کہا
معجم ابن عساکر میں روایت کے راوی مسعر بن کدام اس روایت

میں کہتے ہیں

قلنا السلام عليكم السلام عليكم ثم أشار مسعر بيده عن يمينه
وعن شماله

جابر نے کہا ہم نے کہا السلام عليكم السلام عليكم پھر
مسعر نے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کیا

امام بخاری کتاب قرة العينين برفع اليدين في الصلاة میں کہتے ہیں
كَانَ يُسَلِّمُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي التَّشَهُدِ

وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے منع کیا کہ تشهد میں ہاتھ اٹھائیں

امام بخاری نے معاملہ صاف کر دیا کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
کی روایت کا تعلق سجدوں والے رفع الیدین سے ہے ہی نہیں کیونکہ
تشہد تو سجدوں کے بعد ہوتا ہے لہذا اس سے سجدوں میں کیے
جانے والے رفع الیدین کی منسوخی لینا غلط ہے

بعض غیر مقلدین نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے
دلیل لی ہے کہ سجدوں میں منسوخ ہے اور احناف متاخرین نے اس
سے ہر طرح کے رفع الیدین کی منسوخی لے لی ہے جبکہ یہ روایت
رفع الیدین کے بارے میں ہے ہی نہیں

جامع الترمذی کی روایت ہے

علقمہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا
میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح نماز پڑھ کر نہ

دکھاوں ، چناچہ آپ نے نماز پڑھی اور صرف ایک مرتبہ رفع یدین کیا۔

ترک رفع پر امام ترمذی سنن میں لکھتے ہیں کہ بہت سے اہل علم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین کا یہی مذہب ہے اور سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

اس قول کی مخالف حدیث بھی ہے جس میں ہے کہ کوفہ منتقل ہونے والے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے کوفیوں نے روایت کیا ہے ابو داؤد کی بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ حَدِيثُ هُوَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي، قَالَ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا، مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ نِثْيَيْنِ وَحَلَقَ حَلَقَةً» وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا وَحَلَقَ بِشْرُ الْإِبْهَامِ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ،

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا کہ دیکھوں آپ نماز کیسے پڑھتے ہیں ، تو میں نے دیکھا کہ آپ نماز کیلئے قبلہ رخ ہوئے اور تکبیر کہی ، اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے پھر اٹھے ہاتھ کو سیدھے سے پکڑا پس جب رکوع کا ارادہ کیا تو رفع کیا اسی طرح پھر ہاتھ کو پر رکھا پس جب سر رکوع سے اٹھایا ان کو رفع کیا اسی طرح پس جب سجدہ کیا تو سر کو اس منزل پر رکھا جو ہاتھوں کے بیچ تھی پھر بیٹھے سیدھے پیر پر اور سیدھا ہاتھ ران پر رکھا لیکن مسند احمد میں یہی روایت جب عبد الواحد ابن زیاد العبدي

نے بیان کی تو اس میں الفاظ بدل گئے
 حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ،
 عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ كَيْفَ يُصَلِّي، قَالَ ” فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ، وَرَفَعَ
 يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ “، قَالَ ” ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ “، قَالَ ”
 فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ
 يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتَا حَذْوَ
 مَنْكِبَيْهِ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ مِنْ وَجْهِهِ، بِذَلِكَ الْمَوْضِعِ، فَلَمَّا قَعَدَ
 افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ
 حَدَّ مِرْفَقِهِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثَلَاثِينَ وَحَلَّقَ وَاحِدَةً، وَأَشَارَ
 بِإِصْبَعِهِ السَّبَابَةِ

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا کہ دیکھوں آپ نماز

کیسے پڑھتے ہیں ، تو میں نے دیکھا کہ آپ نماز کیلئے قبلہ رخ ہوئے اور تکبیر کہی ، اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے ، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا ، اور جب رکوع کا ارادہ کیا تو پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے ، اور رکوع میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے ، اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے

سیر الاعلام النبلا کے مطابق عبد الواحد بن زیاد کے لئے ہے

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ كَوْنِي شَيْءٍ نَهَى
قَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ سَمِعْتُ الْقَطَانَ يَقُولُ مَا رَأَيْتُ عَبْدَ الْوَاحِدِ يَطْلُبُ
حَدِيثًا قَطُّ بِالْبَصْرَةِ، وَلَا الْكُوفَةَ

علی المدینی کہتے ہیں یحیی بن سعید القطان کہتے ہیں میں نے اس کو حدیث طلب کرتے نہ کوفہ میں دیکھا نہ بصرہ میں مسند احمد میں اس روایت کو شعبہ نے بھی روایت کیا ہے جس میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رفع کا ذکر کرتے ہیں

یعنی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں رفع الیدین کیا ہے بعض احناف کی رائے ہے کہ پہلے رفع الیدین ہر اونچ نیچ پر تھا پھر کم ہوتے ہوتے صرف تکبیر تحریمہ تک محدود گیا لیکن اوپر جیسا واضح ہے انس رضی اللہ عنہ اور تابعین کی کثیر تعداد اس کو کرتی تھی خاص کر بصرہ میں یہ عام تھا لہذا یہ منسوخ نہ تھا - غیر مقلدین کے مطابق سجدوں میں رفع الیدین جابر بن سمرہ کی روایت سے منسوخ ہو گیا لیکن یہ بھی بلا دلیل ہے اگر منسوخ تھا تو انس

رضی اللہ عنہ اس کو کیوں کرتے تھے
واضح ہوا کہ

مدینہ میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کیا جاتا تھا (بعض
اوقات نہیں بھی کیا جاتا تھا) لیکن اکثر اوقات رفع الیدین پر عمل تھا
لیکن امام مالک کے دور تک اس پر عمل اتنا شدید نہ رہا
مکہ میں رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کیا جاتا تھا
بصرہ میں سجدوں تک میں رفع الیدین کیا جاتا تھا
کوفہ میں اختلاف ہے - بعض صحابہ رفع الیدین نہیں کرتے اور
بعض کرتے تھے

اب ہم یا آپ تو صحابہ کا پا سنگ بھی نہیں جو ایک کی نماز کو
منسوخ کہہ کر اس کو رد کریں یعنی سجدوں میں رفع الیدین اگر
انس بن مالک یا بصرہ کے تابعین نے کیا تو اس کو قبول کرنا ہو گا -
اگر کوفہ کے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا تو اس کو
بھی قبول کرنا ہو گا - اگر مکہ و مدینہ کے ابن زبیر ، ابن عمر ، ابن
عباس رضی اللہ عنہم نے رفع الیدین کیا تو اس کو بھی قبول کرنا ہو
گا

لہذا اگر کوئی انفرادی نماز پڑھ رہا ہے اور رفع الیدین کر لے تو بھی
صحیح ہے نہ کرے تو بھی صحیح ہے لیکن جماعت کی نماز میں
امام جیسا کرے ویسا ہی کرے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سکھائی تو کہیں بھی اس کا حکم
نہ کیا صحیح بخاری کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے

صحیح بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراءة للإمام والمأموم في الصلوات كلها

حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ سَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ فَأَعْلِمْنِي قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا.

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد نبوی میں) تھے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی اور آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ جا۔۔۔ جا کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور جا کر نماز پڑھی اور پھر آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا کہ جا۔۔۔

جا کر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی - تیسری دفعہ یا تیسری دفعہ کے بعد اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نماز سکھلائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو اچھی طرح وضو کر۔ پھر قبلہ رو کھڑا ہو۔ پھر اللہ اکبر کہہ۔ پھر قرآن سے پڑھ جو تجھے یاد ہو پھر رکوع کر یہاں تک کہ سکون سے رکوع کرنے والا ہو پھر کھڑا ہو یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔ پھر سجدہ کر یہاں تک کہ سکون سے سجدہ کرنے والا ہو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر سکون سے تشهد کی حالت میں بیٹھ جا۔ پھر سجدہ کر یہاں تک کہ سکون سے سجدہ کرنے والا ہو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جا۔ اسی طرح کر اپنی تمام نماز میں

یعنی رفع الیدین نماز کا ایسا عمل تھا جس کو کرنا ضروری نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ اس کو سجدوں میں بھی کر رہے تھے اور بعض صحابہ اس کو چھوڑ چکے تھے

کیا ترک رفع یدین کرنا صحیح ہے

جواب

نسائی سنن میں روایت کرتے ہیں
 أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، قَالَ حَدَّثَنَا
 سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ

عَلَمَهُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ قَالَ «أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً»

ترمذی بھی اس کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں
وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.
اور اصحاب رسول میں ایک سے زائد اہل علم اور التابعین کا اس پر عمل ہے اور یہ قول سے سفیان ثوری کا اور اہل کوفہ کا

البغوي الشافعي (المتوفى 516هـ) شرح السنه میں لکھتے ہیں
وَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى أَنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ، يُرَوَى ذَلِكَ عَنِ الشَّعْبِيِّ، وَالتَّحَعِّيِّ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَاحْتَجُّوا بِمَا رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ «أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى، وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا أَوَّلَ مَرَّةٍ».

اور ایک قوم نے اس مذہب کو اختیار کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرنے پر ہی ہاتھ اٹھائے اس کی روایت کی ہے شَعْبِيُّ اور ابراہیم نَخَعِيِّ نے اور یہ قول ہے ابن ابی لیلی کا سفیان ثوری کا اصحاب رائے کا اور انہوں نے دلیل لی ہے جو عبد اللہ ابن مسعود نے روایت کیا ہے کہ میں تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ نہ بتاؤں پس آپ نے نماز پڑھی اور سوائے پہلی بار کے ہاتھ نہیں اٹھائے

ابن حبان اس روایت پر کہتے ہیں

هَذَا أَحْسَنُ خَيْرِ رُؤْيٍ لِأَهْلِ الْكُوفَةِ

یہ اچھی خبر ہے جو اہل کوفہ نے روایت کی ہے

البانی کہتے ہیں

فالحق أنه حديث صحيح، كما قال ابن حزم في “المحلى”

پس حق یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے جیسا ابن حزم نے المحلی

میں کہا ہے

فقہ مالکی کی کتاب المدونة میں ہے

قَالَ مَالِكٌ لَا أَعْرِفُ رَفَعَ الْيَدَيْنِ فِي شَيْءٍ مِنْ تَكْبِيرِ الصَّلَاةِ لَا فِي

خَفْضٍ وَلَا فِي رَفَعٍ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ

امام مالک کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ رفع یدین ہو نماز میں کسی

چیز پر نہ جھکنے پر نہ اٹھنے پر سوائے نماز شروع کرنے کے

حدیث ابن مسعود فی رفع
یدین صحیح و حسن ہے
یدین ضعیف و
معلول ہے

ترمذی

ابن دقیق العید، الزبلی،

ابی داؤد، الترمذی،

احمد، ابن ابی حبان، ابن حزم،

حاتم البانی، الطحاوی، العینی،

اس روایت پر محققین مختلف الخیال رہے ہیں

چونکہ یہ عقیدے کا کوئی مسئلہ نہیں لہذا راہ اعتدال ہمارے نزدیک
یہ ہے کہ ترک رفع اس بات کی دلیل ہے کہ رفع یدین کرنا بھی سنت
ہے اور نہ کرنا بھی سنت ہے اور دونوں طرح نماز ہو جاتی ہے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے نماز کے فرائض میں رفع یدین کا ذکر نہیں کیا لہذا
اس میں افراط و تفریط کی بجائے چیز کو اس کے مقام پر ہی رکھنا
چاہئے

ایک مفرد زبیر علی زئی نے اپنی کتاب نور العینین میں اس روایت پر
لکھا ہے

(۱) شیخ الاسلام الجاہد اللہ عبداللہ بن المبارک (متوفی ۱۸۱ھ) نے کہا:

”لم یثبت حدیث... ابن مسعود“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی (طرف منسوب یہ) حدیث ثابت نہیں ہے۔

[سنن ترمذی ۵۹۱ ج ۲، ۳۵۶، ۱-۲، زاد المعاد]

بعض لوگوں نے ابن المبارک رحمہ اللہ کی جرح کو عصر جدید میں اس حدیث سے ہٹانے کی کوشش کی ہے مگر درج ذیل ائمہ حدیث و علمائے کرام نے ابن المبارک کی جرح کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب اس تنازعہ روایت کے متعلق قرار دیا ہے۔

۱: ترمذی [سنن ۵۹۱ ج ۲، ۳۵۶]

۲: ابن الجوزی وقال: ”وقال فيه عبدالله بن المبارك: لا يثبت لهذا الحديث“

[التبيين ۲۷۸، ۲۷۹، ۱-۲، ۳۳۵]

لیکن سنن الترمذی جو دکتور بشار عواد اور احمد شاکر کی تحقیق کے ساتھ ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہی نہیں زبیر علی نے حوالوں میں یہ بھی لکھا

(۶) حافظ ابن حبان (متوفی ۳۵۴ھ) نے (کتاب) الصلوٰۃ میں کہا:

”هو في الحقيقة أضعف شيء يعول عليه لأن له عللاً تبطله“

یہ روایت حقیقت میں سب سے زیادہ ضعیف ہے، کیونکہ اس کی علتیں ہیں جو اسے

باطل قرار دیتی ہیں۔ [التلخیص الجمیر ۲۲۲، ۲۲۳، ۱-۲، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴]

حالانکہ یہ بھی دھول جھونکنے کے مترادف ہے کیونکہ ابن حبان نے اس کو احسن قرار دیا ہے جس کو کتاب التلخیص الحبیر فی تخریج أحادیث الراعی الکبیر از ابن حجر کے مطابق دارقطنی نے رد کیا ہے۔ زبیر علی زئی نے دارقطنی کے الفاظ کو ابن حبان کے الفاظ قرار دے دیا ہے الفاظ ہیں

وَقَالَ الدَّارِقُطْنِيُّ لَمْ يَثْبُتْ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي الصَّلَاةِ هَذَا أَحْسَنُ خَيْرٍ رُوي لِأَهْلِ الكُوفَةِ فِي نَفْيِ رَفْعِ اليَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ أضعفُ شَيْءٍ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ لِأَنَّ لَهُ عِلَلًا تُبْطِلُهُ

وَهُؤُلَاءِ الْأَيْمَةُ

امام مالک کا بھی ترک رفع پر عمل تھا ابن عساکر المتوفی ۵۷۱ ھ
 تاریخ دمشق ج ۵۲ ص ۱۷۹ میں لکھتے ہیں
 قال أبو عبد الله محمد بن جابر فإن قال قائل فإن مالك بن أنس لم
 يكن يرفع يديه إلا عند الافتتاح وهو احد أعلامكم الذين تقتدون به قيل
 له صدقت هو من كبار من يقتدى به ويحتج به وهو أهل لذلك رحمه
 الله عليه ولكنك لست من العلماء بقوله حدثنا حرمله بن عبد الله
 التجيبي أنبأنا عبد الله بن وهب قال رأيت مالك بن أنس يرفع يديه إذا
 افتتح الصلاة وإذا ركع وإذا رفع من الركوع قال أبو عبد الله فذكرت
 ذلك لمحمد بن عبد الله بن عبد الحكم وهو ناب أصحاب مالك
 بمصر والعالم بقوله وما مات مالك عليه فقال هذا قول مالك وفعله الذي
 مات عليه وهو السنة وأنا عليه وكان حرمله على هذا
 ابو عبد الله محمد بن جابر نے کہا پس اگر قائل کہے کہ امام مالک
 اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے الا یہ کہ نماز کے شروع میں اور وہ ایک
 اعلام میں سے تھے جن کی اقتدہ کی جاتی ہے تو کہو سچ کہا تم
 نے وہ کبار علماء میں سے ہیں اور اسی لئے ان پر اللہ رحم کرے لیکن
 وہ ان علماء میں سے نہیں (جو رفع الیدین نہیں کرتے) جیسا کہ قول
 ہے حرمله بن عبد اللہ التجیبی نے بیان کیا عبد اللہ بن وهب نے بیان
 کیا کہ میں نے مالک بن انس کو دیکھا کہ نماز کے شروع میں اور
 رکوع کرتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرتے - ابو عبد اللہ
 محمد بن جابر کہتے ہیں اس کا ذکر محمد بن عبد اللہ بن عبد

الحکم سے کیا جو مصر میں اصحاب مالک کے نائب تھے اور عالم تھے اس قول کا پس کہا کہ یہ مالک کا قول ہے اور اس پر ان کی موت ہوئی اور وہ سنت پر تھے اور میں اور حرملہ بھی اس اقتباس کی بنیاد پر بعد والوں نے یعنی ابن عبد البر، النووی، الخطابی، البغوی اور دیگر نے امام مالک کا رفع الیدین کا قائل ہونے کا بیان کیا ہے حالانکہ اس کی سند ثابت نہیں ہے ابو عبد اللہ محمد بن جابر المرزوی الفقیہ المتوفی 277 ہجری کی بات کی سند نقل کی گئی ہے

قرأت علي ابي القاسم زاهر بن طاهر عن أبي بكر البيهقي أنبأنا أبو عبد الله الحافظ قال سمعت أبا العباس المحبوبي يقول سمعت محمد بن جابر الفقيه يقول سمعت هشام بن عمار يقول جلس يحيى بن أكثم ههنا وأشار إلى موضع في مسجد دمشق وذكر حكاية قال وسمعت أبا العباس محمد بن أحمد المحبوبي يقول سمعت أبا عبد الله محمد بن جابر الفقيه

اس کی سند قرأت علی سے شروع ہو رہی ہے یعنی ابن عساکر کے سامنے اس روایت کو پڑھا گیا باقاعدہ ان کو سنائی نہیں گئی دوم حرملہ بن عبد اللہ التجیبی (اصل میں حرملہ ابن یحییٰ بن عبد اللہ بن حرملہ بن عمران ہے) جو بعض محدثین مثلاً ابن عَدِيّ کے نزدیک ضعیف ہے

تاریخ ابن یونس میں ایک قول پر الذہبی سیر الأعلام النبلا میں کہتے ہیں

كان حرملة أُملى الناس بما حدث به ابن وهب . قلت لم
يرحل حرملة ، ولا عنده عن الحجازيين شيء
حرملة (مصر میں) لوگوں کو املا کرتا جو وہ عبد اللہ بن وہب (اہل
حجاز میں سے) سے نقل کرتا - میں اذہبی کہتا ہوں حرملة نے سفر
نہ کیا اور نہ اس کے پاس اہل حجاز کی کوئی چیز ہے
ابو حاتم کہتے ہیں لا يحتج به یعنی حرملة سے دلیل نہ لی جائے
نسائی جو خود مصر میں ہی تھے کہتے ہیں
دخل مصر وهو مريض لم أكتب عنه
حرملة مصر میں داخل ہوا تو مریض تھا لہذا اس سے نہ لکھا
ان شواہد کی روشنی میں حرملة کا قول ضعیف ہے اور بقول الذہبی ،
عبد اللہ بن وہب سے اس کا سننا ہی مشکوک ہے
طبقات الشافعیین از ابو الفدا میں اس کا شمار شوافع میں کیا گیا ہے
جو رفع الیدین کے قائل تھے لہذا یا تو حرملة نے زبردستی امام مالک
کو بھی اس کا قائل قرار دیا یا پھر یہ بیماری کی کیفیت لگتی ہے
جس کی طرف نسائی نے اشارہ کیا ہے

رفع الیدین سے متعلق اثر پر سوال ہے ؟
عن ابن عمر قال رایتکم و رفع الیدیکم فی الصلوة واللہ انہا
لبدعة ما رایت رسول اللہ فعل ہذا قط
ابن عدی الکامل جلد ۱ ص ۹
میزان اعتدال جلد ۱ ص ۳۱۵

کیا یہ اثر صحیح ہے؟

جواب

اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا (مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ) بِنُ عُقْبَةَ، حَدَّثَنَا جُبَارَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ
بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَأَيْتُكُمْ رَفَعْتُمْ أَيْدِيَكُمْ فِي الصَّلَاةِ وَاللَّهِ إِنَّهَا
لِبِدْعَةٍ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ هَذَا قَطُّ وَقَالَ حَمَّادٌ
وَضَعَ يَدَهُ عِنْدَ حَنَكِهِ هَكَذَا.

ابن عمر نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تم نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہو اور یہ
بدعت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ
ایسا کام کبھی کرتے ہوں

اس کی سند میں بشر بن حرب پر محدثین کا اختلاف ہے یہ ضعیف
ہیں لیکن بعض کے نزدیک متروک نہیں ان سے بصرہ کے حماد بن
زید نے روایت کیا ہے جو ان کی تعریف کرتے ہیں
میزان از الذہبی کے مطابق

وقال ابن خراش متروك، وكان حماد بن زید يمدحه.

ابن خراش نے بشر کو متروک کہا اور حماد بن زید نے تعریف کی ہے
الکامل نام کی کتاب جس میں یہ روایت ہے یہ ابن عدی ہے ان کا
فیصلہ ہے

لا بأس به عندي، لا أعرف له حديثاً منكراً.

میرے نزدیک بشر میں برائی نہیں ہے اور میں کوئی ان کی منکر
حدیث نہیں جانتا

یعنی ابن عدی نے اس رفع الیدین سے متعلق روایت کو قبول کیا ہے
اس کو منکر قرار نہیں دیا

بحث یہ روایت بصرہ کی ہے جہاں نماز میں ہر موقعہ پر رفع الیدین
کیا جاتا تھا اور سجدوں میں بھی کیا جاتا تھا ابن عمر اس سے منع
کرتے تھے لیکن انس رضی اللہ عنہ کرتے تھے

امام بخاری نے قرة العینین برفع الیدین فی الصلاة میں لکھا ہے
يَحْيَىٰ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ «رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْفَعُ
يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

یحیی بن ابی اسحاق نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو
دیکھا وہ رفع الیدین کرتے جب سجدے کرتے

امام بخاری نے بھی اس کو قبول کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ
سجدوں میں بھی رفع الیدین کرتے تھے

البانی اس پر کتاب أصل صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم میں
جواب میں لکھتے ہیں

اور اس سلسلے میں سلف سے جو نصوص وارد ہوئے ہیں ان میں ہے
کہ أبو سلمة الأعرج نے کہا میں لوگوں سے ملا جو ہر جھکنے اور
اٹھنے پر رفع الیدین کرتے ہیں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے

جیسا تلخیص میں ہے اور اس پر سکوت کیا ہے اور بخاری نے کتاب
رفع الیدین میں کہا ہم سے الہذیل بن سلیمان أبو عیسیٰ نے بیان کیا
کہ انہوں نے امام الأوزاعي سے سوال کیا کہ اے ابا عمرو آپ کیا

کہتے ہیں رفع الیدین ہر تکبیر پر اور وہ نماز میں کھڑا ہو الأوزاعی نے کہا یہ پہلے حکم تھا اور پھر عکرمہ بن عمار کا ذکر کیا کہ انہوں نے کہا میں نے القاسم اور طاوس اور مکحول اور عبد اللہ بن دینار اور سالم کو دیکھا کہ نماز میں شروع میں رفع کرتے اور رکوع میں اور سجدے میں اور کہا کہ وکیع عن الربیع نے کہا میں نے حسن ، مجاہد اور عطا اور طاوس اور قیس اور حسن بن مسلم کو دیکھا رکوع میں رفع کرتے اور سجدوں میں بھی اور عبد الرحمن بن المہدی نے کہا یہ سنت ہے

حماد بن زید اور بشر بن حرب دونوں بصری ہیں جہاں نماز میں

سجدوں میں بھی رفع الیدین ہوتا تھا

طحاوی مشکل الآثار میں روایت دیتے ہیں کہ بصرہ کے حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ ” كَانَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

حماد بن زید سجدوں کے بیچ میں بھی رفع الیدین کرتے تھے

مدینہ کے ابن عمر سجدوں میں رفع الیدین کے عمل کو بیان نہیں کرتے تھے بلکہ خاص اس کا ذکر کر کے کہتے کہ انہوں نے رسول اللہ کو یہ کرتے نہیں دیکھا جس سے ظاہر ہے بعض لوگ اس کو کر رہے تھے

لہذا یہ اثر صحیح ہے - اس کا مقصد سجدوں کے رفع الیدین سے ابن عمر رضی اللہ عنہ کا منع کرنا ہے جس کو بصریوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لیا ہے

رفع اليدين كى ابو حميد الساعدى والى روايت كيا صحيح به ؟

جواب

حدثنا أحمد بن حنبل بحدثنا أبو عاصم الضحاك بن مخلد ح و حدثنا مسدد بحدثنا يحيى - وهذا حديث أحمد - قال أخبرنا عبدالحميد يعني ابن جعفر أخبرني محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت أبا حميد الساعدي فى عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم أبو قتادة، قال أبو حميد أنا أعلمكم بصلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قالوا فلم ؟ فوالله ! ما كنت بأكثرنا له تبعه ولا أقدمنا له صحبة، قال يلى، قالوا فاعرض، قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلوة يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم كبر حتى يقر كل عظم فى موضعه معتدلاً، ثم يقرأ، ثم يكبر فيرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه، ثم يركع و يضع راحتيه على ركبتيه، ثم يعتدل فلا يصب رأسه ولا يقنع، ثم يرفع رأسه فيقول سمع الله لمن حمده، ثم يرفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه معتدلاً، ثم يقول الله اكبر، ثم يهوي إلى الأرض فيجافي يديه عن جنبه، ثم يرفع رأسه و يثني رجله اليسرى فيقعد عليها، ويفتح أصابع رجله إذا سجد، ثم يسجد، ثم يقول الله اكبر و يرفع رأسه و يثني رجله اليسرى فيقعد عليها حتى يرجع كل عظم إلى موضعه، ثم يصنع فى الأخرى مثل ذلك، ثم إذا قام من الركعتين

کبر و رفع یدیه حتی یحاذی بهما منکبیه کما کبر عند افتتاح الصلوة، ثم یصنع ذلك فی بقیة صلاته حتی إذا كانت السجدة التی فیها التسلیم آخر رجله الیسری وقعد متورکا علی شقه الأیسر، قالوا صدقت، هكذا كان یصلی صلی الله علیه وسلم

ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، جن، میں سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، کے مجمع میں فرمایا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو جانتا ہوں، انہوں نے کہا کیسے؟ اللہ کی قسم! آپ نے نہ تو ہم سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہے اور نہ ہم سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بنے تھے۔ انہوں (سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ) نے کہا جی ہاں! صحابیوں نے کہا تو پیش کرو!، (سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ نے) کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے پھر تکبیر (اللہ اکبر) کہتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ اعتدال سے ٹھہر جاتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کرتے، پھر تکبیر (اللہ اکبر) کہتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ اعتدال سے ٹھہر جاتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کرتے، پھر تکبیر کہتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے۔ پھر (پٹھ سیدھی کرنے میں) اعتدال کرتے، نہ تو سر زیادہ جھکاتے اور نہ اٹھاتے رکھتے پھر سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر کندھوں تک اعتدال سے رفع یدین کرتے، پھر اللہ

اکبر کہتے، پھر زمین کی طرف جھکتے۔ (سجدے میں) اپنے دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں دھرا کر کے (بچھا کر) اس پر بیٹھ جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں اپنی انگلیاں کھلی رکھتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور سجدے سے سر اٹھاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بایاں پاؤں دھرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پہنچ جاتی۔ پھر دوسری رکعت میں (بھی) اسی طرح کرتے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور کندھوں تک رفع یدین کرتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع نماز میں رفع یدین کیا تھا۔ پھر باقی نماز بھی اسی طرح پڑھتے حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا (آخری) سجدہ ہوتا جس میں سلام پھیرا جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تورک کرتے ہوئے، بایاں پاؤں (دائیں طرف) پیچھے کرتے ہوئے، بائیں پہلو پر بیٹھ جاتے تھے۔ (سارے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کہا صدقت، ہکذا کان یصلی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ کہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

یہ روایت صحیح نہیں ہے
 بیان الوهم والإیہام فی کتاب الأحکام از ابن القطان (المتوفی
 628ھ) کے مطابق

فيهم أَبُو قَتَادَةَ، فَإِنَّ أَبَا قَتَادَةَ، تَوَفَّى زَمَنَ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَهُوَ صَلَّى عَلَيْهِ، وَهُوَ مِمَّنْ قَتَلَ مَعَهُ، وَسَنَ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو مَقْصِرَةً عَنِ إِدْرَاكِ ذَلِكَ.

وَقَدْ قِيلَ فِي وَفَاةِ أَبِي قَتَادَةَ غَيْرَ هَذَا، مِنْ أَنَّهُ تَوَفَّى سَنَةَ أَرْبَعٍ وَخَمْسِينَ، وَلَيْسَ ذَلِكَ بِصَحِيحٍ، بَلِ الصَّحِيحُ مَا ذَكَرْنَاهُ، وَقَتَلَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسَ فِي أَبُو قَتَادَةَ كَا ذَكَرَ هِيَ جَن كَى وَفَاتِ عَلَى كَى دُورِ فِي هُوَى اُورِ اُورِ نَى اُنِ اُورِ جَنَازَه كَى نَمَازِ اُورِ هَى اُورِ يَه اُنِ فِي سَى تَهَى جَنهُونِ نَى اُنِ كَى سَاتَه قَتَالِ كَى اُورِ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ عَطَاءِ بَهْتِ كَمِ (اِمْكَانِ) هَى كَى اِس كَى مَلَاقَاتِ هُوَى هُو اُورِ كَهَا جَاتَا هَى كَى اُبُو قَتَادَةَ كَى وَفَاتِ يَه نَهِيں وَه سَن ٥٤ ه فِي فُوتِ هُوَى جُو صَحِيحِ نَهِيں بَلْكَه صَحِيحِ وَه هَى جُو هَمِ نَى ذَكَرِ كَى

كتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال از مغلطاي كى مطابق

وروايته عن أبي قتادة مرسله، وقاله أيضاً الطحاوي

محمد بن عمرو بن عطاء كا ابو قتاده سے روایت كرنا مرسل ہے اور ایسا امام طحاوی نے بھی کہا ہے

محمد بن عمرو بن عطاء نے صرف چار اصحاب رسول (أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ) سے روایت کیا ہے كَى يَه مُمْكِنِ هَى كَى جُو دَسِ اصْحَابِ رَسُولِ سَى مَلَى اُنِ فِي سَى سَى صَرْفِ تِنِ سَى رَوَايَتِ كِرَى

راوی جب تک تصریح نہ کرے کہ کس صحابی سے سنا روایت قبول

نہیں کی جاتی کیونکہ ممکن ہے اس کا سماع ثابت نہ ہو
 اس وجہ سے احناف کے نزدیک یہ سند قوی نہیں ہے
 البتہ دوسروں نے ابو قتادہ کی وفات سن ۵۴ کہی ہے انہوں نے لیا ہے
 علل ابی حاتم میں ابی حاتم نے اس سند کو مرسل قرار دیا ہے
 محققین سعد بن عبد اللہ الحمید و د/ خالد بن عبد الرحمن الجریس
 نے الفاظ

فصار الحديث مرسلًا»

کی وضاحت کی

ومراد أبي حاتم بقوله «فصار الحديث مرسلًا» عدم سماع مُحَمَّدِ بْنِ
 عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ للحديث من أبي حميد؛ يوضحه قول الحافظ ابن
 رجب في “فتح الباري” (5/156) «وأنكر آخرون سماع مُحَمَّدِ بْنِ
 عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ لهذا الحديث من أبي حميد أيضًا، وقالوا بينهما رجل،
 وممن قال ذلك أبو حاتم الرازي، والطحاوي، وغيرهما» .

ابی حاتم نے اس کو مرسل کہا کیونکہ محمد بن عمرو کا سماع ابی
 حمید رضی اللہ عنہ سے نہیں اس قول کی وضاحت ابن رجب حنبلی
 نے کی ہے کہ دوسروں نے محمد بن عمرو کے سماع کا انکار کیا
 ہے حدیث ابو حمید میں اور کہا کہ ان کے درمیان رجل ہے ایسا ابو
 حاتم نے طحاوی نے کہا ہے

البتہ علل میں ابو حاتم نے اس کو دوسرے طرق سے صحیح کہا ہے
 والحديثُ أصلُهُ صحيحٌ؛ لأنَّ فُلَيْحَ بْنَ سُلَيْمَانَ (2) قد رَوَاهُ عَنِ الْعَبَّاسِ
 بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِي (3) حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ.

یہ اور بات ہے کہ فُلَیْحُ بْنُ سُلَیْمَانَ پر بھی جرح ہے

رکوع

کوئی سوال اس حوالے سے نہیں ہے

سجدہ اور جلسہ استراحت

سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کہنا ہے ؟

جواب

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي الْأَعْمَشَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، عَنْ صِلَةَ، عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَقُولُ فِي كُوعِهِ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“، وَفِي سُجُودِهِ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“، قَالَ وَمَا مَرَّ بِأَيَّةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَأَلَ، وَلَا آيَةَ عَذَابٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْهَا

إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات

صحيح ابن خزيمة و ابن حبان

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي أَسَدٍ، وَنَا أَبُو جُنَادَةَ، قَالُوا حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ - وَهُوَ ابْنُ غِيَاثٍ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ صِلَةَ، عَنْ حُدَيْفَةَ

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ “سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ” -ثَلَاثًا-، وَفِي سُجُودِهِ “سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى” ثَلَاثًا

کیا سجدوں میں ہاتھ زمین پر پہلے رکھے جائیں

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا “جب تم میں سے کوئی شخص سجدہ کرے تو اس طرح نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے بلکہ اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے

جواب

حدثنا سعيد بن منصور، حدثنا عبد العزيز بن محمد، حدثني محمد بن عبد الله بن حسن، عن أبي الزناد، عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - “إذا سجد أحدكم فلا يترك كما يترك البعير، وليضع يديه قبل ركبته اس پر متقدمین میں امام بخاری کی رائے ملتی ہے جس کے مطابق یہ روایت منقطع ہے

اس روایت کی سند ہے

حدثنا سعيد بن منصور، حدثنا عبد العزيز بن محمد، حدثني محمد بن عبد الله بن حسن، عن أبي الزناد، عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - “إذا سجد أحدكم فلا يترك كما يترك البعير، وليضع يديه قبل ركبته” اس کی سند میں محمد بن عبد اللہ المہدی ہیں جن کے لئے امام

بخاری کہتے ہیں ان کا سماع ابی الزناد سے مشکوک ہے اور کہا محمد بن عبد اللہ بن حسن عن أبي الزناد، قال البخاري لا يتابع علي حديثه ان کی حدیث کی متابعت نہیں ہے “التاریخ الکبیر” 1/ 139 میں اسی روایت کو پیش کر کے اس کو منقطع سمجھا ہے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ إِذَا سَجَدَ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

ولا يُتَابَعُ عَلَيْهِ، وَلَا أُدْرِي سَمِعَ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ أَمْ لَا.

امام بخاری کہتے ہیں مجھ کو نہیں پتا اس کا سماع ابی الزناد سے ہے یا نہیں

قال البخاري في ترجمة محمد بن عبد الله بن حسن من "التاريخ الكبير" 1/ 139 لا يُتَابَعُ عَلَيْهِ، وَلَا أُدْرِي سَمِعَ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ أَمْ لَا امام بخاری کا قول اس حدیث پر ہے کہ اس کی متابعت نہیں ہے اور ان کو محمد بن عبد اللہ کا سماع ابی الزناد سے معلوم نہیں کہ ہے بھی یا نہیں

البانی نے ابن قیم کا موقف نقل کیا ہے کہ فرعم أنه مقلوب اس روایت کی سند مقلوب ہے یعنی اس میں الٹ پھیر کی گئی

ہے

امام دارمی نے مسند دارمی حدیث ۱۳۶۰ میں ذکر کیا کہ وَقَالَ أَهْلُ الْكُوفَةِ يَخْتَارُونَ الْأَوَّلَ

اہل کوفہ نے پہلی ذکر کردہ بات کو لیا ہے

یعنی اہل کوفہ کے نزدیک گھٹنے پہلے رکھے جائیں گے
الإتحاف 19121 میں ہے

قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ كُلُّهُ طَيِّبٌ.

دونوں میں کون سے طریقہ پر آپ کیا کہتے ہیں دارمی نے کہا
دونوں ٹھیک ہیں

عون المعبود میں ہے کہ ہاتھ پہلے رکھے جائیں یہ مذہب ان لوگوں
کا ہے

، وإليه ذهب الأوزاعي ومالك وابن حزم وأحمد في رواية، وروى

الحازمي عن الأوزاعي أنه قال أدركت الناس يضعون أيديهم قبل

رُكْبِهِمْ، قال ابن أبي داود وهو قول أصحاب الحديث

متأخرين میں سے البانی ، شعيب الأرنؤوط وغیرہ نے اس کو صحیح

قرار دے دیا ہے

جلسہ استراحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول کا

عمل تھا یا نہیں

جواب

حدثنا ايوب عن ابي قلابه قال جاءنا مالك بن الحويرث رضى الله عنه

فى مسجدنا هذا فقال انى لاصليكم وما اريد الصلاة، اصلى كيف

رايت للنبي صلى الله عليه وسلم يصلى - فقلت لابي قلابه كيف كان

یصلی؟ قال مثل شیخنا هذا، قال و كان شیخنا یجلس اذا رفع راسه من السجود قبل ان ینهض فی الركعة الاولى۔

(رواه البخاری کتاب الاذان باب من صلی بالناس وهو لا یرید الا ان یعلمهم صلاة النبی صلی الله علیه وسلم)

ہم سے ایوب نے ابو قلابہ عبد اللہ بن زید سے بیان کیا کہ مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ ہماری اس مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نماز پڑھاؤں گا اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے، میرا مقصد صرف یہ ہے کہ تمہیں نماز کا وہ طریقہ سکھا دوں جس طریقہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ انہوں نے کیسے نماز پڑھی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے شیخ (عمر بن سلمہ) کی طرح۔ شیخ جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ذرا بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے۔

عن ابی قلابہ قال اخبرنا مالک بن الحویرث اللیثی رضی اللہ عنہ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی، فاذا کان فی وتر من صلاتہ لم ینهض حتی یستوی قاعدا۔

(رواه البخاری کتاب الاذان باب من استوی قاعدا فی وتر من صلاتہ ثم نهض)

ابو قلابہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب طاق رکعت (پہلی اور تیسری رکعت) میں ہوتے تو اس وقت تک نہ اٹھتے

جب تک تھوڑی دیر بیٹھ نہ لیتے۔

صحیح بخاری کے مطابق مالک رضی اللہ عنہ صرف ۲۰ رات رکھے
 أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي، فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ
 لَيْلَةً

اس عمل کو انہوں نے بیان کیا ہے جبکہ باقی کوئی اور بیان نہیں کرتا
 پھر ان سے شام کا ایک مدلس ابو قلابہ بیان کرتا ہے
 منفرد اقوال وہ بھی نماز جیسی چیز پر قبول نہیں کیے جا سکتے
 نوٹ

اس پر عمل اہل حدیث کا نہیں ہے جبکہ مالک کی رفع الیدین والی
 حدیث بیان کرتے رہتے ہیں

دو سجدوں کے درمیان کون سی دعا پڑھی جائے؟

جواب

اس حوالے سے کوئی صحیح حدیث نہیں ہے - سنن ابو داؤد کی
 ایک روایت ہے جس کو البانی اور شعیب دونوں نے صحیح کہہ دیا
 ہے اس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدوں
 کے درمیان رب اغفر لي رب اغفر لي کہتے
 حدثنا أبو الوليد الطيالسي وعلي بن الجعد قال حدثنا شعبة عن عمرو
 بن مرة عن أبي حمزة مولى الأنصار عن رجل من بني عبس عن حذيفة
 أنه رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل فكان يقول الله
 أكبر ثلاثاً ذو الملكوت والجبروت والكبرياء والعظمة ثم استفتح فقرأ

البقرة ثم ركع فكان ركوعه نحواً من قيامه وكان يقول في ركوعه سبحان ربي العظيم سبحان ربي العظيم ثم رفع رأسه من الركوع فكان قيامه نحواً من ركوعه يقول لربي الحمد ثم سجد فكان سجوده نحواً من قيامه فكان يقول في سجوده سبحان ربي الأعلى ثم رفع رأسه من السجود وكان يقعد فيما بين السجدين نحواً من سجوده وكان يقول رب اغفر لي رب اغفر لي فصلی أربع ركعات فقرأ فيهن البقرة وآل عمران والنساء والمائدة أو الأنعام شك شعبة.

اس کی سند میں **رجل من بني عبس** مجهول ہے سنن الکبریٰ ۱۳۸۳ میں امام نسائی کا گمان ہے کہ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو حَمَزَةَ عِنْدَنَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ طَلْحَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهَذَا الرَّجُلُ يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ صِلَةَ بْنَ زُفَرَ یہ مجهول رجل ممکن ہے صِلَةَ بْنَ زُفَرَ ہو - لیکن اسکی انہوں نے دلیل نہیں دی کہ طَلْحَةَ بْنَ زَيْدٍ کا سماع صِلَةَ بْنَ زُفَرَ سے ہے بھی یا نہیں

تشہد و سلام

کیا تشہد پڑھتے وقت انگلی کو حرکت دیتے رہیں؟

جواب

روایات کے مطابق نماز میں تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ أَشَارَ بِسَبَابَتِهِ

کلمہ شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے تھے
یہ روایت عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُثَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ کی سند
سے ہے

امام شعبہ کہتے ہیں

وأشار بأصبعه السبابة

اس میں اختلاف ہے کہ کیا اشارہ کرتے وقت انگلی کو حرکت بھی
دی جائے گی یا نہیں لہذا اس کے تمام طرق جمع کرنے کے بعد
شعیب الأرئوط - کہتے ہیں

قلنا فهؤلاء الثقات الأثبات من أصحاب عاصم لم يذكروا التحريك
الذي خالف به زائدة، وهذا من أئین الأدلة على وهم زائدة فيه، وليس
هو من باب زيادة الثقة كما توهم بعضهم، لا سيما أن روايتهم تتأيد
بأحاديث صحيحة ثابتة عن غير وائل بن حجر، ولم يرد فيها التحريك،
هم کہتے ہیں ثقات اثبات راویوں نے جو اصحاب عاصم ہیں انہوں نے
انگلی کو حرکت دینے کا ذکر نہیں کیا ہے جس کی مخالفت زائدہ
نے کی ہے اور یہ واضح دلائل ہیں کہ زائدہ کو وہم ہوا اور یہ ثقہ کی
زیادت نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہے خاص طور پر جب اس
روایت کی تائید میں دوسری صحیح احادیث بھی ہیں جو وائل بن
حجر کے علاوہ ہیں جن میں حرکت کا ذکر نہیں ہے

تشہد میں انگلی التحیات پڑھتے وقت انگلی کب کھڑی
کرنی ہے؟

اشہد ان لا الا الا اللہ۔۔۔۔۔ پر یا شروع سے انگی کھڑی
کرنی ہے؟

جواب

تشہد پر بیٹھنے پر ہی کھڑی کرنی ہے۔ روایات میں اس کا کوئی ذکر
نہیں کہ کن الفاظ پر کرنی ہے لہذا یہی لیا جائے گا کہ تشہد میں
کھڑی رکھنی ہے

نماز کب مکمل ہو گی تشہد پڑھنے پر یا درود یا دعا پڑھنے
پر؟

سنن ابوداؤد

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ عَنْ
مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا
التَّسْلِيمُ

عثمان بن ابی شیبہ، وکیع، سفیان، ابن عقیل، محمد بن حنفیہ،
علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اس کی تحریم تکبیر ہے اور اسکی
تحلیل سلام ہے۔

جواب

ایک طرف یہ دوسری حدیث ہے

امام ابو داؤد، ترمذی، طحاوی نے روایت کیا ہے کہ جس وقت امام

قعدہ میں بیٹھ گیا، اور سلام سے پہلے اس نے حدث کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی اور جو لوگ اس کے پیچھے تھے، سب کی نماز پوری ہوگئی

حوالہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ فَأُحْدِثَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَمَنْ كَانَ خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ (ابوداؤد باب الإمام يحدث بعد ما يرفع رأسه من آخر الركعة ٥٢٢)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام نماز (کے ارکان) مکمل کر کے (قعدہ اخیرہ میں) بیٹھ جائے اور پھر اس کو گفتگو کرنے سے پہلے یعنی سلام سے پہلے حدث پیش آجائے (یعنی وضو ٹوٹ جانے) تو اس کی نماز پوری ہوگئی اور مقتدیوں میں سے ان مقتدیوں کی بھی نماز پوری ہوگئی جو نماز پوری کر چکے ہیں

نماز کے اختتام پر سلام کرنا چاہیے یا نہیں۔ کیا سلام پھیرنا نماز کا رکن ہے یا نہیں

جواب

سنن ابوداؤد

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ ابْنِ عَقِيلٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنْفِيَّةِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا
التَّسْلِيمُ

عثمان بن ابی شیبہ، وکیع، سفیان، ابن عقیل، محمد بن حنفیہ،
علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اس کی تحریم تکبیر ہے اور اسکی
تحلیل سلام ہے۔

اس کی سند میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب الهاشمی
ہے جو مختلف فیہ ہے اور آخری عمر میں مختلط ہوا
امام مالک اور یحییٰ اس سے روایت نہیں لیتے تھے اور امام احمد
لیتے تھے

روایت اتنی ہی کمزور ہے جتنی نیچے والی ہے
امام ابو داؤد، ترمذی، طحاوی نے روایت کیا ہے کہ جس وقت امام
قعدہ میں بیٹھ گیا، اور سلام سے پہلے اس نے حدیث کیا، تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی اور جو لوگ اس کے
پیچھے تھے، سب کی نماز پوری ہوگئی

حوالہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى
الإمامُ الصَّلَاةَ وَقَعَدَ فَأَحَدَثَ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَمَنْ كَانَ
خَلْفَهُ مِمَّنْ أَتَمَّ الصَّلَاةَ (ابوداؤد باب الإمام يحدث بعد ما يرفع رأسه
من آخر الركعة ۵۲۲)

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امام نماز (کے ارکان) مکمل کر کے (قعدہ اخیرہ میں) بیٹھ جائے اور پھر اس کو گفتگو کرنے سے پہلے یعنی سلام سے پہلے حدث پیش آجائے (یعنی وضو ٹوٹ جانے) تو اس کی نماز پوری ہوگئی اور مقتدیوں میں سے ان مقتدیوں کی بھی نماز پوری ہوگئی جو نماز پوری کر چکے ہیں تبصرہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن زیاد بن أنعم ہے جس کو ضعیف کہا گیا ہے

ترمذی جامع میں کہتے ہیں ابن القطان اور امام احمد اس کو ضعیف کہتے ہیں اور کتاب حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة از سیوطی کے مطابق

وقال الترمذي رأيت البخاري يقوي أمره

امام بخاری اس کو قوی قرار دیتے

بیہقی نے اس روایت کو لَا يَصِحُّ قرار دیا ہے

ابن جوزی نے العلل المتناهية في الأحاديث الواهية میں اس روایت کو غیر صحیح کہا ہے

بغوی کہتے ہیں

وَهَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَقَدْ اضْطَرَبُوا فِي إِسْنَادِهِ

اس کی سند قوی نہیں اسناد میں اضطراب ہے

بغوی کہتے ہیں

وَذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى هَذَا أَنَّهُ إِذَا جَلَسَ قَدَرَ التَّشَهُدَ، ثُمَّ أَحَدَثَ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، وَبِهِ قَالَ الْحَكَمُ، وَحَمَّادٌ، وَهُوَ قَوْلٌ

أَصْحَابِ الرَّأْيِ

اور بعض اہل علم کا مذہب ہے کہ اگر تشهد کی مقدار نماز میں بیٹھ گئے پھر حدث ہو گیا تو نماز ہو گئی اور یہ امام الحکم کا اور حماد کا کہنا ہے اور اہل رائے کا احناف کہتے ہیں کہ امام بخاری نے اس راوی کو قوی قرار دیا ہے اور ابو داود نے روایت پر سکوت کیا ہے لہذا اس کی سند قابل قبول ہے ایک دوسری روایت ہے

سنن دارمی مسند احمد میں ہے
 أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ حُرٍّ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُخَيَّمَةَ، قَالَ أَخَذَ عَاقِمَةَ، بِيَدِي، فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ، أَخَذَ بِيَدِهِ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ عَبْدِ اللَّهِ، فَعَلَّمَهُ التَّشَهُدَ فِي الصَّلَاةِ «التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ» قَالَ زُهَيْرٌ أَرَاهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، - أَيْضًا شَكَ فِي هَاتَيْنِ الْكَلِمَتَيْنِ - إِذَا فَعَلْتَ هَذَا أَوْ قَضَيْتَ، فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، [ص 847] إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ، فَقُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ، فَاقْعُدْ

قاسم نے کہا علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بیان کیا کہ تشهد سکھایا نماز والا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ» قَالَ زُهَيْرٌ أَرَاهُ
 قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ... پس
 جب یہ کیا تو نماز پوری ہوئی - چاہو تو بیٹھ رہو یا اٹھ جاو
 حسین سلیم أسد الدارانی اور شعيب الأرئوط - عادل مرشد اس کو
 صحیح کہتے ہیں

البانی نے اس کے الفاظ جب یہ کہہ دیا کو شاذ قرار دیا ہے
 صحیح ابن حبان میں ابن حبان نے باب باندہا ہے
 ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ قَوْلَهُ فَإِذَا قُلْتِ هَذَا فَقَدْ قَضَيْتِ مَا عَلَيْكَ إِنَّمَا هُوَ قَوْلُ بِن
 مَسْعُودٍ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَجَهُ زُهَيْرٌ فِي الْخَبَرِ
 اس بیان کا ذکر جس میں ہے "جب یہ کہہ دیا" تو یہ قول ابن مسعود
 ہے قول نبوی نہیں اور اس کا ادراج زُهير کی خبر میں ہے
 البانی کہتے ہیں

والصواب أنه من قول ابن مسعود - «صحیح أبي داود
 ٹھیک یہ ہے کہ یہ قول ابن مسعود ہے
 راقم کہتا ہے یہ مسلک پرستی ہے - یہاں کوئی دلیل نہیں کہ اس کو
 قول ابن مسعود قرار دیا جائے - ایسا اسی صورت ممکن ہے کہ کسی
 دوسری صحیح حدیث میں صریحا آ رہا ہو کہ یہ قول نبوی نہیں بلکہ
 قول ابن مسعود ہے

کتاب الفصل للوصل المدرج في النقل از خطیب بغدادی میں ایک
 سند ہے جس میں اس کو ابن مسعود کا قول کہا گیا ہے
 فَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْقُرَشِيُّ وَالْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ

طَاهِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّبْرِيِّ. قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ الصَّفَارِ نَا الْحُسَيْنِ بْنُ مُكْرَمٍ نَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ نَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَرِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيَّمِرَةَ قَالَ أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي، فَقَالَ أَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ بِيَدِي قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَعَلَّمَنِي التَّشَهُدَ ” التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ” فَإِذَا قُلْتَ ذَلِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ 1 فُؤْمٌ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ

لیکن اس سند میں شبابہ بن سوار ہے جس کے لئے ابی حاتم کا کہنا ہے اس سے دلیل مت لینا

لہذا جن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ کلام ابن مسعود ہے ان کی یہ دلیل مضبوط نہیں ہے
عقبلی کہتے ہیں
انکر احمد بن حنبل حدیثہ

احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کا انکار کیا ہے
سنن دارقطنی میں بھی اس کو ابن مسعود کا قول روایت کیا گیا ہے
فَحَدَّثَنَا بِهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ نُصَيْرٍ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ الْكُثَيْبِ، ثنا عَسَّانُ بْنُ الرَّيِّعِ، ح وَحَدَّثَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ الْحَرَّانِيِّ، وَعُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ الْمُعَدَّلِ وَآخَرُونَ قَالُوا حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْمُثَنَّى، ثنا عَسَّانُ بْنُ الرَّيِّعِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ،

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَرِّ , عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ , أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَخَذَ
عَلْقَمَهُ بِيَدِي , وَأَخَذَ ابْنُ مَسْعُودٍ بِيَدِ عَلْقَمَةَ وَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِيَدِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُدَ «التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ
وَالطَّيِّبَاتُ , السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ , السَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ , أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ». ثُمَّ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِذَا فَرَعْتَ مِنْ هَذَا فَقَدْ فَرَعْتَ مِنْ
صَلَاتِكَ فَإِنْ شِئْتَ فَأَثْبِتْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَنْصِرْفِ

یہاں بھی سند ضعیف ہے اس میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثُوْبَانَ پر
کلام جرح ہے

ابن عدی نے اس کو ضعیف کہا ہے

احمد نے کہا أحادیثہ مناکیر اور کہا لم یکن بالقوی فی الحدیث

یہ حدیث میں قوی نہیں ہے

یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا

ان دو اسناد کو دارقطنی نے سنن میں پیش کیا ہے کہ یہ ثبوت ہے کہ

یہ قول نبوی نہیں ابن مسعود ہے جبکہ ان دونوں کی بنیاد پر اس کو

قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں کہا جا سکتا

شبابہ المتوفی ۲۰۶ ھ اور عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثُوْبَانَ (وفات ۱۶۷

کے بعد) دونوں بہت بعد کے ہیں فقہائے کوفہ جن کا یہ مذہب ہے وہ

ان دونوں سے پہلے کے ہیں جس سے معلوم پڑتا ہے کہ اس کو قول

نبوی ہی سمجھا گیا ہے

اگر یہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہے تو ثابت ہوا کہ کوفہ میں

یہ مذہب تھا کہ سلام نماز میں فرض نہیں ہے اس کے بغیر نماز ہو جاتی ہے جس کو فقہائے کوفہ نے لیا
 اصحاب رسول میں ابن مسعود کی نماز اس طرح مشکوک ہو جاتی ہے کہ وہ سلام پھرنے کے قائل ہی نہیں تھے
 راقم اس لئے سمجھتا ہے کہ یہ قول نبوی ہی ہے اس کی مثال ہے
 کوئی روایت اگر موقوف بھی ہو تو یہی محدثین اس کو مرفوع قرار دے دیتے ہیں کہ ان صحابی نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سنا ہو گا
 مثلاً ابن عمر کی روایت کہ دو مردار حلال ہیں ایک مچھلی اور ایک ٹڈی اور دو خون حلال ہیں ... جبکہ یہ مرفوع ہے ہی نہیں
 راقم کہتا ہے یہ تضاد ہے

نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے؟

جواب

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ وَحَدَّثَنِي - فِي الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ صَلَّى عَلَيْهِ فِي صَلَاتِهِ - مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ الْأَنْصَارِيِّ، أَخِي بَلْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَمَا

السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ فَصَمَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ. فَقَالَ ” إِذَا أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَيَّ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَيَّ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“

یہ مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ کی حدیث ہے اس میں نماز میں درود پڑھنے کا ذکر ہے

سند میں محمد بن اسحاق ہے لیکن اس نے سماع کی تصریح کی ہے

دارقطنی نے اس کو إِسْنَادٌ حَسَنٌ مُتَّصِلٌ قرار دیا ہے روایت قابل عمل ہے - البتہ نماز میں درود پڑھنا ضروری نہیں - تشهد پر نماز ختم ہو جاتی ہے

فقہ مالکی کی کتاب روضة المستبين في شرح كتاب التلقين از ابن بزيمة (المتوفى 673 هـ) میں ہے

قال الخطابي ((وليست الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم- بواجبة في الصلاة وهو قول جماعة من الفقهاء إلا الشافعي ولا علم فيها قدوة)). والدليل على أنها ليست من فرض الصلاة عمل السلف الصالح. قال الشافعي وإجماعهم عليه، وقد شنع الناس هذه المسألة جداً، وهذا تشهد ابن مسعود الذي اختاره الشافعي ليس فيه الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم-، وكذلك كل من روى التشهد عن

النبي -صلى الله عليه وسلم- كأبي هريرة، وابن عباس، وجابر، وابن عمر، وأبو سعيد الخدري، وأبي موسى الأشعري، وعبد الله بن الزبير، لم يذكر فيه صلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم خطابی نے کہا اور نماز میں درود پڑھنا واجب نہیں ہے اور یہ فقہاء کی ایک جماعت کا قول ہے سوائے شافعی کے ... اور اس پر دلیل سلف صالحین کا عمل ہے کہ یہ نماز میں فرض نہیں ہے ... اور ابن مسعود کا تشہد جو شافعی نے لیا ہے اس میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی درود نہیں ہے اور اسی طرح ہر وہ تشہد جو ابو ہریرہ سے مروی ہو یا ابن عباس سے یا جابر سے یا ابن عمر سے یا ابو سعید الخدري سے یا ابو موسیٰ سے یا ابن زبیر سے اس میں کسی میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں ہے

مزید لکھتے ہیں

قال القاضي أبو بكر فرض الله على خلقه أن يصلوا على نبيه ويسلموا تسليماً، ولم يجعل ذلك لوقت معلوم، فالواجب أن يكثر المرء منها، ولا يغفل عنه، وحكى الطبري والطحاوي إجماع المتقدمين والمتأخرين من علماء الأمة على أن الصلاة على النبي -صلى الله عليه وسلم في التشهد غير واجبة.

قاضی ابو بکر نے کہا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر فرض کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کہیں لیکن اس کا کوئی خاص معلوم وقت نہیں کیا ہے پس واجب ہے کہ ہر شخص اس کو کثرت سے کرے اس سے غافل نہ ہو اور طبری نے طحاوی نے متقدمین و

متاخرین کا اجماع علمائے امت نقل کیا ہے کہ تشہد میں درود پڑھنا غیر واجب ہے

سلام کے بعد

کیا فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا مانگنا بدعت ہے ؟

جواب

فرض نماز کے فوراً بعد اجتماعی دعا کا کسی حدیث میں ذکر نہیں لہذا مسجد میں اس کو نہیں کرنا چاہیے ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جو صحیح بخاری میں ہے

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور میں گھر میں تھا اور میری ماں اور خالہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو میں تمہارے لئے نماز پڑھوں اور اس وقت فرض نماز کا وقت نہ تھا پھر آپ نے نماز پڑھی اور ایک شخص نے ثابت سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کو کہا کھڑا کیا انہوں نے کہا داہنی طرف پھر دعا کی سب کے لئے میری والدہ نے کہا یا رسول اللہ یہ آپ کا چھوٹا خادم ہے اس کے لئے دعا کریں سو رسول اللہ نے میرے لئے ہر چیز مانگی اور آخر میں کہا اے اللہ اس کا مال زیادہ کر اور اولاد میں برکت دے اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا کر سکتے ہیں حالانکہ اس حدیث میں ہے کہ یہ نماز نفلی تھی اور اس وقت فرض نماز کا وقت نہ تھا دوم یہ دعا اجتماعی ہونے کی بھی کوئی دلیل

نہیں ہے

کچھ اور روایات بھی پیش کی جاتی ہیں

سنن الترمذی کی روایت ہے

سنن الترمذی كِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ

بِالْيَدِ

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الدُّعَاءِ

أَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبْرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوباتِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی دعاء قبول

ہوتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے آخر

کی اور فرض نمازوں کے بعد کی ۔

روایت سندا ضعیف ہے اسکی سند میں عبد الرحمن بن سابط

القرشي ہے جو ارسال کرنے کے لئے مشہور ہیں کتاب جامع

التحصیل فی أحكام المراسیل از العلائی (المتوفی 761ھ) کے

مطابق

وقال يحيى بن معين لم يسمع من سعد بن أبي وقاص ولا من أبي أمامة

امام يحيى بن معين کہتے ہیں انہوں نے سعد بن أبي وقاص اور أبي

أمامة سے نہیں سنا

لہذا روایت منقطع ہو گئی اور کتب احادیث میں اس کی تمام اسناد

میں یہ منقطع ہی ہے

سنن أبي داود كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ فِي صَلَاةِ النَّهَارِ

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّلَاةُ مَثْنَى

مَثْنَى أَنْ تَشْهَدَ فِي كُلِّ رُكْعَتَيْنِ وَأَنْ تَبَاءَسَ وَتَمَسَّكَنَ وَتُقْنِعَ يَدَيْكَ
وَتَقُولَ اللَّهُمَّ اللَّهُمَّ فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہے اور ہر
دو رکعت کے بعد تشهد ہے اور عاجزی او مسکینی کا اظہار ہے اور
ہاتھوں کو دعاء کے لئے اٹھا اور کہ اے ہمارے اللہ اے ہمارے اللہ۔
پس جس نے ایسا نہ کیا پس وہ ناقص ہے۔

اس روایت میں عبد اللہ بن نافع بن العمیاء کا تفرد ہے امام بخاری
کہتے ہیں اس کی روایت صحیح نہیں ہے عصر حاضر کے
محقق شعیب الأرئوط اس کو ضعیف کہتے ہیں

سنن الترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی التخشع فی

الصلاة حدیث نمبر 351

عَنْ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةُ
مَثْنَى مَثْنَى تَشْهَدُ فِي كُلِّ رُكْعَتَيْنِ وَتَخْشَعُ وَتَضْرَعُ وَتَمَسَّكَنُ وَتَدْرَعُ
وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُولُ تَرْفَعُهُمَا إِلَى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِيْطُونِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُولُ يَا
رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهُوَ كَذَا وَكَذَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہے اور ہر
دو رکعت کے بعد تشهد ہے اور خشوع اور زاری اور عاجزی اور اللہ
تعالیٰ کی طرف وسیلہ پکڑنا ہے اور ہاتھوں کو دعاء کے لئے اٹھا اور
کہا کہ ہاتھوں کو اپنے رب کی طرف بلند کر اس طرح کہ ہتھیلیوں کا
رخ تیرے منہ کی طرف ہو اور کہ اے رب اے رب۔ اور جس نے ایسا
نہ کیا پس وہ ایسا ویسا ہے۔

اسکی سند میں بھی عبد اللہ بن نافع بن العمیاء ہے البانی اس کو
ضعیف کہتے ہیں

مسند أحمد مُسْنَدُ الشَّامِيِّينَ حَدِيثُ الْمُطَّلِبِ

حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمِيَاءِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ
الْمُطَّلِبِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصَّلَاةُ مَثْنَى مَثْنَى تَشْهَدُ
فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ وَتَبَاسٌ وَتَمَسْكُنُ وَتُقْنِعُ يَدَيْكَ وَتَقُولُ اللَّهُمَّ اللَّهُمَّ فَمَنْ
لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ صَلَاتُهُ خِدَاجٌ قَالَ نَعَمْ
فَقُلْتُ لَهُ مَا الْإِفْتِنَاءُ فَبَسَطَ يَدَيْهِ كَأَنَّهُ يَدْعُو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہے اور ہر
دو رکعت کے بعد تشهد ہے اور مسکینی کا اظہار ہے اور عاجزی ہے
اور ہاتھوں کو دعاء کے لئے اٹھا اور کہ اے ہمارے اللہ اے ہمارے
اللہ۔ پس جس نے ایسا نہ کیا پس وہ ناقص ہے۔ شعبہ فرماتے ہیں کہ
میں نے (عبد ربہ بن سعید سے) پوچھا کیا نماز ناقص ہے انہوں نے کہا
ہاں۔ (شعبہ فرماتے ہیں کہ) میں نے (عبد ربہ بن سعید سے) پوچھا کہ
“الْإِفْتِنَاءُ” سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے ہاتھوں کو پھیلا یا جیسے کہ
مانگنے کے لئے پھیلاتے ہیں۔

اس کی سند میں بھی عَبْدُ اللَّهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ الْعَمِيَاءِ ہے اور شعیب
الأرنؤوط کہتے ہیں ضعیف ہے

سنن الکبریٰ نسائی کی روایت ہے

مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الدُّعَاءِ دُبْرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا حَيُّوَةُ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ التُّجِيبِيَّ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُبَلِيُّ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ يَوْمًا ثُمَّ قَالَ «يَا مُعَاذُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ» فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَنَا وَاللَّهِ أُحِبُّكَ قَالَ ”أَوْصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَأَوْصَى بِذَلِكَ مُعَاذُ الصُّنَابِحِيُّ، وَأَوْصَى بِهِ الصُّنَابِحِيُّ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَوْصَى بِهِ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عُقْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ

معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا پھر کہا اے معاذ اللہ کی قسم میں تم سے محبت کرتا ہوں پس معاذ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے رسول اللہ میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی کہ اے معاذ میں وصیت کرتا ہوں کہ نماز کی دبر میں دعا نہ کرنا مگر ان الفاظ سے

اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اسکی سند صحیح ہے اور ”فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ“ کا مطلب ہے نماز کے بعد اور اس میں انفرادی دعا کا ذکر ہے نہ کہ اجتماعی دعا کا دعائیں کرنا عبادت ہے لہذا ان کو کیا جا سکتا ہے لیکن فرض نماز کے بعد خاص طور پر مستقلاً اجتماعی دعا کرنا صحیح حدیث میں نہیں آیا

نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا
من قرأ آية الكرسي عقب كل صلاة لم يمنعه من دخول الجنة
الا أن يموت» رواه النسائي
کیا یہ روایت صحیح ہے؟

جواب

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ.

أخرجه النسائي في “عمل اليوم والليلة”

وقال الهيثمي (10/ 102) رواد الطبراني في الكبير والأوسط بأسانيد،
وأحدها جيد. ا. هـ. وممن صحح هذا الحديث المزى، والذهبي،

والضياء، وابن عبد الهادي، وابن حجر وغيرهم

وعن أبي أمامة - رضي الله عنه - قال قال رسول الله - صلى الله

عليه وسلم -

“مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ”.

رواه النسائي (4)، والطبراني بأسانيد أحدها صحيح (5)، وقال شيخنا
أبو الحسن هو على شرط البخاري، وابن حبان، في كتاب الصلاة،
وصححه.

وعن الحسن بن علي - رضي الله عنهما - قال قال النبي - صلى

اللہ علیہ وسلم -

“مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبْرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرَى.”

رواه الطبراني بإسنادٍ حسنٍ

اس روایت کو البانی صحیح کہتے ہیں ابن حبان صحیح کہتے ہیں
بیشمی کہتے ہیں سند جید ہے

البابی کے بقول عمل یوم و لیلہ از نسائی میں سند صحیح ہے
أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَشْرِ بَطْرَسُوسٍ كَتَبْنَا عَنْهُ (قَالَ) أَحَدُنَا مُحَمَّدُ بْنُ
(حمير) قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ
إِلَّا أَنْ يَمُوتَ

الحافظ ابن حجر في تخريج أحاديث المشكاة غفل ابن جوزي فأورد
هذا الحديث في الموضوعات

ابن حجر کہتے ہیں اس کو موضوع کہنا ابن جوزی کی غفلت ہے
=====روایت کا انکار کرنے والے =====

شعيب الأرنؤوط مسند احمد میں ابو امامہ کی اوپر والی روایت پر

کہتے ہیں ضعیف ہے اس میں کذاب ہے

وأخرج الطبراني (7532) من طرق عن محمد بن حمير، عن محمد
بن زياد الألهاني، عن أبي أمامة قال قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ “مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ

الجنة إلا الموت". زاد في إحدى طرقه و (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) . قلنا
 وإسناد هذه الزيادة تالف، فيه محمد بن إبراهيم بن العلاء كذبه
 الدارقطني، وقال ابن عدي منكر الحديث، عامة
 أحاديثه غير محفوظة.

شعب ایمان میں علی سے مروی ہے محقق مختار أحمد الندوی
 کہتے ہیں ضعیف ہے
 أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ غَانِمِ بْنِ حَمُوَيْهِ بْنِ
 الْحُسَيْنِ بْنِ [ص 57] مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ
 الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الْقُرَشِيُّ، عَنْ نَهْشَلِ بْنِ
 سَعِيدِ الصَّبِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ حَبَّةِ الْعُرَيْبِيِّ، قَالَ
 سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَعْوَادِ الْمَنْبَرِ يَقُولُ " مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبْرَ
 كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعَهُ مِنْ دُخُولِهِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ، وَمَنْ قَرَأَهَا حِينَ يَأْخُذُ
 مَضْجَعَهُ أَمَّنَهُ اللَّهُ عَلَى دَارِهِ وَدَارِ جَارِهِ وَالدُّوَيْرَاتِ حَوْلَهُ " إِسْنَادُهُ
 ضَعِيفٌ

کتاب أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب از محمد بن
 محمد درویش کے مطابق
 أورده ابن الجوزي في الموضوع، وأنكر ابن حجر عليه ذلك وقال ابن
 القيم له عدة طرق كلها ضعيفة.

ابن جوزی اس کو موضوع روایت کہتے ہیں ابن حجر اس قول کا انکار کرتے ہیں اور ابن قیم کہتے ہیں کہ تمام طرق ضعیف ہیں جس طرق کو صحیح کہا گیا ہے اس میں مُحَمَّدُ بْنُ جَمِيرِ بْنِ اُنَيْسِ الْقُضَاعِيِّ ہے جو صحیح کا راوی ہے الذہبی اس کا ذکر سیر الاعلام النبلاء میں کرتے ہیں اس پر جرح و تعدیل کرنے کے بعد اسی ابو امامہ کی روایت کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ حجت نہیں ہے

قُلْتُ مَا هُوَ بِذَلِكَ الْحُجَّةِ، حَدِيثُهُ يُعَدُّ فِي الْحَسَنِ، وَقَدْ اَنْفَرَدَ بِأَحَادِيثَ، مِنْهَا مَا رَوَاهُ ابْنُ جَبَانَ فِي (صَحِيحِهِ) لَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ

عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ (مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ذُبِرَ كُلُّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ (3)).

اور تاریخ اسلام میں کہتے ہیں

قُلْتُ اَنْفَرَدَ بِحَدِيثِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ” مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ذُبِرَ كُلُّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ “.

اس میں اس کا تفرد ہے

الغرض روایت صحیح تو نہیں حسن کہی جا سکتی ہے اور یہ اس راوی کی غریب روایت ہے جس میں اس کا تفرد ہے ایک قلیل عمل پر کثیر نیکی والی روایات کو بہت سے لوگوں کو بیان کرنا چاہیے لہذا اس کا متن صرف ایک راوی کیوں بیان کر رہا ہے؟

* * *

دعا میں امین کہنا بدعت ہے؟

جواب

دعا کے بعد آمین کہی جا سکتی ہے

اس پر حسن سند ہے

صحیح ابن خزیمہ (1888) من طریق کثیر بن زید الأسلمی، عن

الولید بن رباح، عن أبي هريرة

أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ المنبر، فقال “آمِينَ، آمِينَ، آمِينَ”،

قيل له يا رسول الله، ما كنت تصنع هذا؟! فقال “قال لي جبريل رغم

أنف عبد أدرك أبويه أو أحدهما لم يدخله الجنة، قلت آمين. ثم قال

رغم أنف عبد دخل عليه رمضان لم يغفر له، فقلت آمين. ثم قال رغم

أنف امرئ ذكرت عنده فلم يصل عليك، فقلت آمين”. وإسناده

حسن.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ رہے تھے اور اس دوران تین

بار امین کہی

لوگوں نے پوچھا تو فرمایا جبریل نے کہا

اس کی ناک گرد آلود ہو جو والدین کو پائے اور جنت میں نہ جا

سکے میں بولا امین

اس کی ناک گرد آلود ہو جو رمضان کو پائے اور مغفرت نہ ہو - میں

بولا امین

اس کی ناک گرد آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ دورد نہ

پڑھے میں بولا امین

اس کی سند حسن ہے یعنی یہ ضعیف ہی روایت ہے البتہ اس سے دلیل لی گئی ہے

مسند احمد میں ہے سند کو صحیح کہا گیا ہے
 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ صَفْوَانَ
 (1) بِنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ - وَكَانَتْ تَحْتَهُ الدَّرْدَاءُ (2) - فَأَتَاهُمْ
 فَوَجَدَ أُمَّ الدَّرْدَاءِ فَقَالَتْ لَهُ أَتَيْدُ الْحَجَّ الْعَامَ؟ فَقَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَادْعْ لَنَا
 بِخَيْرٍ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ” إِنَّ دَعْوَةَ الْمَرْءِ
 الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهِ كَلَّمَ
 دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلِ ” قَالَ فَخَرَجْتُ إِلَى الشُّوقِ
 فَلَقَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَحَدَّثَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ
 (3)

جب کوئی مسلمان بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتے امین کہتے ہیں

دعا کے بعد امین کہنے پر امت کا عمل چلا آ رہا ہے تعامل کو قبول کیا جاتا ہے

دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

ابو داؤد کی حدیث تو ضعیف ہے لیکن اداب المفرد 609 میں صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر (رضی) اور ابن زبیر (رضی) دعا کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

جواب

عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ - وَهُوَ وَهْبٌ - قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَدْعَوَانِ،
يَدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الْوَجْهِ.

ضعیف الإسناد، فیہ محمد بن فلیح عن أبیہ، فیہما ضعف.

اس کو بھی ضعیف کہا گیا ہے

الجمع بین الصلاتین کرنا

عام دنوں میں جمع بین الصلاتین کرنے والی حدیث کیا

صحیح ہے؟

اسلام علیکم ورحمت اللہ

وعن ابن عباس قال رسول الله صلي الله عليه وسلم الظهر والعصر
جميعا بالمدينة في غير خوف ولا سفر. قال ابو الزبير فسالت سعيدا الم

فعل ذلك فقال سألت ابن عباس كما سألتني فقال ارادان لا يخرج

احد من امة. رواه مسلم ۷۰۵ / کیا کبھی کسی وجہ سے گھر پر بھی

جمع بین الصلاتین کرسکتے ہیں؟

جزاکم اللہ خیرا

جواب

اس بات کو ابن عباس سے صالح مولى التَّوَّامَةِ اور (ابو زبیر المکی

کی سند سے) سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ اور ابو الشَّعَثَاءِ روایت کرتے ہیں

اس بات کو بیان کرنے میں ابن عباس منفرد ہیں اس پر امت کا عمل

نہیں رہا ہے باقی اصحاب رسول اس کو صرف سفر یا حج میں بیان

کرتے ہیں

البتہ اہل تشیع آج تک اسی طرح نمازوں کو جمع کر رہے ہیں
خوارج میں الربیع سلیمان بن یخلف اسی کے قائل ہیں کہ جمع
الصلاَتین کیا جا سکتا ہے

اس کو القرآن فی الصلاة بھی کہا جاتا ہے
سعید بن جبیر کی روایت کے الفاظ ہیں کہ یہ جمع
فی غیر خوف ولا سفر
بلا خوف اور سفر تھا

اہل سنت کا اس روایت پر اختلاف ہے امام مالک کہتے ہیں یہ واقعہ
بارش کا ہے البزار کہتے ہیں کہ اس روایت میں مطر یا بارش بولنے میں
أصحاب الأعمش کا تفرد ہے الأعمش کوفہ کے شیعہ ہیں

نووی شرح مسلم میں کہتے ہیں

وَأَمَّا حَدِيثُ بَنِ عَبَّاسٍ فَلَمْ يُجْمَعُوا عَلَى تَرْكِ الْعَمَلِ بِهِ بَلْ لَهُمْ أَقْوَالٌ
مِنْهُمْ مَنْ تَأَوَّلَهُ عَلَى أَنَّهُ جَمَعَ بِعُذْرِ الْمَطَرِ وَهَذَا مَشْهُورٌ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ
الْكِبَارِ الْمُتَقَدِّمِينَ

جہاں تک ابن عباس کی حدیث کا تعلق ہے تو اس عمل کو ترک
کرنے پر اجماع نہیں ہے بلکہ اقوال ہیں جس میں اس کی تاویل ہے
کہ یہ جمع کرنا بارش کی وجہ سے تھا اور یہ کبار متقدمین میں مشہور
ہے

لب لباب یہ ہے کہ نماز جمع ہوئی لیکن علماء کی رائے میں یہ خاص
ہے ممکن ہے بارش ہوئی ہو البتہ کوفہ کے شیعہ محدث اعمش کہتے
ہیں بلا بارش جمع ہوئی

راقم کہتا ہے اگر طوفانی بارش ہو تو نماز کو جماعت سے ختم تک
کیا جا سکتا ہے

صحیح بخاری کی حدیث ہے
حدیث نمبر 666

حدثنا عبد الله بن يوسف، قال أخبرنا مالك، عن نافع، أن ابن عمر،
أذن بالصلاة في ليلة ذات برد وريح ثم قال ألا صلوا في الرحال. ثم قال
إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر المؤذن إذا كانت ليلة
ذات برد ومطر يقول ألا صلوا في الرحال.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا ، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام
مالک نے نافع سے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے
ایک ٹھنڈی اور برسات کی رات میں اذان دی ، پھر یوں پکار کر کہہ
دیا کہ لوگو ! اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو ۔ پھر فرمایا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سردی و بارش کی راتوں میں مؤذن کو حکم
دیتے تھے کہ وہ اعلان کر دے کہ لوگو اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ
لو ۔

لہذا بارش میں عمل تو نماز با جماعت ختم کرنے کا ہے ابن عباس
کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
تعلیم کی غرض سے یہ کیا کہ ایسا کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن اس کو
عموم نہیں کیا جیسا اہل تشیع نے اس کو کر دیا ہے
یہ فیصلہ حکومت کا ہے کہ وہ دیکھے کیا مسائل ہیں اور ان کی بنیاد
پر اس حکم کو ہنگامی صورت میں جاری کر سکتی ہے

چونکہ علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ہنگامی کیفیت میں ہی رہا لہذا بہت ممکن ہے کہ انہوں نے ان نمازوں کو جمع کر دیا ہو اور اب تک یہ روایت اہل تشیع میں چلی ا رہی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اس پس منظر میں معنی خیز ہے

فرض نماز کے فوراً بعد سنت اور نفل اسی مقام و جگہ پڑھنا کیسا ہے؟

گذشتہ امت اسلیے ہلاک ہوئیں کہ ایک جگہ فرض اور نفل ادا کیے؟

ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۴۴

پلیز وضاحت کر دیں جزاکم اللہ خیرا

جواب

یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے اس کی سند میں أشعث بن شعبۃ ہے جس کو ضعیف کہا گیا ہے البانی نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے قلت إسناده ضعيف (*) ، أشعث بن شعبۃ فيہ لین- کما قال أبو زرعة-

وقال المنذري ” في إسناده أشعث بن شعبۃ والمنهال بن خليفة، وفيهما مقال “ .

إسناده حدثنا عبد الوهاب بن تجدة ثنا أشعث بن شعبۃ. قلت وهذا إسناده ضعيف، علته أشعث هذا، قال أبو زرعة

”لين الحديث“. والأزدي
”ضعيف“

وذكره ابن حبان في ”الثقات“، وفي سوالات الآجري عن أبي داود
”أشعث بن شعبة ثقة“. وقال الحافظ في ”التقريب“
”مقبول“. يعني عند المتابعة؛ وإلا فلين الحديث؛ كما نص عليه في
المقدمة.

وأعله المنذري في ”مختصره“ (1/461) بأشعث والمنهال كما تراه
أعلاه.

البتة اس کی ایک دوسری سند ہے جس کو البانی نے صحیح کہا ہے
فإنما هلك أهل الكتاب أنه لم يكن لصلاتهم فصل
قلت وهذا إسناد صحيح على شرط مسلم، وجهالة الصحابي لا تضر.
وأخرجه أبو يعلى في ”مسنده“ (13/107/7166) من طريق أخرى
عن

محمد بن جعفر ... به.

وتوبع شعبة؛ فقال عبد الرزاق في ”المصنف“ (2/432/3973) عن
عبد الله

ابن سعيد قال أخبرني الأزرق بن قيس ... به؛ إلا أنه قال
”صدق ابن الخطاب“.

وإسناده صحيح أيضا عبد الله بن سعيد هو ابن أبي هند الفزاري، من
رجال

الشيخين، وذكره المزي في شيوخ عبد الرزاق.

والحدیث مخرج فی "الصحیحة" برقم (3173) .

مسند ابو یعلیٰ کی سند جس کو البانی نے صحیح کہا ہے وہ یہ ہے
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَزْرَقِيِّ بْنِ
 قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ
 يُصَلِّي، فَرَأَاهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ بِأَنَّهُ لَمْ
 يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَضْلٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَحْسَنَ
 ابْنُ الْخَطَّابِ»

اس میں رجل من اصحاب النبی مجهول ہے
 بعض لوگوں نے دعویٰ کیا کہ وہ صحابی ہیں لیکن محدثین نے انکار
 کیا کہ انہوں نے صرف دیکھا ہے سنا نہیں لہذا ان کی روایت رد کر
 دی گئی اور منقطع قرار پائی لیکن متاخرین نے اس بات کو بدل دیا
 یہاں تک کہ کہا رجل من اصحاب النبی کو لے لیا جائے
 راقم کے نزدیک یہ طرق ضعیف ہے

متنا یہ الفاظ ایک دوسری سند میں بھی ہیں
 لَا تُوَصَّلُ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى تَخْرُجَ أَوْ تَتَكَلَّمَ
 ایک نماز کو دوسری نماز نہ ملاو یہاں تک کہ باہر نکلو یا بات کرو

مسند احمد میں ہے سند مسلم کی شرط پر ہے
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ
 عَطَاءٍ بْنِ أَبِي الْخُوَارِ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، ابْنِ

أُخِيتِ نَمْرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ نَعَمْ،
 صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي،
 فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ، فَقَالَ لَا تُعَدُّ لِمَا فَعَلْتَ. إِذَا صَلَّيْتَ
 الْجُمُعَةَ، فَلَا تَصَلِّهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَخْرُجَ أَوْ تَكَلَّمَ (1)، فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذَلِكَ، أَنْ ” لَا تُوصِلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ (2) حَتَّى
 تَخْرُجَ أَوْ تَكَلَّمَ ”

شعيب الأرنؤوط نے اس کو صحیح کہا ہے

صحیح مسلم میں بھی ہے

أَنْ لَا تُوصِلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى تَخْرُجَ أَوْ تَكَلَّمَ

الغرض روایت متن پر صحیح ہے کہ ایک نماز کو دوسری نماز سے نہ

ملاو

پتلوں میں نماز پڑھنا صحیح ہے؟

لا يصلي احدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقه منه شيء

Trouser

کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے نماز میں عمامہ پہنامستحب

ہے؟

جزاكم الله خيرا

جواب

نماز میں لباس کی شرط میں ہے جو حدیث میں ہے

لا يصلي احدكم في الثوب الواحد ليس على عاتقه شيء)) (صحیح

البخاري 'الصلاة' باب اذا صلي في الثوب الواحد فليجعل علي عقبيه
 ح ۳۵۹ وصحيح مسلم 'الصلاة' باب في الثوب الواحد' ح ۵۱۶)
 "تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس
 کے کندھوں پر کوئی چیز نہ ہو
 یعنی تہبند میں اس طرح نماز پڑھنا کہ ناف سے اوپر لباس کا کوئی
 حصہ نہ ہو تو اس سے نماز نہیں ہو گی لیکن اگر تہبند کے کناروں
 کو موندھوں تک لے جایا جائے کہ ستر بھی ہو اور کندھے دھک
 جائیں تو صحیح ہے

پتلون کے ساتھ نماز پڑھنا صحیح ہے لیکن اس میں جسم پر صرف
 پتلون کے علاوہ بھی کوئی چیز ہونی چاہیے جس سے کندھے ڈھک
 جائیں

عمامہ زائد ہے اس کی ضرورت نہیں ہے
 دور نبوی میں لوگ غریب تھے کپڑا بھی کم تھا اس لئے یہ مسائل تھے
 ظاہر ہے جو صرف ایک تہبند میں ہی گزارا کر رہے ہوں وہ عمامہ کیوں
 باندھیں گے

نماز میں غلطی کرنا

نماز میں غلطی کرنے پر سجدہ سہو کا کیا طریقہ ہے؟

جواب

اس کا طریقہ جو صحیح بخاری میں روایات میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے

کہ جو غلطی کی ہے اس کو نماز میں ادا کرے مثلاً سجدہ کرنا بھول گیا کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو واپس سجدے میں جائے اور باقی نماز کا اعادہ کرے پھر سلام پھیرنے سے پہلے یا بعد میں دو سجدے کرے

**اگر نماز پڑھ لی تو سجدہ سہو کر سکتے ہیں؟
جگہ چھوڑ دی یا بات بھی کر لی اور پھر یاد آیا یا کسی نے بتایا غلطی ہوئی ہے تو کہ غلطی ہوئی ہے**

جواب

اس صورت میں غور طلب ہے کہ کیا غلطی ہوئی - اگر فرض رہ گیا یعنی فاتحہ نہیں پڑھی یا رکوع، سجدہ، تشهد نہیں کیا تو نماز سرے سے ہی نئی پڑھنی ہو گی - اگر کوئی سنت عمل چھوڑ دیا مثلاً سجدے میں تسیحات یا فاتحہ کے بعد والی سورت تو اس پر سجدہ سہو کیا جا سکتا ہے

اگر چار رکعات ظہر یا عصر کی نماز تھی لیکن دو پر سلام پھیر دیا تو اس میں ہے کہ مزید دو پڑھ کر سلام پھیر دے

مسبوق کی نماز کس طرح ہو گی؟

جواب

جو شخص مقتدی ہو اور نماز میں دیر سے شامل ہوا کہ اس کی پہلی رکعت کا قیام نکل چکا تھا تو یہ شخص مسبوق کہلاتا ہے -

احناف کے نزدیک اس کو اگر رکوع ملا تو اس کو رکعت نہیں
 ملی لیکن غیر مقلدین کہتے ہیں اس کو رکعت مل گئی۔ راقم کے
 نزدیک قیام ملنا ضروری ہے

اگر پہلی رکعات کا قیام نہیں ملا تو امام کے سلام پھیرتے وقت
 سلام نہ پھیرے - اس کے بعد کھڑے ہو کر پہلے فاتحہ اور سورت
 پڑھے پھر باقی رکعت پوری کرے اور قعدہ اخیرہ کرے

اگر شروع کی دو رکعات کا قیام چھوٹ گیا تو امام کے سلام
 پھیرتے وقت سلام نہ پھیرے - اس کے بعد کھڑے ہو کر نماز پوری
 کرے اور سورہ فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر پڑھے ، اور اسی طرح
 باقی نماز اور پھر قعدہ اخیرہ کرے

اگر عصر و ظہر شروع کی تین رکعات کا قیام چھوٹ گیا تو امام
 کے سلام پھیرتے وقت سلام نہ پھیرے - اس کے بعد کھڑے ہو کر
 نماز پوری کرے کہ پہلی رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ کرے ، پھر
 کھڑے ہو کر دوسری اور تیسری رکعت ادا کرے اور اور قعدہ اخیرہ
 کرے

اگر مغرب کی تمام تین رکعات کا قیام چھوٹ گیا تو امام کے
 سلام پھیرتے وقت سلام نہ پھیرے - اس کے بعد کھڑے ہو کر نماز
 پوری کرے کہ دو رکعتوں میں جہر سے تلاوت کرے پھر قعدہ کرے
 اور تیسری رکعت ادا کرے جس میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور
 قعدہ اخیرہ کرے

اگر تمام چار رکعات کا قیام چھوٹ گیا تو امام کے سلام پھیرتے وقت سلام نہ پھیرے - اس کے بعد کھڑے ہو کر نماز پوری کرے یعنی دو رکعات پھر قعدہ اور پھر دو رکعات اور قعدہ اخیرہ کرے نوٹ اگر عصر و ظہر تھیں تو سری قرات ہو گی اگر مغرب عشاء تھیں تو شروع کی دو رکعات کے لئے جہری قرات ہوں گی

اگر امام پانچویں رکعت میں ہو تو کیا کرے؟

امام اگر صلوٰۃ بالجماعت کے دوران سہوا پانچویں رکعت میں کھڑا ہو جائے اور مقتدی لقمہ دے تو امام کیا پانچویں رکعت پوری کریگا یا چوتھی رکعت کے تشہد میں بیٹھے گا؟

جواب

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعت پڑھا دیں پھر نماز کے بعد معلوم ہوا کہ پانچ پڑھا دی ہیں
 أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظہر خمسًا ، فلما سلّم قیل له
 أزیّد فی الصلاۃ؟ قال وما ذاک؟ قالوا صلّیت خمسًا . فسجد
 سجدتین . وفي روايةٍ أنه صلّى بهم خمسًا
 یہ حدیث وہ ہے جس میں خود نبی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ پانچویں
 رکعت پڑھا رہے ہیں - نماز کے بعد معلوم ہوا
 اگر امام کو احساس ہو جائے کہ وہ پانچویں رکعت میں ہے تو اس کو
 چھوڑ تشہد کرے

اگر دوران نماز امام کو حدث ہو جائے تو کیا کرے؟

جواب

امام پیچھے آئے اور کسی مقتدی کو آگے کر دے - پھر امام وضو کرے

اسی دوران باقی سب نماز مکمل کریں

نماز میں امام پیچھے آئے وقت سبحان الله يا الحمد لله کہہ سکتا ہے مثلاً حدیث میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت کرتے ہوئے نماز میں پیچھے آگئے

عن سهل بن سعد الساعديّ: أنّ رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم ذهب إلي بني عمرو بن عوف ليصلح بينهم، فحانت الصلاة، فجاء المؤذن إلي أبي بكر، فقال: أتصلي للناس فأقيم؟ قال: نعم، فصلّي أبوبكر فجاء رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم والناس في الصلاة، فتخلّ رضي الله عنه حتّي وقف في الصّفّ، فصفّق الناس، وكان أبوبكر لا يلتفت في صلاّته فلما أكثر الناس التّصفيق إلتفت فرأى رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم، فأشار إليه رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم: "أن امكث مكانك" فرفع أبوبكر رضي الله عنه يديه، فحمد الله عليّ ما أمره به رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم من ذلك، ثمّ استأخر أبوبكر رضي الله عنه حتّي استوي في الصّفّ، و تقدّم رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم فصلّي، فلما انصرف قال: "يا أبا بكر، ما منعك أن تثبت إذ أمرتك". فقال أبوبكر: ما كان لإبن أبي قحافة أن يصلّي بين يدي رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم

سہل بن سعد ساعدی روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی عمرو و بن عوف کے ہاں تشریف لے گئے تاکہ اُن (کے کسی تنازعہ) کی صلح کرا دیں۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اگر آپ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں اقامت کہہ دوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! پس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے۔ تو اسی دوران رسول اللہ واپس تشریف لے آئے اور لوگ ابھی نماز میں تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفوں میں داخل ہوتے ہوئے پہلی صف میں جا کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے تالی کی آواز سے ابو بکر کو متوجہ کرنا چاہا۔ مگر چونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حالتِ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہوتے تھے اس لئے ادھر متوجہ نہ ہوئے۔ پھر جب لوگوں نے بہت زور سے تالیاں بجائیں تو آپ رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں (یعنی ابو بکر صدیق کو) اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور اللہ رب العزت کی حمد بیان کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کا جو حکم فرمایا اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے پٹے اور صف میں مل گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ادھر متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”اے ابو

بکر! جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو کس چیز نے تمہیں اپنی جگہ پر قائم رہنے سے منع کیا۔“ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ ”ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔“

1. بخاری، الصحيح، 1، 242، کتاب الجماعة والامامة، رقم : 652
2. مسلم، الصحيح، 1 : 316، کتاب الصلاة، رقم : 421
3. نسائي، السنن، 2 : 82، کتاب الامامة، رقم : 793
4. نسائي، السنن، 3 : 3، کتاب السهو، رقم : 1183
5. ابو داؤد، السنن، 1 : 247، کتاب الصلوة، رقم : 940
6. ابن حبان، الصحيح، 6 : 35، رقم : 2260
7. مالک، المؤطا، 1 : 163، رقم : 390
8. احمد بن حنبل، المسند 5 : 332، رقم : 22867
9. ابن خزيمه، الصحيح، 3 : 58، رقم : 1623

نماز قضاء

بعض کے نزدیک جہاز یا کشتی یا گاڑی میں فرض صلوة قبلہ کی طرف منہ کر کے شروع کرنا فرض ہے ورنہ صلوة نہ ہو گی؟

صلوة میں جو باقی رکعتیں بچی اس دوران بھلے ڈائریکشن چینج ہو جائے لیکن شروع قبلہ کی طرف منہ کر کے کرنا لازمی ہو گا وضاحت درکار ہے جزاک اللہ۔

جواب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف زمینی سفر کیا ہے اس لئے زمین پر معلوم ہے کہ سواری سے اتر کر نماز مفروضہ پڑھی جاتی تھی اور نفل سواری پر کیا جاتا تھا

سمندری جہاز میں جہاز کو اس طرح روکنا ہر وقت ممکن نہیں ہے لہذا اسی پر نماز ہو گی اور قبلہ رخ ہو گی کشتی میں قبلہ رخ کرنے کی ضرورت نہیں لہذا میرے نزدیک اگر سفر ۲۴ گھنٹوں کے اندر کا ہے تو ہوائی جہاز یا کشتی سے اتر کر تمام مفروضہ نمازیں ایک کے بعد پڑھی جائیں جس طرح قضا ادا کی جاتی ہیں

**قضاء نماز کے بارے میں احادیث میں کیا احکامات ہیں؟
کیا زندگی میں رہ جانے والی نمازوں کو شمار کر کے پھر انہیں ادا کرنے کی کوئی صحیح حدیث ہے؟**

جواب

قضا نماز ایک ہی دن میں ہو گی یعنی وہ نماز پہلے پڑھی جائے گی جو رہ گئی مثلاً فجر کی نماز رہ گئی یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوا تو پہلے اقامت کہہ کر نماز فجر ہو گی پھر اقامت کہہ کر نماز ظہر ہو گی

اسی طرح اگر دو نمازیں فجر و ظہر رہ گئیں تو پہلے فجر پھر ظہر پر عصر ہو گی

دن بدلنے کی صورت میں یہ تمام نمازیں اب نہیں پڑھی جا سکتیں
لہذا ان پر توبہ کرنی ہو گی
قضائے عمری کا کوئی تصور احادیث میں نہیں ہے

باب ۴ نماز قصر

نماز قصر کیسے کریں؟

جواب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ دن تبوک میں رہے اور ۱۷ دن مکہ میں رہے اس دوران نمازوں کو قصر کیا - قصر یعنی کم کیا۔ نماز قصر میں سوائے مغرب کی تین رکعات کے باقی فرض نمازوں میں صرف دو رکعات پڑھے جائیں گے یعنی ظہر اور عصر اور عشاء دو رکعات۔ اگر ایک مقام پر رکنے کی نیت ہو جو ۲۰ دن یا ایک ماہ سے اوپر ہو تو پھر آپ پر مقیم کا حکم لگے گا ورنہ مسافر کا - اس میں مسافر کے اپنے اجتہاد کی گنجائش ہے - کتنے فاصلے سے مسافر کا حکم لگے گا اس پر چند روایات ہیں

مصنف عبد الرزاق میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَقْبَلَ عَن أَرْضِهِ يُرِيدُ الْبَصْرَةَ، وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ الْبَصْرَةَ ثَلَاثَةُ أَمْيَالٍ - أَوْ ثَلَاثُ فَرَاسِخَ

ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ نَعَى كَمَا فِي مِثْلِهَا أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَقْبَلَ عَن أَرْضِهِ يُرِيدُ الْبَصْرَةَ، وَبَيْنَهَا وَبَيْنَ الْبَصْرَةَ ثَلَاثَةُ أَمْيَالٍ - أَوْ ثَلَاثُ فَرَاسِخَ

تھا اور ہم بصرہ کی طرف جا رہے تھے اور ہمارے اور بصرہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ تھا یا تین فرسخ کا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْمٍ، عَنِ الْجَرِيرِيِّ، عَنِ أَبِي الْوَرْدِ، عَنِ اللَّجْلَاجِ، قَالَ

«كُنَّا نَسَافِرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَنَسِيرُ ثَلَاثَةَ أَمْيَالٍ فَيَتَجَوَّزُ فِي الصَّلَاةِ وَيَقْصُرُ»

اللَّجَلَجِ نئے کہا ہم نے عمر بن خطاب کے ساتھ سفر کیا تین میل کا اور ہم نے جواز لیا نماز قصر کرنے کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں نماز قصر کی ہے - مسند الشافعی ح ۵۲۲ کے مطابق منی، ثلاثہ أمیال من مکة کے فاصلے پر ہے، جو عصر حاضر کے حساب سے ۷ کلو میٹر یا ۴.۳ میل بنتا ہے اس طرح دور نبوی کا میل آج کے میل سے ۱.۴۳ میل بڑا ہے - بہر حال آجکل کے سات کلو میٹر دور شہر سے باہر نکلنے پر نماز قصر کر سکتے ہیں - روایات میں ہے کہ انس نے خبر دی کہ رسول اللہ نے حجة الوداع میں ذي الحليفة میں نماز قصر کی جو مسجد النبی سے ۱۲ کلو میٹر دور ہے

بعض لوگوں کے اقوال ہیں لیکن وہ بلا دلیل ہیں²

مسافر سفر میں مقیم امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا کیونکہ مقیم مکمل نماز پڑھے گا لیکن مسافر پر قصر واجب ہے - مسافر کا امام مسافر ہی بنے گا

مسافر جمع بین الصلاتین کر سکتا ہے یعنی ظہر کو عصر سے ملا دے گا اور مغرب کو عشاء سے - یہ مستحب ہے

² بعض کا کہنا ہے مسافر وہ شخص ہے جو کم از کم چون (54) میل (82 کلومیٹر) مسافت کے ارادے سے اپنے علاقے سے باہر سفر پر روانہ ہو چکا ہو - اس قول پر شرع میں کوئی نص نہیں ہے

سفر میں نوافل کی تعداد اور وتر کیسے پڑھے جائیں؟

جواب مسافر سفر میں فرض نماز سواری سے اتر کر پڑھے گا لیکن نفل سواری پر پڑھ سکتا ہے - آجکل جو ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں ان کو بھی نماز ایئر پورٹ پر پڑھنی چاہیے نہ کہ جہاز میں ترمذی نے حدیث دی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر دو رکعت پڑھی اور اس کے بعد دو رکعت نفل ادا کیے ، عصر کے بعد کوئی نفل نہ پڑھے اور مغرب کے بعد بھی دو رکعت نفل پڑھے - یعنی سفر میں نوافل کی تعداد ۱۲ نہیں ہیں جو مقیم پڑھتے ہیں

صحیح بخاری میں ہے

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری ہی پر رات کی نماز اشاروں سے پڑھ لیتے تھے خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشاروں سے پڑھتے رہتے مگر فرائض اس طرح نہیں پڑھتے تھے اور وتر اپنی اونٹنی پر پڑھ لیتے

سفر میں قضا بھی اسی نماز کی ہو گی جو اس سے پہلے گزری - حدیث میں ہے کہ سفر میں فجر قضا ہونے پر اشراق کے وقت ادا کی گئی یعنی ظہر سے پہلے پہلے - یعنی جو نمازیں مسافر پر رہ گئیں ان کو اسی ترتیب میں پڑھ لیا جائے

باب ۵ نماز جنازہ

نماز جنازہ کا طریقہ

میت کو امام کے سامنے رکھا جائے گا - امام قیام کرے گا نہ رکوع کرے گا نہ سجدہ نہ قرات قرآن

پہلی تکبیر کے بعد امام حمد پڑھے گا - مقتدی بھی پڑھے گا
 سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، تَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلَا إِلَهَ
 غَيْرُكَ

دوسری تکبیر میں امام اور مقتدی رفع الیدین کیے بغیر درود پڑھے
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ،
 وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى
 آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ
 مَجِيدٌ

پھر ہاتھ اٹھائے بغیر تیسری تکبیر کہے دعائے مغفرت کرے -

اس میں آواز بلند کر سکتا ہے جیسا احادیث سے معلوم ہے
 اللَّهُمَّ، عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ،
 وَأَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي
 إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا
 تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (روایت ابو ہریرہ موطا امام مالک)

اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے اور تیری بندی کا بیٹا ہے یہ گواہی دیتا ہے کہ تو الہ ہے تیرے سوا کوئی الہ نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے رسول ہیں اور تو اس کو جانتا ہے اگر یہ محسن تو اس پر احسانات میں اضافہ کر اور اگر برائیاں کرنے والا تھا تو اس کی برائیوں سے درگزر کر - اے اللہ اس کا اجر اس پر حرام مت کر اور نہ اس کے بعد ہم کو فتنہ میں کر،

یہ دعا علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے
 اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَحْيَائِنَا وَأَمْوَاتِنَا، وَأَلْفِ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا،
 وَاجْعَلْ قُلُوبَنَا عَلَى قُلُوبِ أَحْيَارِنَا، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اللَّهُمَّ
 أَرْجِعْهُ إِلَى خَيْرٍ مِمَّا كَانَ فِيهِ، اللَّهُمَّ عَفْوِكَ (مصنف عبد الرزاق)
 اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کی مغفرت کر اور ہمارے دلوں میں الفت ڈال اور ہمارے درمیان اصلاح کر اور ہمارے دلوں کو ہمارے دوستوں جیسا کر - اے اللہ اس کی مغفرت کر - اس پر رحم کر - اس کو خیر جو ہے اس پر لوٹا دے - اس کو معاف کر صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ ہیں جس میں جسب ضرورت تبدیلی کی جا سکتی ہے

اللَّهُمَّ اغْفِرْ هَذِهِ الْمُسْلِمَ (المسلمة) وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ
 وَاخْلُفْهُ فِي عَقْبِهِ فِي الْعَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ
 فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ
 اے اللہ اس مسلم کو معاف فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا

درجہ بلند فرما اور باقی لوگوں میں سے اس کا جانشین مقرر فرمایا
رب العالمین ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر میں اس
کے لئے کثادگی فرما اور اس میں اس کے لئے روشنی فرما۔
پھر چوتھی تکبیر بغیر ہاتھ اٹھائے کہے اور آخر میں نماز کی طرح
اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہے یعنی دائیں بائیں سلام پھیر دے۔

کیا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ یا قرات ہے ؟

جواب

جنازہ میں قرات نہیں ہے یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے یہ اکابر صحابہ ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی اس کی سند صحیح بخاری اور مصنف عبد الرزاق میں ہے

6427

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جِنَازَةِ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ «إِنَّهُ مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ أَوْ إِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ

لیکن یہ روایت جہاں بھی آتی ہے اس میں سعد بن ابراہیم کا تفرد ہے جن کی اصحاب رسول میں کسی سے ملاقات نہیں ہے

سير الاعلام النبلاء از الذهبي میں ہے

قَالَ يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ، قِيلَ لَهُ سَعْدُ بْنُ

إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ؟

قَالَ لَيْسَ فِيهِ سَمَاعٌ.

ثُمَّ قَالَ لَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ.

يَعْقُوبُ بْنُ شَيْبَةَ نے کہا علی المدینی نے کہا سعد بن ابراہیم کی

کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی

سعد بن ابراہیم مدینہ کے ہیں لیکن وہاں انہوں نے روایت نہیں کیا

علی المدینی نے کہا
كَانَ سَعْدُ بْنُ إِبرَاهِيمَ لَا يُحَدِّثُ بِالْمَدِينَةِ، فَلِذَلِكَ لَمْ يَكْتُبْ عَنْهُ أَهْلُهَا،
وَمَالِكٌ لَمْ يَكْتُبْ عَنْهُ

سعد نے مدینہ میں روایت نہیں کیا ان کے گھر والوں نے ان سے نہ
لکھا امام مالک نے بھی نہ لکھا

سفیان بن عیینہ اور شعبہ نے ان سے لکھا ہے
سوال ہے کہ سعد نے اپنے شہر میں روایات بیان کیوں نہیں کیں یہاں
تک کہ امام مالک جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں

المنتقى من السنن المسندة از ابن جارود میں ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ،
عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ التَّيْمِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَرَأَ عَلَيَّ جَنَازَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ وَجَهَرَ بِالْقِرَاءَةِ وَقَالَ «إِنَّمَا جَهَرْتُ
لِأَعْلَمَكُمُ أَنَّهَا سُنَّةٌ، وَالْإِمَامُ كَفَّهَا»

لیکن یہاں سفیان ثوری ہیں مدلس کا عنعنہ ہے
خود سفیان ثوری اس روایت پر عمل نہیں کرتے - سنن ترمذی میں ہے
کہ سفیان جنازہ کی نماز میں قرات نہیں کرتے تھے صرف حمد و ثنا
کرتے تھے - معلوم ہوا یہ روایت سفیان کے نزدیک خود قابل قبول نہیں
ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ

عَلَى جِنَازَةٍ وَجَهَرَ، وَقَالَ «إِنَّمَا فَعَلْتُهُ لِتَعْلَمُوا أَنَّ فِيهَا قِرَاءَةً»

ابن عجلان نے کہا سعید المقبری نے کہا کہ ابن عباس نے جنازہ پڑھا اور اس میں جہر سے قرات کی اور کہا میں نے یہ کیا کہ تم کو معلوم ہو کہ اس میں قرات ہے

امام مالک نے کہا ابن عجلان کو حدیث کا علم نہیں ہے ابن عجلان اہل مدینہ میں سے ہیں

الإصابة في تمييز الصحابة از ابن حجر میں ہے قال الحاكم مالك هو الحكم في حديث المدنيين

امام حاکم نے کہا - امام مالک حکم ہیں اہل مدینہ کی حدیث پر اب علت یہ ہے کہ امام مالک نے اس روایت کو چھوڑ کر سعید المقبری کی موطا میں وہ روایت لکھی ہے جس میں قرات کا ذکر نہیں ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني کی سند ہے
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ، فَقَالَ ” أَنَا لَعَمْرِ اللَّهِ أُخْبِرُكَ، أَتْبَعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ، فَحَمِدْتُ اللَّهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ، ثُمَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ، عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَرِّدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ “، قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لَا قِرَاءَةَ عَلَى الْجِنَازَةِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

امام مالک نے سعید المقبری سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جنازہ پر نماز کیسے پڑھیں؟ ابو ہریرہ نے کہا لعمر اللہ میں اس کی خبر دیتا ہوں میت کے اہل کے ساتھ ہوں گے پس جب رکھیں تو اللہ کی تکبیر و حمد کہیں اور نبی پر درود پھر کہیں

اللَّهُمَّ، عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَرِّدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَقْتِنَّا بَعْدَهُ

امام محمد نے کہا یہ قول ہم لیتے ہیں کہ جنازہ پر قرات نہیں ہے اور یہی قول ابو حنیفہ رَحِمَهُ اللَّهُ کا ہے

ایک روایت مستدرک میں شرحبیل بن سعد کی سند سے ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيه، ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيِّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، ثنا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ، حَدَّثَنِي شَرْحِبِيلُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ عَبَدَ اللَّهُ بْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى بِنَا عَلِيٍّ جِنَازَةَ بِالْأَبْوَاءِ وَكَبَّرَ، ثُمَّ قَرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ رَافِعًا صَوْتَهُ بِهَا، ثُمَّ صَلَّى عَلَيَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

لیکن شرحبیل بن سعد بہت ضعیف ہے یہاں تک کہ مورخین نے بھی اس کو چھوڑ دیا

قال يحيى القطان سئل محمد بن إسحاق عنه فقال نحن لا نرؤى عنه شيئاً

بعض اہل حدیث مثلاً ابو جابر دمانوی نے اپنی کتاب نماز جنازہ کا مسنون طریقہ میں کہا ہے کہ قرات کی روایت اصحاب رسول میں اور

بھی بیان کرتے ہیں پھر دلیل دی کہ مصنف عبد الرزاق میں ابو امامہ بن سہل بن حنیف کی روایت ہے اور ان صاحب کو رضی اللہ عنہ لکھ کر دھوکہ دیا گیا کہ یہ کوئی صحابی ہو صحیح یہ ہے کہ ان کا سماع رسول اللہ سے نہیں اور جس روایت کا حوالہ دیا وہ مصنف عبد الرزاق میں ہے

أَبَا أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ «السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُكَبَّرَ، ثُمَّ يَقْرَأَ بِأَمِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ، وَلَا يَقْرَأَ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى، ثُمَّ يُسَلِّمَ فِي نَفْسِهِ عَنِ يَمِينِهِ» ،

اس میں ابو امامہ نے اس کو سعید المسیب کا قول نقل کیا ہے نہ کہ حدیث رسول اور آخر میں امام ابن المسیب کا قول ہے کہ امام سیدھی جانب سلام پھیرے گا

مسند الشافعی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ مُوسَى بْنِ وَرْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى عَلَى الْجَنَائِزِ.

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھی اس کی سند میں موسیٰ بن وردان ہے جس کو ابن معین نے ضعیف اور ابن عدی نے کمزور قرار دیا ہے

مسند حمیدی اور طبرانی کی روایت میں سہل بن عتیک الأنصاری

رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز کا ذکر ہے کہ اس میں فاتحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی لیکن اصحابہ از ابن حجر نے حمیدی کی روایت ہے وأخرج من طريق الحميدي، عن يحيى بن يزيد بن عبد الملك النوفلي، عن أبي عبادَةَ الرُّقِيِّ، عن ابن شهاب، عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة، عن ابن عباس- أن رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم لما أتى بجنازة سهل بن عتيك كَبَّرَ عليها أربعاً، وقرأ بفاتحة الكتاب.

[وقال وقفه محمد بن الحسن وضحاك، وقاله عن يحيى- وهو غريب من حديث الزُّهري، لا يعرف إلا من هذا الوجه ميزان الاعتدال میں ہے

يحيى بن يزيد بن عبد الملك النوفلي المدني. قال أبو حاتم منكر الحديث، لا أدري منه أو من أبيه.

اور طبرانی کی روایت پر ابن حجر کہا فَإِنَّ الطَّبْرَانِي أَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيقِ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَلَكِنْ لَا ذَكَرَ فِيهِ لِابْنِ عَتِيكَ، وَلَا لِرَفْعِ الْحَدِيثِ، بَلْ هُوَ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ شَاذٌّ مِنْ حَيْثُ السَّنَدُ، فَإِنَّ الْمَحْفُوظَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا مَا رَوَاهُ يُونُسُ وَشَعِيبٌ عَنْهُ عَنِ أَبِي أَمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْقُوفًا. وَمِنْ رِوَايَةِ الزُّهْرِيِّ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ مَوْقُوفًا أَيْضًا ابْنِ عَبَّاسٍ كِي رِوَايَةِ شَاذٍّ هُوَ أَوْ مَحْفُوظٍ وَهُوَ جَوْابُ أَمَامَةَ نَزَّ رِجَالُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ سَرَّ رِوَايَةَ كِي هُوَ

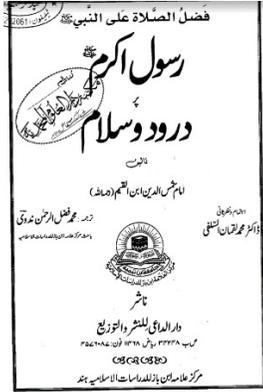
راقم کہتا ہے کہ ابو امامہ نے اصلا ابن المسیب سے اس کو سنا ہے
ابن حجر نے لکھا ہے کہ الضحاك بن قيس الفهري نے بھی اس کو
موقوف روایت کیا ہے

کتاب جامع التحصيل کے مطابق ابی حاتم اور ابن عبد البر کے
مطابق یہ صحابی نہیں ہے

اسی طرح حبيب بن مسلمة الفهري پر بھی اتفاق نہیں ہے کہ واقعی
صحابی ہیں یا نہیں

سنن الكبرى البيهقي میں ہے
أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي
أُمَامَةَ أَنَّهُ قَالَ «إِنَّ السُّنَّةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ أَنْ يُقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ
الْأُولَى بِأَمِّ الْقُرْآنِ مُحَافَتَةً ثُمَّ يُكَبَّرُ ثَلَاثًا وَالتَّسْلِيمِ عِنْدَ الْآخِرَةِ»

ابی امامہ سهل نے کہا جنازہ میں قرات ہے
لیکن یہ صحابی نہیں اور یہ انہوں نے ابن المسیب کا قول بیان کیا ہے
فقہاء امام احمد اور امام الشافعی نے ان ضعیف روایات سے دلیل لے
کر جنازہ کی نماز میں فاتحہ کا حکم کیا ہے البتہ امام مالک اور امام
ابو حنیفہ نے قرات سے منع کیا ہے - احناف نے موطا کی روایت کو
ترجیح دی ہے جس میں صرف حمد ہے - آجکل اہل حدیث کی
جانب سے اس روایت کا ترجمہ بدلا جاتا ہے مثلاً لقمان سلفی
نے کتاب میں ترجمہ میں اپنا مسلک نقل کیا ہے



ابوسعید مہقری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے صحابی رسول ﷺ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ”نماز جنازہ کس طرح ادا کرنی چاہئے؟“ تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں تم کو اس کا طریقہ بتاؤں گا اس لئے کہ میں نماز جنازہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ شریک ہوا ہوں جو سند کی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے تو میں اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہوں (اللہ اکبر کہتا ہوں) پھر اس کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں (سورۃ فاتحہ پڑھتا ہوں) اس کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھتا ہوں، پھر میں میت کے حق میں اس طرح دعا کرتا ہوں (اللهم ابنہ عبدک وابن عبدک وابن امتک، کان یشہدان لا إله إلا أنت، وأن محمداً عبدک ورسولک، وأنت أعلم بہ، اللهم إن کان محمداً فزدہ فی إحصانہ، وإن کان مسیئاً فتجاوز عن سئیاتہ، اللهم لاتحرمنا أجرہ ولا تقننا بعدہ) (۲) اے اللہ یہ تیرا ہی بندہ ہے، تیرے ہی ایک بندہ اور ایک بندگی کی اولاد ہے، تیرا یہ بندہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ تیرے ہی بندہ اور رسول ہیں، ان باتوں کو تو زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ بیکار تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ کر دے اور اگر یہ خطا کار تھا تو اس کے گناہوں کو معاف کر دے، اے اللہ تو اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔“

(۲) معنی عبد ارازان (۶۳۲۵)، فضل الصلاة علی النبی (ص ۹۳) اس روایت کو پٹی نے ”المجمع“ (۳۳/۳) میں ذکر کر کے اسے ابویعلیٰ کی جانب منسوب کیا ہے۔ اور اس کے رواۃ کو صحیح حدیث کے رواۃ کے مائل قرار دیا ہے۔

یہاں قارئین دیکھ سکتے ہیں کہ سورہ الفاتحہ پڑھنے کو ترجمہ میں براکیٹ میں ڈالا گیا ہے اور کوئی وضاحت نہیں گئی کہ فقہاء کے نزدیک فاتحہ پڑھنا نہیں ہے

طبرانی کبیر کی روایت ہے
 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو الْقَطْرَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ النَّخَعِيُّ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ «لَمْ

يُوقَّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةٌ، وَلَا قَوْلٌ، كَبَّرَ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ،
وَأَكْثَرَ مِنْ طَيِّبِ الْقَوْلِ»

مسروق نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لئے میت پر
نماز میں قرات یا قول نہیں کی گئی ہے بس امام کی تکبیر پر تکبیر
کریں گے اور اکثر اچھا قول کہیں گے

اسی کتاب کی دوسری روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، ثنا
شَرِيكٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ عَلْقَمَةَ، أَوْ مَسْرُوقٍ، قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ «لَمْ يُوقَّتْ لَنَا عَلَى الْجَنَازَةِ قَوْلٌ وَلَا قِرَاءَةٌ، كَبَّرَ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ،
أَكْثَرَ مِنْ أَطْيَبِ الْكَلَامِ»

مسروق یا علقمہ نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لئے
جنازہ میں نہ قول ہے نہ قرات ہے - امام کی تکبیر پر تکبیر کرو اور
اکثر اچھا کلام کرو

دارقطنی نے علل میں ذکر کیا ہے کہ
وَسُئِلَ عَنْ حَدِيثِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمْ يُوقَّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ
عَلَى الْجَنَائِزِ. ... وَالْمَحْفُوظُ قَوْلُ مَنْ قَالَ لَمْ يُوقَّتْ لَنَا
محفوظ وہ ہے جس میں ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ ہمارے لئے مقرر
نہیں کیا گیا

یعنی یہ روایت صحیح ہے محفوظ ہے
مجمع الزوائد میں المہشمی نے لکھا ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَمْ يُوقَّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةٌ وَلَا قَوْلٌ، كَبَّرَ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ، وَأَكْثَرَ مِنْ طَيْبِ الْكَلَامِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

اس کے رجال صحیح کے ہیں
اس اثر کو احناف نے لیا ہے

نماز جنازہ کے متعلق احادیث صحیحہ درکار ہیں

جواب

موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني کی سند ہے
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ، فَقَالَ ” أَنَا لَعَمْرِ اللَّهِ أُخْبِرُكَ، اتَّبَعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ، فَحَمَدْتُ اللَّهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ، ثُمَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ، عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَرِّدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ “، قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لَا قِرَاءَةَ عَلَى الْجِنَازَةِ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

امام مالک نے سعید المقبری سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا
انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جنازہ پر نماز کیسے پڑھیں؟ ابو ہریرہ نے کہا لعمر اللہ میں اس کی خبر دیتا ہوں میت کے اہل کے ساتھ ہوں گے پس جب رکھیں تو اللہ کی تکبیر و حمد کہیں اور نبی

پر درود پھر کہیں

اللَّهُمَّ، عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أُمَّتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ،
وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ،
وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ
امام محمد نے کہا یہ قول ہم لیتے ہیں کہ جنازہ پر قرات نہیں ہے اور
یہی قول ابو حنیفہ رَحِمَهُ اللَّهُ کا ہے

طبرانی کبیر کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو الْقَطْرَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ النَّحْعِيُّ، ثنا
شَرِيكٌ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ «لَمْ
يُوقَّتْ لَنَا فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ قِرَاءَةٌ، وَلَا قَوْلٌ، كَبَّرَ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ،
وَأَكْثَرَ مِنْ طَيِّبِ الْقَوْلِ»

مسروق نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لئے میت پر
نماز میں قرات یا قول نہیں کی گئی ہے بس امام کی تکبیر پر تکبیر
کریں گے اور اکثر اچھا قول کہیں گے

اسی کتاب کی دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ، ثنا
شَرِيكٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ، أَوْ مَسْرُوقٍ، قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ «لَمْ يُوقَّتْ لَنَا عَلَى الْجَنَازَةِ قَوْلٌ وَلَا قِرَاءَةٌ، كَبَّرَ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ،
أَكْثَرَ مِنْ أَطْيَبِ الْكَلَامِ»

مسروق یا علقمہ نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہمارے لئے

جنازہ میں نہ قول ہے نہ قرات ہے - امام کی تکبیر پر تکبیر کرو اور
اکثر اچھا کلام کرو

احناف جس طرح جنازہ پڑھتے ہیں میرے نزدیک وہ صحیح ہے
جنازہ کی نماز میں قرآن کی قرات نہیں ہے یہ قول امام مالک اور امام
ابو حنیفہ کا ہے

نماز جنازہ میں سلام ایک ہے یا دو؟

جواب اس میں نماز مکتوبہ کی ہی طرح دو طرف سلام ہے - ابن
مسعود کا قول ہے

ثلاث خلال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعلهن تركهن
الناس، إحداهن التسليم على الجنائز مثل التسليم في الصلاة ".
تین عادات رسول اللہ کی تھیں جو لوگ نہیں کرتے کہ جنازہ میں
سلام اس طرح نہیں کرتے جس طرح نماز میں ہوتا ہے
احکام الجنائز میں البانی نے اس کو حسن کہا ہے
أخرجه البيهقي (43 /4) بإسناد حسن، وقال النووي (5 /239) "
إسناد جيد زوفي " مجمع الزوائد " (3 /34) " رواه الطبراني في "
الكبير " ورجاله ثقات "

وقد ثبت في " صحيح مسلم " وغيره عن ابن مسعود أن النبي صلى
الله عليه وسلم كان يسلم تسليمتين في الصلاة، فهذا يبين أن المراد
بقوله في الحديث الأول " مثل التسليم في الصلاة " أي التسليمتين

کیا تدفین کے بعد دعا کر سکتے ہیں؟

جواب تدفین سے پہلے نماز جنازہ ہو چکی ہے لہذا اس کی ضرورت نہیں دوم یہ حدیث سے ثابت نہیں لہذا بدعت ہے اس سلسلے میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے ابی داؤد کی روایت ہے

عن عثمان بن عفان قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ” إذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ فقال استغفروا لآخیکم وسلوا له بالثبیت فإنه الآن یسال .“

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر رکتے اور فرماتے ”اپنے بھائی کی مغفرت کی دعا مانگو، اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو، کیونکہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا۔“ ابو داؤد کہتے ہیں بحیر سے بحیر بن ريسان مراد ہیں۔۔ قال

الشیخ الألبانی صحیح (تحفة الأشراف ۸۹۴۰

یہ روایت صحیح نہیں منکر ہے سنن ابو داؤد میں اسکی سند ہے حدَّثنا إِبْرَاهِيمُ بن موسى الرازی، حدَّثنا هشامٌ -یعنی ابن یوسف-، عن عبدِ اللہ بن بَحیر، عن هانیء مولى عثمانَ عن عثمان بن عفان، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے اس راوی عبد اللہ بن بحیر أبو وائل القاص الیمانی الصنعانی کے لئے الذہبی میزان میں لکھتے

ہیں

وقال ابن حبان يروى العجائب التي كأنها معمولة، لا يحتج به
 اور ابن حبان کہتے ہیں یہ عجائب روایت کرتا ہے جو ان کا معمول
 تھا، اس سے احتجاج نہ کیا جائے
 الذہبی تاریخ الاسلام میں کہتے ہیں
 فِيهِ ضَعْفٌ

ان میں کمزور ہے

یہ بھی کہتے ہیں

ولہ غرائب

غریب روایات بیان کرتے ہیں

الذہبی اپنی دوسری کتاب دیوان الضعفاء والمتروكين وخلق من
 المجہولین وثقات فيهم لين میں ان کو منکر الحدیث بھی کہتے ہیں
 الذہبی تاریخ الاسلام میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ
 عَبْدُ اللَّهِ بْنِ بَجِيرٍ، الصَّنْعَائِي، الْقَاصُّ - د. ت. ق. - وَهَمَ مَنْ قَالَ هُوَ ابْنُ
 بَجِيرِ بْنِ رَيْسَانَ

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ بَجِيرٍ، الصَّنْعَائِي، الْقَاصُّ ہے (جس سے ابو داود اور ابن
 ماجہ نے روایت لی ہے) اور وہم ہے جس نے کہا کہ یہ ابْنُ بَجِيرِ بْنِ
 رَيْسَانَ ہے

الذہبی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ (کو وہم ہوا) کہتے ہیں
 قَالَ شَيْخُنَا فِي تَهْذِيْبِهِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنِ بَجِيرِ بْنِ رَيْسَانَ الْمُرَادِي، أَبُو وَاثِلِ
 الصَّنْعَائِي.

ہمارے شیخ (المزی) نے تہذیب (الکمال) میں (ایسا) کہا

ابن ماکولا کہتے ہیں

ابْنُ مَکُولَا الْکَمَالِ مِیْنِ کَہْتَمَ یَیْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَحِیْرِ نُسْبِ اِلٰی جَدِّہِ

عبد اللہ بن (عیسیٰ بن) بحیر بن ريسان ہے ، اس کی نسبت دادا کی طرف ہے

یعنی وہ دادا کے نام سے مشہور ہے

الذہبی کے نزدیک محدثین (ابن حبان، المزی وغیرہ) کو وہم ہوا اور

انہوں نے اس کو دو الگ راوی سمجھ لیا

الذہبی اس کی وجہ کتاب المغنی فی الضعفاء میں ترجمہ عبد اللہ

بن بحیر الصنعانی القاص میں لکھتے ہیں

وَلَیْسَ هُوَ ابْنُ بَحِیْرِ بْنِ رِیْسَانَ فَانْ بَحِیْرِ بْنِ رِیْسَانَ غَزَا الْمَغْرِبَ زَمَنَ مُعَاوِیَہِ

وَسَكَنَ مِصْرَ وَرَوَى عَنْ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَعَمْرٍ دَهْرًا حَتَّى لَقِيَهُ ابْنُ

لَهِيْعَةَ وَبَكَرَ بْنِ مُضَرَ وَقَالَ ابْنُ مَا كُولَا فِي شَيْخِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ اَنَا اَحْسِبُهُ

عبد اللہ بن عیسیٰ بن بحیر نسب اِلٰی جَدِّہِ وَکُنِیْتُهُ اَبُو وَاِثَلٍ قُلْتُ لَهُ

مَنَاکِیْرَ

اور یہ ابن بحیر بن ريسان نہیں کیونکہ عبد اللہ ابن بحیر بن ريسان نے

مغرب میں جہاد کیا مُعَاوِیَہِ کے زمانے میں اور عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ سے

روایت کیا اور عمر کا ایک حصہ گزارا حتی کہ ابن لَهِيْعَةَ سے ملاقات

ہوئی اور بکر بن مُضَرَ سے اور (عبد اللہ بن بحیر الصنعانی

القاص) شیخ عبد الرَّزَّاقِ کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ عبد اللہ بن

عیسیٰ بن بحیر ہے جس کی نسبت دادا کی طرف ہے اور

کنیت اَبُو وَاِئِلْ ہرے میں کہتا ہوں ان کے پاس منکر روایات ہیں اس روایت کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ البانی صاحب نے کتاب احکام الجنائز میں اس کو صحیح کہا ہے اور امام الحاکم اور الذہبی نے بھی

بل يَفْتُ عَلَى الْقَبْرِ يَدْعُو لَهُ بِالتَّيْبِتِ، وَيَسْتَغْفِرُ لَهُ، وَيَأْمُرُ الْحَاضِرِينَ
بِذَلِكَ لِحَدِيثِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:
«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَّغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ: اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ،
وَسَلُّوا لَهُ التَّيْبِتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسَالُ».
أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ (٧٠/٢) وَالْحَاكِمُ (٣٧٠/١) وَابِيهَقِي (٥٦/٤) وَعَبْدُ اللَّهِ
ابْنُ أَحْمَدَ فِي «زَوَائِدِ الرَّهْدِ» (ص ١٢٩) وَقَالَ الْحَاكِمُ:
«صَحِيحُ الْإِسْنَادِ»، وَوَافِقُهُ الذَّهَبِيُّ، وَهُوَ كَمَا قَالَا، وَقَالَ النَّوَوِيُّ
(٢٩٢/٥): «إِسْنَادُهُ جَيِّدٌ».

حالانکہ امام الحاکم کی تصحیح کون مانتا ہے ان پر محدثین کی شدید جرح ہے۔ وہ تو اس روایت تک کو صحیح کہتے ہیں جس میں آدم علیہ السلام پر وسیلہ کے شرک کی تہمت لگائی گئی ہے الذہبی نے اس روایت پر تلخیص مستدرک میں سکوت کیا ہے نہ کہ تصحیح اور الذہبی کی اس راوی کے بارے میں رائے اوپر دیکھ سکتے ہیں

کیا تدفین کے بعد قبر پر اونٹ ذبح کر سکتے ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے؟

جواب صحیح مسلم میں یہ بات عمرو بن العاص کی روایت میں بیان ہوئی ہے کہ مرض وفات میں حالت سکرانے کے قریب انہوں نے اس کی وصیت کی لیکن یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں یہ کرنا بدعت کے زمرے میں آجائے گا ، اہل علم کا یہی کہنا ہے اس مسئلہ میں

نماز جنازہ کے بعد دعا پر کوئی حدیث نہیں ہے

جواب راقم کے علم میں ایسا ہی ہے و اللہ اعلم
اس کی دلیل پر روایات پیش کی جاتی ہیں
سنن ابو داود سنن ابن ماجہ میں ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْحَرَائِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ سَلْمَةَ -
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ "إِذَا صَلَّيْتُمْ
عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلِصُوا لَهُ الدُّعَاءَ"
جب تم میت پر جنازہ پڑھو تو اس کے لیے خلوص کے ساتھ دعا
کرو۔

سند میں مدلس ابن اسحاق ہے
روایت اس سند سے ضعیف ہے لیکن ابن حبان میں اس میں تحدیث

ہے
أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ

قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ بِنِ إِسْحَاقَ
قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَلْمَانَ الْأَعْرَمِيَّ مَوْلَى جُهَيْنَةَ كُلُّهُمْ حَدَّثُونِي
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «إِذَا
صَلَّيْتُمْ عَلَى الْجَنَازَةِ فَأَخْلَصُوا لَهَا الدُّعَاءَ»

جب تم جنازہ پر نماز پڑھو تو اس میں دعا میں خلوص کرو
یہ حسن ہے

اس میں کہیں نہیں ہے کہ یہ دعا نماز جنازہ کے بعد والی ہے یہ دعا
نماز جنازہ کے اندر کی ہی ہے

قبر پر مٹی ڈالنے وقت کیا آیت پڑھی جائے گی؟

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى
بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ
أَبِي أَمَامَةَ قَالَ لَمَّا وُضِعَتْ أُمَّ كُثُومِ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ « { مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ
وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى } [طه 55]»، قَالَ ثُمَّ لَا
أَدْرِي أَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ؟ أَمْ لَا، فَلَمَّا
بَنَى عَلَيْهَا لَحْدَهَا طَفِقَ يَطْرُحُ لَهُمُ الْجُبُوبَ وَيَقُولُ «سُدُّوا خِلَالَ اللَّبَنِ»
. ثُمَّ قَالَ «أَمَا إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ وَلَكِنَّهُ يَطِيبُ بِنَفْسِ الْحَيِّ»

”ابوامامہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم قبر میں اتاری گئیں تو آپ نے یہ آیت پڑھی
 { مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى } [طہ 55]
 یعنی ہم نے اسی مٹی سے تم کو پیدا کیا، اسی میں ہم تم کو لوٹائیں
 گے اور اسی سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائیں گے۔“

جواب

شعیب الأرئوط - عادل مرشد، وآخرون کہتے ہیں سند ضعیف ہے
 امام الذہبی تلخیص مستدرک میں کہتے ہیں
 خبر واه لأن علي بن يزيد متروك
 خبر وایات ہے
 بیہقی سنن الکبریٰ میں کہتے ہیں

وَهَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ.

کیا نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جا سکتی ہے

کتاب صحیح مسلم جلد 1 حدیث نمبر 2246

علی بن حجر سعدی، اسحاق بن ابریم حنظلی، علی، اسحاق،
 عبدالعزیز بن محمد، عبدالواحد بن حمزہ عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے

لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ کتنی جلدی بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھائی تھی۔

کتاب صحیح مسلم جلد 1 حدیث نمبر 2247

محمد بن حاتم، بہز، ویب، موسیٰ بن عقبہ، عبدالواحد، عباد بن عبداللہ بن زبیر، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں نے پیغام بھجوایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں سے لے کر گزرو تاکہ وہ بھی نماز جنازہ ادا کر لیں لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے حجروں کے آگے جنازہ روک دیا تاکہ وہ اس پر نماز جنازہ ادا کر لیں پھر ان کو باب الجنائز سے نکالا گیا جو مقاعد کی طرف تھا پھر ازواج مطہرات کو یہ خبر پہنچی کہ لوگوں نے اس کو عیب جانا ہے اور لوگوں نے کہا ہے کہ جنازوں کو مسجد میں داخل نہیں کیا جاتا تھا یہ بات سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو انہوں نے کہا لوگ ناواقفیت کی بنا پر اس بات کو معیوب سمجھ رہے ہیں اور ہم پر جنازہ کے مسجد میں گزارنے کی وجہ سے عیب لگا رہے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کا جنازہ مسجد کے اندر ہی پڑھا تھا۔

کتاب صحیح مسلم جلد 1 حدیث نمبر 2248

بارون بن عبد اللہ، محمد بن رافع، ابوفدیک، ضحاک بن عثمان، ابونضر، ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جنازہ مسجد میں لے آؤ تاکہ میں ان پر نماز جنازہ پڑھوں لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیضاء کے دو بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا۔

جواب

یہ احادیث صحیح ہیں

جنازہ مسجد میں پڑھنے پر اختلاف ہے احناف میں اس کو مسجد میں نہیں پڑھا جاتا اور اسی حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ لوگ سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں نہیں لا رہے تھے کیونکہ یہ معمول نہ تھا سعد کی وفات ۵۵ ہجری کی ہے اس وقت کثیر اصحاب رسول حیات ہیں حنابلہ میں جنازہ مسجد میں پڑھا جا سکتا ہے اور اسی روایت سے دلیل لی گئی ہے کہ ایسا صحیح نہ ہوتا تو ام المومنین رضی اللہ عنہم حکم نہ کرتیں

احناف کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا کیونکہ وہ معتکف تھے

تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق وحاشیة الشُّلْبِيّ
تَأْوِيلُ حَدِيثِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ «أَنَّهُ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - كَانَ مُعْتَكِفًا

فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ فَلَمْ يُمَكِّنْهُ الْخُرُوجُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَمَرَ بِالْجِنَازَةِ فَوَضِعَتْ
خَارِجَ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى عَلَيْهَا فِي الْمَسْجِدِ لِلْعُذْرِ

العناية شرح الهداية

وَتَأْوِيلُ صَلَاتِهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى جِنَازَةِ سُهَيْلٍ فِي
الْمَسْجِدِ أَنَّهُ كَانَ مُعْتَكِفًا فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ فَلَمْ يُمَكِّنْهُ الْخُرُوجُ فَأَمَرَ
بِالْجِنَازَةِ فَوَضِعَتْ خَارِجَ الْمَسْجِدِ

راقم کہتا ہے یہ ایک مخصوص عمل ہے کیونکہ امہات المومنین نے
ایسا ابو بکر اور عمر اور عثمان اور دیگر اصحاب رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے بھی نہیں کیا کہ ان کا جنازہ مسجد میں منگوا یا
ہو سعد رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل ہوئی کیونکہ وہ
مہاجرین میں وفات پانے والے آخری صحابی تھے رضی اللہ عنہم

نا بالغ بچی یا بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟

جواب عطاء بن ابي رباح تابعي نے رسول اللہ کا عمل بیان کیا کہ
انہوں نے ابراہیم جو ستررات کے تھے ان پر نماز پڑھی - یہ روایت
مرسل ہے - اسی طرح شعبي تابعي نے بھی اسکو بیان کیا ہے
عن سفیان الثوري، عن جابر، عن الشعبي، أن النبي صلي الله عليه
وسلم صَلَّى على ابنه إبراهيم، وهو ابنُ ستة عشر شهراً.

یہ بھی مرسل ہے

البتہ السنن الكبرى میں اور مسند أبو يعلى الموصلي میں اس کو
مسند انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے

سند ہے
عطاء بن عجلان، عن أنس
اس میں عطاء بن عجلان متروک ہے

بچوں کی نماز جنازہ پر فقہاء میں اس پر اختلاف ہے
التوضیح لشرح الجامع الصحیح از ابن الملتن سراج الدین أبو حفص
عمر بن علی بن أحمد الشافعی المصری (المتوفی 804ھ) میں ہے
واختلف في الصلاة عليه فصحة ابن حزم (3)، وقال أحمد منكر
جداً

امام ابن حزم کے نزدیک ابراہیم کا جنازہ پڑھنے والی حدیث صحیح
ہے اور امام احمد کے نزدیک سخت منکر ہے
معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود از أبو سليمان حمد بن محمد
بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي (المتوفی 388ھ)
میں ہے

أن الشمس قد خسفت يوم وفاة إبراهيم فصلى رسول الله صلى الله
عليه وسلم صلاة الخسوف فاشتغل بها عن الصلاة عليه والله أعلم.
ابراہیم کی وفات کے دن سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ اس میں
مشغول ہوئے و اللہ اعلم

یعنی ابراہیم کی نماز نہیں پڑھی گئی
الطحاوي (المتوفی 321ھ) کا کہنا ہے کہ روایات میں اختلاف ہے
لہذا سنت کو دیکھا جائے جو مسلمانوں میں عمل چلا آ ہے

فَكَانَتْ عَادَةُ الْمُسْلِمِينَ الصَّلَاةَ عَلَى أَطْفَالِهِمْ

پس مسلمانوں کی عادت میں ہے کہ بچوں کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں
احناف کے ہاں سنت کا مطلب عادت یا اہل حجاز کا مشہور عمل
ہے جو چلا آ رہا ہو

قبر پر خواتین کا جانا کیسا ہے

جواب

اس میں اختلاف ہے

قبروں کی زیارت موت یاد دلاتی ہے اس میں مردوں کی تخصیص
نہیں

امام بخاری نے ایک حدیث پیش کی ہے کہ ایک عورت کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر دیکھا تو اس کو کہا صبر کرو

امام مسلم روایت کرتے ہیں

نُهَيْنَا عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، وَلَمْ يَعِزْمِ عَلَيْنَا

أَمْ عَطِيَّةٌ كَهْتَى بَيْنَ بِنْتِ كَوِّ قَبْرِ كَيْ زِيَارَتِ سَعَى مَنَعَ كَيْآ كِيَا لِيَكُنْ اَسْ
مِيں عزم نہی رکھا گیا

یعنی کوئی جاتا تو اس کو جھڑکا نہیں جاتا ہو گا جیسا صحیح

بخاری کی حدیث میں ہے کہ عورت کو قبر پر دیکھا

ترمذی کی روایت ہے

لَعْنَةُ اللَّهِ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ

اللہ کی لعنت ہو قبروں کی زیارت کرنے والوں پر

یہ حسن حدیث ہے صحیح سے کم درجہ کی ہے
 احناف کے نزدیک مباح ہے حنابلہ کے نزدیک مکروہ ہے - بن باز
 کہتے ہیں لأن صبرهن قليل ان میں صبر کم ہے اس لئے مکروہ ہے
 ابْنُ سَيْرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَالشَّعْبِيُّ کے لئے بیان کیا جاتا ہے وہ اس
 سے کراہت کرتے
 المالكية والشافعية والحنابلة میں عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ

ہے
 البانی کے نزدیک عورتوں کا قبر کی زیارت کرنا جائز ہے أحكام
 النساء - مستخلصا من كتب الألباني
 عورتیں دور نبوی میں مقابر میں عموماً نہیں جاتی تھیں لیکن عائشہ
 رضی اللہ عنہا کے لئے جید اور حسن روایت میں ہے کہ انہوں نے
 اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کی
 عائشہ رضی اللہ عنہا روز قبر نبوی کی بھی زیارت کرتی ہوں گی
 کیونکہ قبر نبوی یہ گھر میں تھی
 اس کا تعلق عورتوں کے عمل سے تھا کہ وہ روتی تھیں - آج تو مرد
 بھی قبروں پر جا کر شرک کر رہے ہیں لہذا یہ بات زیارت قبور سے
 نکل کر کہیں سے کہیں جا چکی ہے

* * *

باب ۶ استسقاء کی دعا

نماز استسقاء پر کوئی صحیح حدیث نہیں ہے
استسقاء کی دعا کی جائے گی - اس میں امام منبر پر جائے گا
اور لوگ مسجد میں جمع ہوں گے - امام ہاتھ اٹھا کر دعا کرے گا
اور بارش طلب کرے گا - ہاتھ اتنے اونچے کیے جائیں گے کہ بغل
کی سفیدی دیکھنا ممکن ہو اور ہتھیلی کو زمین کی طرف رکھا
جائے (سنن ابو داود ۱۱۷۱)

اللهم اسقنا، اللهم اسقنا، اللهم اسقنا
اے اللہ ہمیں سیراب کر۔ اے اللہ ہمیں سیراب کر (صحیح
بخاری)

اور
اللَّهُمَّ سَقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا مَرِيئًا مَرِيئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلًا، غَيْرَ آجَلٍ
اے اللہ ہمیں بھرپور، خوشگوار، شادابی لانے والی، نفع بخش،
غیر نقصانده بارش عطا فرما، جو جلدی آئے نہ کہ تاخیر سے (سنن
ابو داود)

اگر بارش سے نقصان ہو رہا ہو تو اس کو روکنے کی دعا بھی امام
کر سکتا ہے

اللهم حوالينا ولا علينا، اللهم على الآكام والجبال والآجام والظراب
والأودية ومنابت الشجر»

يا الله اب ہمارے اردگرد بارش برسا ہم سے سے اسے روک دے۔ ٹیلوں،
پہاڑوں، پہاڑیوں، وادیوں اور باغوں کو سیراب کر

کیا نماز استسقاء بدعت ہے ؟

جواب

صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ کے حوالے سے مصنف ابن ابی شیبہ میں امام ابو

حنیفہ کا بے سند قول ہے

وَذَكَرَ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ قَالَ لَا تُصَلِّي صَلَاةَ الْإِسْتِسْقَاءِ فِي جَمَاعَةٍ وَلَا

يُخَطِّبُ فِيهَا

ابو حنیفہ نے کہا صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ جماعت سے نہیں ہے نہ اس میں

خطبہ ہے

موطا امام مالک امام محمد روایت کرتے ہیں

قَالَ مُحَمَّدٌ أَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ، فَكَانَ لَا يَرَى فِي الْإِسْتِسْقَاءِ

صَلَاةً

وَأَمَّا فِي قَوْلِنَا فَإِنَّ الْإِمَامَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُو وَيُحَوِّلُ رِدَاءَهُ،

فَيَجْعَلُ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ، وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ، وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ أَحَدٌ

إِلَّا الْإِمَامُ

امام محمد نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ صَلَاةُ الْإِسْتِسْقَاءِ میں

نماز نہیں ہے لیکن ہمارا (احناف کا) قول ہے کہ امام لوگوں کو دو

رکعت پڑھائے گا پھر دعا کرے گا جس میں چادر الٹ دے گا ...

اور یہ صرف امام کرے گا اس کے سوا کوئی نہیں

اصل میں الاستسقاء کی دو روایتیں ہیں ایک میں ہے کہ نبی صلی

الله علیہ وسلم منبر پر تھے کہ ایک شخص آیا اور کہا اب الاستسقاء

کی دعا کریں اس وقت رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے ہاتھ بلند

کیے کہ اب کے بغلوں کی سفیدی نظر آئی اور اس کو انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا
 امام ابو حنیفہ تک یہ روایت پہنچی - اس میں کوئی نماز نہیں ہوئی اور
 یہ صحیح بخاری میں ہے
 اس کے علاوہ ایک روایت ہے جس میں نماز کا ذکر ہے جس کو اور
 لوگوں نے قبول کیا اور اس کو دلیل مانتے ہوئے نماز ہوتی ہے
 یہ روایت عباد بن تمیم، المازنی، الأنصاری، المدینی. عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ
 اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ كِي سِنْدِ سَمِعَ هـ - يَهِي صَحِيحَ بَخَارِي مِي هِي لِيكِن
 اس میں مسائل ہیں

صحیح بخاری کی سند ہے
 حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَادِ
 بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ «خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي
 وَحَوْلَ رِدَاءَهُ»

اور
 حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ،
 عَنْ عَمِّهِ، قَالَ «خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِي، فَتَوَجَّهَ إِلَى
 الْقِبْلَةِ يَدْعُو وَحَوْلَ رِدَاءَهُ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَةِ»

اور
 حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ،
 سَمِعَ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اسْتَسْقَى، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ»

اور

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، سَمِعَ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ «خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ، وَقَلَبَ رِدَاءَهُ» قَالَ سُفْيَانُ فَأَخْبَرَنِي الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ «جَعَلَ الْيَمِينَ عَلَى الشَّمَالِ»

اور

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يُصَلِّي، وَأَنَّهُ لَمَّا دَعَا - أَوْ أَرَادَ أَنْ يَدْعُو - اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوْلَ رِدَاءَهُ» قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ «عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هَذَا مَارِنِيٌّ، وَالْأَوَّلُ كُوفِيٌّ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ»

یعنی اس کی ہر روایت عباد بن تمیم سے ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور چچا سے سندوں میں باقی کتب میں واضح نہیں کون کس سے روایت کر رہا ہے

کتاب تہذیب الکمال فی أسماء الرجال از المزنی (المتوفی 742ھ)

کے مطابق

وقع فی بعض النسخ المتأخرة من "سنن ابن ماجه، فی حدیث عبد اللہ بن ابی بکر سمعت عباد بن تمیم، یحدث عن أبیه، عن عمه إنه شهد النبئی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خرج إلى المصلی، یستسقی،

فاستقبل القبلة، وقلب رداءه، وصلی رکعتین. وهكذا ذكره أبو القاسم
 في “الأطراف”، وهو وهم قبيح، وتخليط فاحش، ووقع في عدة نسخ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عِبَادَ بْنَ تَمِيمٍ يَحْدُثُ أَبِي عَنْ
 عمه، وهو الصواب.

اور بعض نسخوں میں جو بعد کے ہیں سنن ابن ماجہ کے ان میں عبد
 اللہ بن ابی بکر کی حدیث ہے کہ انہوں نے عباد بن تمیم سے سنا
 جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے وہ چچا سے کہ انہوں نے رسول اللہ
 کو دیکھا کہ نماز کے لئے نکلے قبلہ رخ ہوئے اور دو رکعت پڑھیں اور
 ایسا ابو قاسم نے اطراف میں ذکر کیا ہے جو قبیح وہم ہے اور فحش
 غلطی ہے اور بعض نسخوں میں آیا ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ
 سَمِعْتُ عِبَادَ بْنَ تَمِيمٍ يَحْدُثُ أَبِي عَنْ عمه، جو ٹھیک ہے

یعنی یہ اختلاف دو مختلف واقعات کی وجہ سے پیدا ہوا ہے امام ابو
 حنیفہ تک عباد بن تمیم کی روایت یا تو نہیں پہنچی یا ان کے نزدیک
 یہ صحیح نہیں تھی

سوال ہے کہ اس اہم واقعہ کو صرف عباد بن تمیم کیوں روایت کرتا
 ہے

مثلاً کسوف کی نماز بھی رسول اللہ نے پڑھی اور اس کو بیان کرنے
 والے متعدد صحابہ ہیں لیکن بارش کی نماز کا صرف ایک راوی کیوں
 ہے؟

أسد الغابة في معرفة الصحابة میں ابن اثیر کہتے ہیں

ابو عمر نے کہا
 وأما ما روى عباد بن تميم، عن عمه، فصحيح، إن شاء الله تعالى، ولا
 أعرف تميمًا بغير هذا، وفيه وفي صحبته نظر
 عباد بن تميم جو اپنے چچا سے روایت کرتا ہے وہ ان شاء اللہ صحیح
 ہے اور تمیم اس کے علاوہ نہیں جانا جاتا اور اس کی صحابیت میں
 نظر ہے
 یعنی تمیم صحابی نہیں لیکن ان کا بھائی صحابی ہے جس سے عباد
 روایت کرتا ہے

البحر الرائق شرح كنز الدقائق از زين الدين بن إبراهيم بن محمد،
 المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى 970هـ) کے مطابق
 وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي ذَلِكَ صَلَاةٍ إِلَّا
 حَدِيثٌ وَاحِدٌ شَاذٌ

اور ہم تک نہیں پہنچا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز
 پڑھی سوائے ایک شاذ روایت کے
 یہی بات النهر الفائق شرح كنز الدقائق از سراج الدين عمر بن إبراهيم
 بن نجيم الحنفي (ت 1005هـ) میں ہے
 کتاب کے مطابق

يستعمل في الأصل تراكيب “الأثر المعروف، الآثار المعروفة، الحديث
 المعروف” بمعنى الحديث الصحيح المشهور، ويستعمل في ضد هذا
 المعنى “الحديث الشاذ” (5). وحول صلاة الاستسقاء يذكر الإمام أبو
 حنيفة أنه لم يبلغه في ذلك صلاة “إلا حديثاً واحداً شاذاً لا يؤخذ به

اثر معروف اور اثار معروفہ اور حدیث معروف کی ترکیب کا استعمال ہوتا ہے حدیث صحیح مشہور کے لئے اور اس کے خلاف ہو حدیث ہو وہ شاذ ہوتی ہے اور نماز استسقاء کے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا اس نماز پر کچھ نہیں آیا سوائے ایک شاذ روایت کے جس کو نہیں لیا جائے گا

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع از علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى 587هـ) کے مطابق
 وَمَا رُوِيَ أَنَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - صَلَّى بِجَمَاعَةٍ حَدِيثٌ شَاذٌ وَرَدَ فِي مَحَلِّ الشُّهُرَةِ؛ لِأَنَّ الإِسْتِسْقَاءَ يَكُونُ بِمَلَأٍ مِنَ النَّاسِ، وَمِثْلُ هَذَا الْحَدِيثِ يُرْجَحُ كَذِبُهُ عَلَى صِدْقِهِ، أَوْ وَهْمُهُ عَلَى ضَبْطِهِ فَلَا يَكُونُ مَقْبُولًا مَعَ أَنَّ هَذَا مِمَّا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوَى فِي دِيَارِهِمْ، وَمَا تَعُمُّ بِهِ الْبَلْوَى، وَيَحْتَاجُ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ إِلَى مَعْرِفَتِهِ لَا يُقْبَلُ فِيهِ الشَّاذُّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

اور یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے نماز پڑھی یہ حدیث شاذ ہے جو شہرت کے مقام پر رد ہوتی ہے کیونکہ استسقاء کی نماز ہوئی ہو گی جب لوگ بھرے ہوں اور اس مثل کی حدیث سے جھوٹ کو سچ پر راجح ہو جاتا ہے یا وہم ضبط پر ... اور شاذ کو قبول نہیں کیا جائے گا و اللہ اعلم

راقم کہتا ہے حق ابو حنیفہ کے ساتھ ہے یہ روایت شاذ ہے جو عمل رسول اللہ نے مجمع میں کیا ہو اس پر متعدد راوی ہونے چاہیے تھے جیسا کسوف کے باب میں ہے

امام ابو حنیفہ کے علاوہ باقی تین فقہاء نے عباد بن تمیم کی منفرد

شاذ روایت کو قبول کیا ہے اور اس کی بنیاد پر نماز استسقاء ہوتی ہے

* * *

باب ۷ نماز وتر اور نوافل

وتر پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

صحیح بخاری میں کتاب الوتر میں وتر پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کا بھی ذکر ہے اور نہیں اٹھانے کا بھی تو کیا دونوں عمل جائز ہے جب وتر کی دعا پڑھی جا رہی ہو؟

وتر اگر تین پڑھ رہے ہیں تو دو رکعت پڑھنے کے بعد تشهد پڑھنے کے بعد تیسری رکعت پڑھنی چاہیے کیا دو رکعت کے بعد تشهد میں بیٹھنا صحیح ہے اور اگر کوئی دو رکعت سلام کر کے پڑھے اور ایک وتر الگ پڑھے کیا یہ طریقہ صحیح ہے صحیح بخاری سے یہ ثابت کیا جاتا ہے؟؟

جواب

وتر پڑھتے ہوئے ہاتھ اٹھانے کی روایت قنوت نازلہ کی ہے اور یہ وہ وتر نہیں جو ہم عشاء کی نماز کے بعد نوافل کے بعد پڑھتے ہیں - راقم کے نزدیک عام وتر میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے پر کوئی صحیح روایت نہیں ہے

صحیح بخاری کی کس حدیث میں ہے؟ راقم کے علم میں ایسی کوئی روایت صحیح بخاری میں نہیں وتر ادا کرنے کے کئی طریقے ہیں وہ یہ ہیں

پہلا طریقہ تین رکعت کو ایک ہی تشهد کے ساتھ پڑھا جائے۔
أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَنَّ أَبَا نَصْرٍ أَحْمَدَ بْنَ سَهْلٍ الْفَقِيهَ بِيخَارَى،

ثَنَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ حَبِيبِ الْحَافِظُ، ثَنَا شَيْبَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثَنَا
أَبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ ” كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا
فِي آخِرِهِنَّ

عن عائشة قالت كان النبي يوتر بثلاث لا يقعد إلا في آخرهن (سنن
بيهقي 3 / 728) یعنی رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے تو
صرف آخری رکعت میں قعدہ کرتے تھے
اس کی سند میں قتادہ بصری کا عنعنہ ہے

دوسرا طریقہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے، اور پھر ایک رکعت
وتر ادا کرے۔

صحیح البخاری میں ہے
صلاة الليل مثنى مثنى فإذا أردت أن تنصرف فاركع ركعة توتر لك ما
صليت

(البخاری أبواب الوتر، باب ما جاء في الوتر، برقم 993)
رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب اس نماز کا سلسلہ ختم کرنا
چاہو تو ایک رکعت آخر میں پڑھ لو۔ یہ آخری ایک رکعت تمہاری
پڑھی ہوئی تمام سابقہ نمازوں کو وتر بنا دے گی۔
خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دن و رات میں ۱۱ رکعات
پڑھتے تھے جن میں وتر بیچ میں بھی پڑھا

تیسرا طریقہ ابن عباس رضی اللہ خاص طور پر میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کئی دفعہ رکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھیں

صحیح بخاری کی حدیث ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ بَثُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ «نَامَ الْعَلِيمُ» أَوْ كَلِمَةً تُشَبِّهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ

رسول اللہ نے چار رکعت پڑھی پھر سو گئے پھر اٹھے اور پانچ رکعات پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں کل ۱۱ ہی ہوئیں لیکن ترتیب الگ ہوئی

چوتھا طریقہ وتر کو مغرب کی نماز کی طرح پڑھا جائے

عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات، کان یقرء فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلیٰ وفی الثانیة بقل یا ایہا الکفرون وفی الثالثہ بقل هو اللہ احد وبقنت قبل الركوع۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک

الاعلیٰ پڑھتے ، دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکفرون اور تیسری رکعت میں قل هو اللہ احد پڑھتے تھے اس سے دلیل لی گئی ہے کہ یہ مغرب کی نماز کی طرح ہے اس پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ تمام مصری کہتے ہیں۔ سنن دارقطنی

میں ہے
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ «لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ، أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ، أَوْ سَبْعٍ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَرَمَايَا» تین وتر نہ پڑھو پانچ یا سات پڑھو اور مغرب کی نماز کی مشابہت نہ کرو (دارقطنی ، الوتر ، باب لا تشبهوا الوتر بصلاة المغرب)

اس کی سند میں عبد اللہ بن وہب المصري ہے جو مدلس ہے اور اس کا عنعنہ ہے - دیگر طرق میں عبد الملك بن مسلمة بن يزيد مصری ہے جو منکر الحدیث ہے

مستدرک الحاکم میں ہے
عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَرَمَايَا وَتَرَكَ الْمَغْرِبَ» تین وتر کو مغرب کی مشابہت میں مت پڑھو

اس کو بھی مصریوں نے روایت کیا ہے اس طرح اہل مصر نے روایت کیا ہے کہ تین وتر مغرب کی طرح نہ پڑھے جائیں۔ دوسری طرف کوفہ والے کہتے تھے کہ تین مغرب کی

طرح پڑھے جائیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حدثنا الحسن بن رشيق بمصر ، ثنا محمد بن أحمد بن حماد الدولابي ، ثنا أبو خالد يزيد بن سنان ، ثنا يحيى بن زكريا الكوفي ، ثنا الأعمش ، عن مالك بن الحارث ، عن عبد الرحمن بن يزيد النخعي ، عن عبد الله بن مسعود ، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم «وتر الليل ثلاث كوتر النهار صلاة المغرب»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رات کے وتر تین رکعت ہیں جس طرح دن کا وتر مغرب ہے

مصنف عبد الرزاق ۴۶۳۵ میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ «وَتَرُّ اللَّيْلِ كَوْتَرِ النَّهَارِ، صَلَاةُ الْمَغْرِبِ ثَلَاثٌ» قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ نے کہا رات کا وتر اسی طرح ہے جس طرح دن کا وتر ہے - مغرب کی تین رکعات کی طرح - یہ قول ابن مسعود ہے بصرہ میں تین وتر مغرب کی طرح انس رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے -

مصنف عبد الرزاق ۴۶۳۶ میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ مَعْمَرٍ، عَنِ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ قَالَ صَلَّى مَعَ أَنَسٍ وَبِتُّ عِنْدَهُ قَالَ «فَرَأَيْتَهُ يُصَلِّي مَثْنَى مَثْنَى حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ مِثْلَ الْمَغْرِبِ

ثابت البنانی نے کہا میں نے انس بن مالک کے ساتھ نماز پڑھی ... پھر میں نے ان کو دیکھا کہ دو دو رکعات پڑھ رہے ہیں پھر اس کے آخر میں مغرب کی طرح تین وتر پڑھے

احناف کہتے ہیں وتر کی مثال فرض جیسی ہے - اگر ایک بار فرض نماز پڑھ لی تو پھر جائز نہیں کہ اسکو دوبارہ پڑھا جائے اسی طرح وتر صرف ایک بار ہے اور اس پر قیاس کرتے ہوئے اس کو اسی طرح پڑھا جائے گا جس طرح مغرب کی نماز ہے - دیکھئے مشکل الاثار از امام طحاوی

کون سی دعا قنوت وتر میں پڑھی جائے ؟

جواب

قنوت وتر پر مشہور حدیث مصنف ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق میں ہے کہ عمر اور ابی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما یہ پڑھا کرتے تھے

حَدَّثَنَا ابْنُ فَضَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ عَلَّمَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنْ نَقْرَأَ فِي الْقُنُوتِ

«اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللَّهُمَّ أَيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي، وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ، وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدِّ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ

یہ روایت کئی صحیح سندوں سے معلوم ہے - رات میں عام دنوں میں

اس قنوت کو پڑھا جائے گا

صرف ایک روایت جو مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے اس میں اس کو قنوت نازلہ کی دعا کہا گیا ہے لیکن سند میں مدلس ابن جریر کا عنعنہ ہے لہذا سند ضعیف ہے

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ، يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَعْبُدُكَ، وَنُصَلِّيُكَ وَنَسْجُدُكَ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحَقٌ، اللَّهُمَّ عَذِّبْ كَفْرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ "

صحیح ابن خزیمہ میں ہے حسن بن علی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا سکھائی جس کو اُبی اسحاق نے روایت کیا

بے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، نَا يَحْيَى - يَعْنِي ابْنَ آدَمَ - نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ أَقُولُهُنَّ عِنْدَ الْقُنُوتِ ثَنَاهُ يُوسُفُ بْنُ مُوسَى وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالََا ثَنَاءً وَكَيْعٌ، ثَنَاءً يُؤْنَسُ مِنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوُتْرِ
"اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ"

، وَعَافِي فِي مَنِّ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّي فِي مَنِّ تَوَلَّيْتِ ،
 ، وَبَارِكْ لِي فِي مَا أُعْطَيْتَ ،
 وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ ،
 فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ ،
 وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .”

ابن خزيمہ نے کہا

وَهَذَا الْخَبَرُ رَوَاهُ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ فِي قِصَّةِ
 الدُّعَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْقُنُوتَ وَلَا الْوَتْرَ.... وَشُعْبَةُ أَحْفَظُ مِنْ عَدَدٍ مِثْلَ
 يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ. وَأَبُو إِسْحَاقَ لَا يَعْلَمُ أَسْمَعَ هَذَا الْخَبَرَ مِنْ بُرَيْدٍ
 أَوْ دَلَّسَهُ عَنْهُ، اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا يَدَّعِي بَعْضُ عُلَمَائِنَا أَنَّ كُلَّ مَا
 رَوَاهُ يُونُسُ عَنْ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ مِمَّا سَمِعَهُ يُونُسُ مَعَ أَبِيهِ
 مِمَّنْ رَوَى عَنْهُ. وَلَوْ تَبَتَ الْخَبَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ
 بِالْقُنُوتِ فِي الْوَتْرِ، أَوْ قَنَتَ فِي الْوَتْرِ لَمْ يَجْزُ عِنْدِي مُخَالَفَةُ خَبَرِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [121 - أ] وَلَسْتُ أَعْلَمُهُ تَابِتًا.

اس حدیث کو شعبہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے
 کہ یہ دعا قنوت کے لئے تھی ... اور شعبہ تو یونس جیسوں سے تو
 بہت بہتر ہیں - اور ابو اسحاق کا معلوم بھی نہیں ہے کہ اس نے اس
 خبر کو برید سے سنا بھی ہے یا نہیں یا تدلیس کی ہے
 حسن رضی اللہ عنہ سے اس کو أَبِي الْحَوْرَاءِ نے روایت کیا ہے -
 اس راوی کا نام کیا ہے ؟ اس میں اختلاف چلا آ رہا ہے
 مستدرک حاکم میں قنوت کی حسن رضی اللہ عنہ کی روایت کو

الذہبی نے تلخیص مستدرک سے حذف کر دیا ہے
حذفہ الذہبی من التلخیص لضعفہ - اس کے ضعف کی وجہ سے

فرق یہ ہے کہ پہلی والی دعا قنوت ہے کئی اصحاب رسول سے مروی
ہے

جبکہ حسن والی روایت کو شعبہ نے دعا قنوت قرار نہیں دیا ہے اور ان

سے اس کو مجہول نہ روایت کیا ہے
یہ دعا قنوت نازلہ میں پڑھی جائے گی عام نوافل والے وتر میں اس کو
پڑھنے کی دلیل نہیں ملی

وتر پڑھے بغیر سونا؟

حدثنا محمود بن غيلان، حدثنا وكيع، حدثنا عبد الرحمن بن زيد بن
اسلم، عن ابيه، عن عطاء بن يسار، عن ابي سعيد الخدري، قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ” من نام عن الوتر او نسيه فليصل إذا
ذكر وإذا استيقظ “.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ” جو وتر پڑھے بغیر سو جائے ، یا اسے پڑھنا بھول جائے
تو جب یاد آئے یا جاگے پڑھ لے۔“

جواب

اس کی سند صحیح نہیں ہے

العلل امام احمد میں ہے

وكان أبي يضعف عبد الرحمن بن زيد بن أسلم، وذلك أنه روى هذا
الحدیث، عن أبيه، عن عطاء بن يسار، عن أبي سعيد، عن النبي -
صلى الله عليه وسلم

میرے باپ ایک حدیث کی وجہ سے عبد الرحمان بن زید کو ضعیف
کہتے کہ اس نے یہ عن ابيه، عن عطاء بن يسار، عن أبي سعيد، عن
النبي - صلى الله عليه وسلم سے روایت کی

قال الترمذي ضعيف في الحديث، ضعفه أحمد بن حنبل، وعلي بن
 المدني، وغيرهما من أهل الحديث، وهو كثير الغلط. «جامع
 الترمذي»

ترمذی نے کہا یہ بہت غلطیاں کرتا ہے اور احمد علی المدینی اور
 دیگر محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے

صحیح بخاری میں ہے
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِثَلَاثٍ صِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكَعَتَيِ الضُّحَى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ
 أَنْامَ

ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ نے وصیت کی وتر سونے سے پہلے پڑھ لو
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتِرًا

ابن عمر نے کہا رسول اللہ نے حکم کیا آخری نماز وتر کی کرو
 جو تہجد میں اٹھ نہ سکے اس کو چاہیے کہ وتر پڑھ کر سو جائے
 وتر کا وقت فجر سے پہلے تک ہے

اب اگر اپ تہجد میں اٹھنا بھول گئیں تو صبح ہونے کے بعد نوافل
 پڑھ سکتی ہیں وتر نہیں

وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةَ أَحَبِّ أَنْ يُدَاوِمَ
 عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ، أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ
 عَشْرَةَ رَكَعَةً،

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ جب کبھی غلبہ

نیند یا کسی تکلیف کی بنا پر قیام اللیل نہ کر پاتے تو دن میں 12 رکعتیں ادا فرماتے
رسول اللہ کا معمول ۱۱ رکعات تھا جس میں وتر طاق ہوتے یا تو ایک رکعت یا تین یا پانچ
لیکن وتر نوافل ملا کر ۱۱ رکعتیں تھیں بھول جانے پر اپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن ۱۲ رکعتیں پڑھتے

عصر کے بعد سنت ہے یا نہیں

بخاری جلد 1 کتاب نمبر 10 حدیث نمبر 566 روایت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے یعنی ہمیشہ پڑھتے تھے۔
2۔ بخاری جلد 1 کتاب نمبر 10 حدیث نمبر 562 روایت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد سے لیکر سورج غروب ہونے تک کسی بھی نوافل یا سنت سے منع فرمایا ہے۔

جواب

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ وَمَا لَقِيَ اللَّهَ تَعَالَى حَتَّى تَقُلَ عَنِ الصَّلَاةِ وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا تَعْنِي الرُّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا

وَلَا يُصَلِّيهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ أَنْ يُثَقَّلَ عَلَى أُمَّتِهِ وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ صَحِيحُ بَخَارِيِّ كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ بَابُ مَا يَصَلِي بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوَهَا ح 590 اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں حتیٰ کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک رفیقِ اعلیٰ سے نہیں ملے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نماز مشکل نہیں ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بیٹھ کر نماز ادا کرتے تھے یعنی عصر کے بعد والی دو رکعتیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے لیکن مسجد میں نہیں بلکہ گھر میں پڑھتے تھے کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں امت پر مشقت نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لیے تخفیف پسند فرماتے تھے۔

مسند احمد میں ہے حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَمَسْرُوقٍ، أَنَّهُمَا قَالَا نَشَهُدُ عَلَى عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ ” مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِي يَكُونُ عِنْدِي إِلَّا صَلَّاهُمَا (2) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي ” تَعْنِي الرَّكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

یہ عمل رسول اللہ خود کرتے تھے اس کا حکم نہیں کرتے تھے حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي [ص 121] أُسَامَةَ، عَنْ عُيَيْدِ اللَّهِ، عَنْ حُيَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ” أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ، وَعَنْ لَيْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ

حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنْ اشْتِمَالِ الصَّمَاءِ، وَعَنْ الْإِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ
وَاحِدٍ، يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَعَنْ الْمُنَابَذَةِ، وَالْمَلَامَسَةِ ”
ابو بریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا، یہاں تک کہ سورج غروب
ہو جائے اور نماز صبح کے بعد، حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے۔ (صحیح
بخاری ۵۸۸، صحیح مسلم ۸۲۵)

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ
فَرَعَةَ، مَوْلَى زِيَادٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ، وَقَدْ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِثْتِي عَشْرَةَ غَزَوَةً، قَالَ أَرَبِعَ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ - يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -،
فَأَعَجَبَنِي وَأَتَقَنَنِي ” أَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَأَةٌ مَسِيرَةَ يَوْمَيْنِ لَيْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا،
أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا صَوْمَ يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ
بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَلَا
تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي،
وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى ”

صحیح بخاری ۱۸۶۴ میں ہے

یہ رسول اللہ امت کو حکم کرتے تھے البتہ میں اس آخری روایت وَلَا
تُشَدُّ الرَّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي،
وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى کو صحیح نہیں سمجھتا

سنت موکدہ اور غیر موکدہ اور واجب کیا ہے ؟

جواب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں جو فرض سے الگ ہیں لوگوں کی جانب سے ان رکعات کو سنت موکدہ کہا گیا ہے سنت موکدہ اور غیر موکدہ یہ سب متاخرین کی تقسیم ہیں۔ موکدہ مطلب جس کی جن کی تاکید کی جبکہ حدیث میں ان سنتوں کی تاکید کا کوئی ذکر نہیں - سنت بھی نفل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھے اور یہ تمام ۱۲ رکعت ہیں

أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي بِبَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ يَقُولُ «مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ» (صحيح مسلم ۷۲۸)

ترجمہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ جو شخص دن اور رات میں ۱۲ رکعات پڑھ لے، اُن کی وجہ سے اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔

اس روایت میں کوئی تاکید نہیں ہے کہ یہ ضرور پڑھے ورنہ گناہ ہے - تاکیدى حکم الگ پیاب اپ جمع کریں جس کو سنت موکدہ کہا جاتا ہے ان کی تعداد ہے

فجر کی دو سنت ظہر کی چھ مغرب کی دواور عشاء کی دو رکعات ٹوٹل ہوا بارہ

اس طرح یہ نفل ہیں جو ۱۲ کی تعداد میں پڑھے گئے اللہ نے ہم پر پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے - اس کے بعد جنت میں محل چاہیے تو یہ مزید بارہ رکعات پڑھ لیں

واجب وہ ہے جو فرض نہیں لیکن کیا گیا اس میں نماز جنازہ ہے نماز

عید ہے اور اس پر فقہاء کی رائے ہے کہ محلہ میں سے چند لوگ یا شہر کے لوگ کر دیں تمام نہ بھی کریں تو کافی ہے

والدین کی پکار پر نماز توڑنا کیسا ہے ؟

یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری ماں زندہ ہوتی اور میں فرض نماز پڑھ رہا ہوتا تو آواز دیتی میں توڑ کر نماز جواب دیتا ؟

جواب

یہ روایت بیہقی (المتوفی 458ھ) نے شعب الإیمان میں دی ہے
 أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَنَا أَبُو جَعْفَرِ الرَّزَّازِ، نَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ،
 أَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، نَا يَاسِينَ بْنُ مُعَاذٍ، نَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَرْثَدٍ، عَنِ طَلْقِ
 بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ” لَوْ
 أَدْرَكْتُ وَالِدَيَّ أَوْ أَحَدَهُمَا وَأَنَا فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَقَدْ قَرَأْتُ فِيهَا
 بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تُنَادِي يَا مُحَمَّدُ، لَأَجَبْتُهَا لَبَّيْكَ ” يَاسِينَ بْنُ مُعَاذٍ
 ضَعِيفٌ

روایت ضعیف ہے

باب ۸ نماز استخارہ

نماز استخارہ کا طریقہ

دو رکعت نماز نفل پڑھ کر سلام پھیر دیں پھر دعا کریں

اللهم إني أستخيرك بعلمك وأستقدرك بقدرتك، وأسألك من فضلك العظيم، فإنك تقدر ولا أقدر وتعلم ولا أعلم وأنت علام الغيوب، اللهم إن كنت تعلم أن هذا الأمر خير لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري وأجله فاقدره لي ويسره لي ثم بارك لي فيه، وإن كنت تعلم أن هذا الأمر شر لي في ديني ومعاشي وعاقبة أمري وأجله فاصرفه عني واصرفني عنه، واقدر لي الخير

(ترجمہ) اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں اور تیرا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میرے لیے وقتی طور پر اور انجام کے اعتبار سے یہ (خیر ہے) تو اسے میرے لیے نصیب کر اور اس کا حصول میرے لیے آسان کر او قدرت کی بدولت تجھ سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا طلبگار ہوں کہ قدرت تو ہی رکھتا ہے اور مجھے کوئی قدرت نہیں۔ علم تجھ ہی کو ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اے میرے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام جس کے لیے استخارہ کیا جا رہا ہے میرے دین دنیا اور میرے کام کے انجام کے

اعتبار سے میرے لیے بہتر ہے ی ر پھر اس میں مجھے برکت عطا کر اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے برا ہے۔ یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ) میرے معاملہ میں وقتی طور پر اور انجام کے اعتبار سے (برا ہے) تو اسے مجھ سے ہٹا دے اور مجھے بھی اس سے ہٹا دے۔ پھر میرے لیے خیر مقدر فرما دے، جہاں بھی وہ ہو اور اس سے میرے دل کو مطمئن بھی کر دے

جب هذا الأمر پڑھے تو اس کام کا ذکر کرے جس میں خیر طلب کیا ہے

کیا بدعت پر استخارہ کر کے اس کو مشروع کیا جا سکتا ہے؟

جیسا کہ امام بخاری کے لئے اتا ہے
 فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے
 وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو ذَرِّ الْهَرَوِيِّ سَمِعْتُ أَبَا الْهَيْثَمِ مُحَمَّدَ بْنَ مَكِيِّ
 الْكَشْمِيهِنِي يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يُوسُفَ الْفَرَبْرِي يَقُولُ قَالَ الْبُخَارِيُّ
 مَا كَتَبْتُ فِي كِتَابِ الصَّحِيحِ حَدِيثًا إِلَّا اغْتَسَلْتُ قَبْلَ ذَلِكَ وَصَلَيْتُ
 رَكَعَتَيْنِ

الْحَافِظُ أَبُو ذَرِّ الْهَرَوِيِّ کہتے ہیں میں نے ابا الہیثم محمد بن مکی
 الکشمیہنی کو سنا انہوں نے محمد بن یوسف الفربری کو کہتے سنا
 کہ امام بخاری نے کہا کہ میں نے کوئی حدیث کتاب الصحیح میں
 نہ لکھی الا یہ کہ اس سے قبل دو رکعت پڑھی

جواب

اس روایت میں مُحَمَّدَ بْنَ مَكِيِّ الْكَشْمِيهِنِي المتوفی ۳۸۹ ھ ،
 مُحَمَّدَ بْنَ يُوسُفَ الْفَرَبْرِي پیدائش ۲۳۱ ھ اور المتوفی ۳۲۰ ھ سے
 سن کر امام بخاری کا ایک عمل بتا رہے ہیں جو بدعت ہے - حدیث
 رسول لکھنے پر استخارہ کرنے سے کوئی حدیث صحیح متصور نہیں
 ہو گی کیونکہ استخارہ ان کاموں میں کیا جاتا ہے جن میں مشورہ
 ممکن ہو مثلا کوئی کام کرنے کا ارادہ کرنا اور اس میں اطمینان قلب
 کے لئے کوئی کام کرنا

اصل میں اس قول کا دارومدار عَبْدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

الْهَرَوِيُّ الْحَافِظُ أَبُو ذَرٍّ بِرِيسَةِ جَسِّ كِي وَفَاتِ سَنَ ٤٣٠ هـ كِي هِي
 كِتَابِ الْمُنْتَخَبِ مِنْ كِتَابِ السِّيَاقِ لِتَارِيخِ نَيْسَابُورِ اَزِ تَقِيِّ الدِّيْنِ، اَبُو
 اِسْحَاقَ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَزْهَرِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ الْعِرَاقِيِّ،
 الصَّرِيْفِيْنِيِّ، الْحَنْبَلِيِّ (الْمُتَوَفَى 641هـ) كَرَمَاتِ
 مَعْرُوفٍ مَشْهُورٍ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ، صُوفِيٍّ مَالِكِيٍّ مِنَ الْمُجَاوِرِيْنَ
 بِمَكَّةَ، حَرَسَهَا اللهُ، كَانَ وَرِعًا زَاهِدًا عَالِمًا سَخِيًّا بِمَا يَجِدُ، لَا يَدَّخِرُ
 شَيْئًا لِلْعَدِ، صَارَ مِنْ كِبَارِ مَشَايخِ الْحَرَمِيْنَ، مُشَارًّا اِلَيْهِ فِي التَّصَوُّفِ،
 مَشْهُورٌ وَ مَعْرُوفٌ اَهْلُ حَدِيْثِ هِي صُوفِيٍّ مَالِكِيٍّ هِي اَوْرُ ... تَصُوفِ
 كِي طَرَفِ مَاتِلِ هِي

اس قول سے امام بخاری پر بدعت کا الزام لگتا ہے اور اس میں صوفی
 منش ابو ذر الہروی کی غلطی ہے
 بدعت پر استخارہ خود ایک بدعت ہے
 امام بخاری نے صحیح تالیف کرنے کا ارادہ کیا تو بہت ممکن سے
 اس پر استخارہ کیا ہو لیکن روایت کی صحت کا تعین علم جرح و
 تعدیل اور علم علل پر منبہ ہے اس میں ہر روایت پر وہی اشارہ لینا نا
 ممکن ہے

ہر روایت پر استخارہ ہونے کے باوجود علماء نے صحیح بخاری کی
 کچھ احادیث کو معلول بھی قرار دیا ہے جس میں البانی بھی ہیں
 لہذا استخارہ والی بات اس زاویہ سے بھی صحیح نہیں

باب ۹ نماز تسیح

کیا صلاۃ التسیح کی حدیث قابل عمل روایت ہے

جواب

صلوۃ التسیح کی روایت پر مندرجہ ذیل صورت حال ہے

ابی رافع رضی اللہ عنہ کی روایت

ترمذی کی سند ہے

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ الْعُكْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ،

ابن ماجہ کی سند ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عَيْسَى الْمَسْرُوقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ

یہ روایت زید بن حباب، موسیٰ بن عبیدہ سے وہ سعید بن ابی سعید

سے کی سند سے ہے

ترمذی کہتے ہیں

وَقَدْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ حَدِيثٍ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ، وَلَا يَصِحُّ مِنْهُ كَثِيرٌ شَيْءٌ، وَقَدْ رَأَى ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

صَلَاةِ التَّسْبِيحِ وَذَكَرُوا الْفَضْلَ فِيهِ“

صَلَاةِ التَّسْبِيحِ پر کوئی روایت صحیح نہیں اور ابن مبارک اور دیگر اہل علم نے صَلَاةِ التَّسْبِيحِ کا اور اس کے فضل کا ذکر کیا ہے ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ ھ نے کتاب الموضوعات (گھڑی ہوئی روایات) میں لکھتے ہیں

فَفِيهِ مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ.

قَالَ أَحْمَدُ لَا تَحِلُّ عِنْدِي الرَّوَايَةُ عَنْهُ.

وَقَالَ يَحْيَى لَيْسَ بِشَيْءٍ.

اس کی سند میں مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ ہے احمد کہتے ہیں اس سے روایت کرنا میرے نزدیک جائز نہیں اور یحییٰ کہتے ہیں کوئی شے نہیں مغلطای کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال میں لکھتے ہیں کہ ابن شاپین کہتے ہیں

قال عبد الله بن أبي داود أصح حديث في التسبيح حديث العباس -
يعني الذي رواه موسى بن عبد العزيز -.

عبد الله بن أبي داود کہتے ہیں التسبيح میں سب سے صحیح حدیث عبّاس والی ہے یعنی وہ جو موسی بن عبد العزیز روایت کرتا ہے اب اس روایت کا حال بھی دیکھئے

ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

ابو داود کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ

عَبْدِ الْعَزِيزِ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ابن ماجہ کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ،

صحیح ابن خزیمہ کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشْرِ بْنِ الْحَكَمِ، أَمَلَى بِالْكُوفَةِ، نَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَبُو شُعَيْبٍ الْعَدَنِيُّ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الْقُنْبَارِيُّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَصْلِي فَارِسِيٌّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

یہ تمام روایات أَبُو شُعَيْبٍ الْعَدَنِيُّ الْقُنْبَارِيُّ مُوسَى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وہ الْحَكَمُ بْنُ أَبَانَ سے وہ عِكْرِمَةَ سے کی سند سے آ رہی ہیں

اہل حدیث عالم اس کا دفاع اسطرح کرتے ہیں

اس حدیث کے ایک راوی (موسیٰ بن عبدالعزیز) کو صاحب مضمون نے مجہول بتلایا ہے۔ لیکن موسیٰ بن عبدالعزیز سے ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ ابن معین، نسائی، ابو داؤد، ابن شاپین وغیرہ ہم جمہور نے اس کی توثیق کی ہے۔ صرف ابن المدینی اور السلیمانی کی جرح ملتی ہے جو کہ جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ لہذا موسیٰ بن عبدالعزیز "حسن الحدیث" ہے ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ نے کتاب الموضوعات (گھڑی ہوئی روایات) میں کے تمام طرق کو کمزور قرار دیا ہے اور کہا ہے هَذِهِ الطَّرُقُ كُلُّهَا لَا تَثْبِتُ.

یہ سارے طرق مضبوط نہیں

وَأَمَّا الطَّرِيقُ الثَّانِي فَإِنَّ مُوسَى بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ مَجْهُولٌ عِنْدَنَا.

دوسرے طرق میں مُوسَىٰ بِنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ہے جو ہمارے نزدیک مجہول ہے

ابن خزیمہ نے اس روایت کو اگرچہ اپنی صحیح میں بیان کیا ہے لیکن اس پر باب قائم کیا ہے

بَابُ صَلَاةِ التَّسْبِيحِ إِنْ صَحَّ الْخَبَرُ فَإِنَّ فِي الْقَلْبِ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ شَيْئًا
 صَلَاةِ التَّسْبِيحِ كَمَا بَابٌ إِنْ خَبِرَ صَحِيحٌ (تو بھی) دل میں اس کی اسناد پر کوئی چیز (کھٹکتی) ہے

ابن خزیمہ کے مطابق دال میں کچھ کالا ہے

ابن حجر میدان میں کودے اور کتاب الْخِصَالِ الْمَكْفُورَةِ لِلذَّنُوبِ
 الْمُقَدَّمَةِ وَالْمُؤَخَّرَةِ میں کہا

أَسَاءَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بِذِكْرِ هَذَا الْحَدِيثِ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَوْلُهُ إِنْ مُوسَىٰ
 مَجْهُولٌ لَمْ يَصْبِ فِيهِ فَإِنَّ ابْنَ مَعِينٍ وَالنَّسَائِيَّ وَثِقَاهُ

برا کیا ابن الجوزی نے جو اس روایت کو الموضوعات میں ذکر کیا اور ان کا قول کہ موسیٰ مجہول ہے صحیح نہیں ہے شک ابن معین اور النَّسَائِيَّ نے ثقہ کہا ہے

لیکن الذہبی میزان میں لکھتے ہیں

موسى بن عبد العزيز العدني، أبو شعيب القنباري ما أعلمه روى عن غير الحكم بن أبان، فذكر حديث صلاة التسبيح.

روى عنه بشر بن الحكم، وابنه عبد الرحمن بن بشر، وإسحاق بن أبي إسرائيل، وغيرهم. ولم يذكره أحد في كتب الضعفاء أبداً، ولكن ما هو بالحجة.

موسی بن عبد العزیز العدنی، أبو شعیب القنباری میں نہیں جانتا کہ
 الحکم بن أبان کے علاوہ کسی نے ان سے روایت کیا ہو پس حدیث
 صلاة التسيح روایت کی ہے ان سے بشر بن الحکم، اور ان کے
 بیٹے عبد الرحمن بن بشر، اور إسحاق بن أبي إسرائيل اور دوسروں نے
 روایت لی ہے۔ اور ان کو کسی نے الضعفاء کی کتابوں میں ذکر
 نہیں کیا لیکن یہ حجت نہیں

الذهبی مزید کہتے ہیں

حدیثه من المنكرات لاسيما والحکم بن أبان ليس أيضا بالثبت.
 ان کی احادث میں منكرات ہیں اور الحکم بن أبان بھی ثبت نہیں
 ابن كثير كتاب التكميل في الجرح والتعديل ومعرفة الثقات والضعفاء
 والمجاهيل کے مطابق

علي بن المديني موسى بن عبد العزیز كومنكر الحديث اور ضعيف
 بتاتے ہیں

البيهقي اور ابن الجوزي کہتے ہیں مجہول ہے
 معلوم ہوا اس راوی پر صرف ابن المدینی اور السليمانی کی ہی جرح
 نہیں دیگر کی بھی ہے

اگر راوی ثقہ بھی ہو جائے تو بھی یہ شاذ روایت ہے جیسا کہ نیچے آ
 رہا ہے

دیگر روایات

اہل حدیث عالم لکھتے ہیں

صلوة التسيح کے بارے میں دو اور احادیث بھی قابل حجت ہیں۔

التَّسْبِيحِ پر کہتے ہیں
وَالْحَقُّ أَنَّ طَرَقَهُ كُلَّهَا ضَعِيفَةٌ

اور حق یہ ہے کہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں
کتاب المغنی عن الحفظ والکتاب از أبو حفص (المتوفی 622ھ)

کے مطابق امام عقیلی کہتے ہیں
قَالَ الْعَقِيلِيُّ ” لَيْسَ فِي صَلَاةِ التَّسْبِيحِ، حَدِيثٌ صَّحِيحٌ
صَلَاةِ التَّسْبِيحِ کی روایات میں کوئی صحیح حدیث نہیں
نوروی شرح المہذب میں کہتے ہیں

فِي اسْتِحْبَابِهَا نَظْرًا؛ لِأَنَّ حَدِيثَهَا ضَعِيفٌ، وَفِيهَا تَغْيِيرٌ لِنِظْمِ الصَّلَاةِ
المعروفة فينبغي أن لا تفعل بغير حدیث، وليس حدیثها ثابت
اس کے مستحب ہونے میں نظر ہے کیونکہ اس کی حدیثیں ضعیف
ہیں اور ان میں نظام صلاہ میں تغیر ہے پس یہ ہے کہ اس حدیث پر
عمل نہ کیا جائے اور یہ حدیث ثابت نہیں
عبدلہ بن باز فتویٰ فتاویٰ نور علی الدرب ج ۱۱ ص ۹۲ میں کہتے
ہیں

وَالْأَرْجَحُ فِي ذَلِكَ أَنَّهُ غَيْرٌ صَّحِيحٌ، وَأَنَّهُ مَوْضُوعٌ، وَلَيْسَ صَحِيحًا عَنِ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، هَذَا هُوَ الْمَعْتَمَدُ فِي هَذِهِ الصَّلَاةِ،
اور راجح یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں اور بے شک گھڑی ہوئی ہے اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں کوئی صحیح روایت نہیں اور
یہی قابل اعتماد بات ہے

عبدلہ بن باز فتویٰ فتاویٰ نور علی الدرب ج ۱۱ ص ۹۲ میں یہ بھی

کہتے ہیں

وحدیث شاذ مخالف للأحادیث الصحیحة

یہ شاذ حدیث ہے صحیح احادیث کی مخالف

اس روایت کو متقدمین سے لے کر متاخرین سب رد کر رہے ہیں لہذا

یہ مضبوط روایت نہیں۔ غیر مقلدین کے ممدوح بن باز

اور شوکانی بھی اس کو رد کر رہے ہیں

* * *

باب ۱۰ نماز عید

نماز عید ادا کرنے کا طریقہ
عید کی نماز دو رکعت ہے
پہلی رکعت میں تکبیر اولیٰ کے بعد امام ۳ تکبیرات کہے - یعنی
کل ۴ تکبیرات
پھر امام جہر سے قرات کرے اور نماز کی دوسری رکعت کی قرات
بھی عام نمازوں کی طرح کرے پھر رکوع میں جانے سے پہلے کل
۴ تکبیرات کہے - پھر باقی نماز عام نماز کی طرح پڑھے
اس طرح اس نماز میں کل ۶ زائد تکبیرات بنتی ہیں

نوٹ : ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ اسی طرح نماز عید پڑھاتے تھے -
راقم نے کئی بار ان کے ساتھ اسی طرح نماز عید ادا کی ہے

عیدین کی 12 تکبیرات کی روایت کی تحقیق درکار ہے

مسند الامام احمد اور سنن ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ
 ” عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي -صلي الله عليه وسلم -كبر في
 عيدِ ثنْتَيِ عَشْرَةِ تَكْبِيرَةٍ، سَعَا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَلَمْ يَصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا
 بَعْدَهَا. (مسند احمد ، 6688 بتحقيق احمد شاکر ، ابن ماجه مترجم ج ۱
 کتاب اقامه الصلوة باب ماجاء فی کم یکبر الامام فی الصلوة العیدین ص ۶۳۴
 رقم الحديث ۱۳۷۷)

سیدنا عبد اللہ عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے نماز عید میں بارہ
 تکبیریں کہیں پہلی رکعت میں سات اور آخری رکعت میں پانچ اور نماز سے
 پہلے اور بعد آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔

جواب

نماز عید پر کئی روایات ہیں

مصنف عبد الرزاق کی ہے

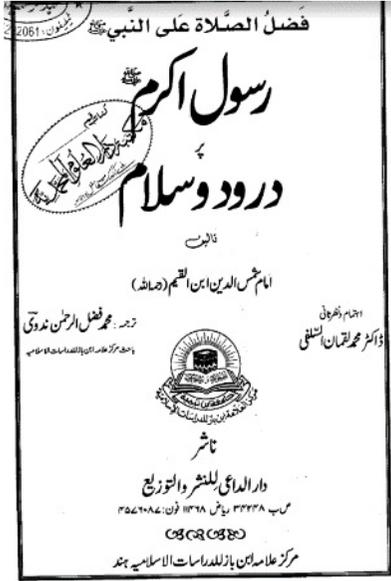
عَبْدُ الرَّزَّاقِ، 5687 - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلْقَمَةَ،
 وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مُوسَى
 الْأَشْعَرِيُّ، فَسَأَلَهُمَا سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ
 وَالْأَضْحَى فَجَعَلَ هَذَا يَقُولُ سَلْ هَذَا، وَهَذَا يَقُولُ سَلْ هَذَا، فَقَالَ لَهُ
 حُذَيْفَةُ سَلْ هَذَا - لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ - فَسَأَلَهُ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ
 «يُكَبَّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يُقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبَّرُ فَيُرْكَعُ، ثُمَّ يَقُومُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَأُ، ثُمَّ يُكَبَّرُ
 أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ»

علقمہ اور اسود بن یزید کہتے ہیں کہہم عبد اللہ بن مسعود کے پاس

بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس حذیفہ اور ابو موسیٰ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ان سے سعید بن العاص نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے متعلق سوال کیا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ان (حذیفہ) سے پوچھو، پھر حذیفہ نے کہا یہ مسئلہ عبداللہ بن مسعود سے پوچھو، چنانچہ انہوں نے پوچھا تو ابن مسعود نے کہا نمازی چار تکبیریں کہے، پھر قرأت کرے، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے، دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قرأت کرے، پھر قرأت کرے بعد چار تکبیریں کہے۔

اس فتویٰ کو احناف نے لیا اس کی سند صحیح ہے کوفہ میں اسی مذہب پر نماز ہوتی تھی اور یہی مذہب ابن عباس سے آیا ہے۔

لقمان سلفی نے کتاب رسول اکرم پر درود و سلام میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے



عالمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ، ابن مسعود، ابو موسیٰ اور حدیثہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) عید سے چند ایام پیشتر ان کے پاس ولید بن عقبہ آئے اور کہنے لگے کہ عید قریب آچکی ہے لہذا یہ بتائیے کہ اس موقع پر تکبیر کب اور کس طرح پڑھی جائے گی؟ ابن مسعود نے جواب دیا کہ ”تکبیر تحریمہ سے نماز کا آغاز کرو، پھر اللہ کی حمد و ثنایاں کرو، نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجو پھر دیگر دعائیں پڑھو اس کے بعد پھر تکبیر کہو اور تکبیر تحریمہ کے بعد عمل کو دہراؤ پھر تیسری بار تکبیر کہو اور سابقہ عمل کو دہراؤ پھر تم قراءت کرو، پھر تکبیر کہنے کے بعد رکوع کرو، پھر دوسری رکعت میں قراءت کے بعد اللہ کی حمد و ثنایاں کرو، نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجو پھر دیگر دعائیں پڑھو، پھر تکبیر کہو اور اپنے سابقہ عمل (اللہ کی حمد و ثنایاں، نبی اکرم ﷺ پر درود اور دعائیں) کو دہراؤ پھر دوسری بار تکبیر کہو اور وہی عمل دہراؤ پھر تیسری بار تکبیر کہو اور سابقہ عمل دہراؤ پھر تم رکوع کرو“۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ طریقہ نماز عید کو سننے کے بعد حدیثہ اور ابو موسیٰ نے کہا کہ ”ابو عبد الرحمن نے صحیح کہا“۔ (۲)

(۲) فضل الصلاة علی النبی (ص ۷۵-۷۶) حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر (۵۳۱/۳) میں لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

اس کے خلاف ایک حدیث عمرو بن شعیب سے ہے جس پر احناف میں امام یحییٰ القطن کہتے ہیں
وقال علی قال یحیی القطن حدیث عمرو بن شعیب عندنا واہ

امام علی المدینی نے کہا امام یحییٰ نے کہا عمرو کی حدیث ضعیف ہے

کہا جاتا ہے امام احمد ایک دوسری روایت کو ترجیح دیتے تھے
 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعَهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ
 شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي
 عِيدِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ تَكْبِيرَةً، سَبْعًا فِي الْأُولَى، وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ، وَلَمْ
 يُصَلِّ قَبْلَهَا، وَلَا بَعْدَهَا» [ص 284] قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَبِي
 «وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَى هَذَا»

اس کی سند صحیح نہیں ہے کیونکہ محدثین ہی عمرو بن شعیب
 عن ابیہ عن جدہ کی روایت پر جرح کرتے تھے یہاں تک کہ صرف
 اس سند کے لئے کتابیں تک لکھی گئی ہیں
 کتابتتعريف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس از ابن حجر کے
 مطابق

وقال بن أبي خيثمة سمعت هارون بن معروف يقول لم يسمع عمرو من
 أبيه شيئاً إنما وجدته في كتاب أبيه
 عمرو نے اپنے باپ سے نہیں سنا
 وقال أبو داود سمعت أحمد، ذكر له عمرو بن شعيب، فقال
 أصحاب الحديث إذا شأوا (احتجوا بحدیث عمرو بن شعیب، عن
 أبيه، عن جدہ) ، وإذا شأوا تركوه. «سؤالاته»

ابو داود کہتے ہیں میں نے امام احمد کو سنا ان سے عمرو کی
 حدیث کا ذکر ہوا پس کہا اصحاب حدیث جب چاہتا ہے اس کی

حدیث لیتے ہیں جب چاہتا ہے اس کو ترک کر دیتے ہیں
 امام عقیلی کہتے ہیں امام احمد نے کہا
 إنما نكتب حديثه نعتيره، فأما أن يكون حجة فلا
 ہم عمرو کی حدیث اعتبار کے لئے لکھتے ہیں جہاں تک دلیل کا
 تعلق ہے تو یہ اس کی حدیث سے نہیں لیتے
 لہذا امام احمد کا نماز عید کی ۱۲ تکبیرات والی روایت کو لینا
 مشکوک ہے

عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده كره دفاع میں کہا جاتا ہے
 امام بخاري رحمه الله (المتوفى 256) نے تاریخ الكبير میں کہا
 رأيت احمد بن حنبل وعلي بن المديني وإسحاق بن راهويه والحميدي
 وأبا عبيد، وعامة أصحابنا يحتجون بحديث عمرو بن شعيب عن أبيه
 عن جده، ما تركه أحد من المسلمين [تهذيب التهذيب لابن حجر
 49/24 وانظر التاريخ الكبير للبخاري 6/343].

میں نے دیکھا امام احمد اور امام علی اور امام اسحاق اور حمیدی اور
 ابو عبید اور عام اصحاب حدیث اس کی روایت سے احتجاج کرتے
 ہیں

سوال ہے امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس سے ایک بھی روایت
 کیوں نہیں لکھی اگر یہ ائمہ اس سے احتجاج کرتے ہیں
 اس کے علاوہ اس تکبیرات والی روایت کی سند میں عبد اللہ بن
 عبد الرحمن بن یعلی الطائفی ہے جو ضعیف ہے
 بحر الحال حنابلہ نے اس روایت کو قبول کیا ہے ان کی دیکھا

دیکھی غیر مقلدین نے بھی
 شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں سند حسن ہے
 کہا جاتا ہے امام بخاری نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن یہ بھی
 غلط ہے
 الترمذی فی “العلل الکبیر” 1/288 عن البخاری قوله لیس فی هذا
 الباب شیء أصح من هذا
 یہ بات ترمذی کی العلل میں ہے جسکی سند ثابت نہیں ہے

عید میں خطبوں کی تعداد کتنی ہے؟

محترم نماز عیدین میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتنے خطبات
 دیتے تھے؟ صحیح احادیث سے رہنمائی کریں، بعض علماء کا
 کہنا ہے کہ صرف ایک ہی خطبہ دیتے تھے بعض کا کہنا دو، اس
 اختلاف کی کیا حقیقت ہے؟

جواب

عید کے حوالے سے جو روایات آتی ہیں ان میں خطبہ کا ذکر ہے وہاں
 واضح نہیں کہ دو خطبہ تھے یا ایک
 اب اس پر اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ ایک تھا اور بعض کا
 کہنا ہے کہ تعامل امت دو خطبوں کا چلا
 آ رہا ہے

امام شافعی ہر خطبہ کو چاہے استسقاء ہو کسوف ہو عید ہو ان سب

کو دو کرتے ہیں۔ امام مالک کے ہاں عید کے دو خطبے ہیں

مسند احمد، صحیح مسلم میں ہے
فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ

نبی نے خطبہ دیا نماز عید کے بعد پھر عورتوں کے پس گئے
معلوم ہوا کہ ایک ہی خطبہ دیا تھا - لیکن ایک گروہ کہتا ہے یہ
عورتوں کو جو وعظ کیا یہ دوسرا خطبہ تھا

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ،
قَالَ «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمَ عِيدِ عَلِيٍّ
رَاحِلَتِهِ»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر خطبہ دیا عید کا
اس سے معلوم ہوا کہ دو خطبہ نہیں تھے کیونکہ اس میں زمین پر اتر
کر نہیں بیٹھے

ابن ابی شیبہ کے نزدیک خچر پر تھے

اور ابن خزیمہ کہتے ہیں سواری سے مراد ہے کہ وہ کھڑے تھے
ابن خزیمہ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اور کہا ہے دو خطبہ ہوں
گئے

امام شافعی حدیث لائے ہیں کہ دو خطبہ دیے

قال أخبرنا إبراهيم بن محمد قال حدثني عبد الرحمن بن محمد بن
عبد الله عن إبراهيم بن عبد الله عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة قال

السنة أن يخطب الإمام في العيدين خطبتين يفصل بينهما بجلوس
سند ضعيف ہے

* * *

باب ۱۱ گرہن کی نماز

سورج گرہن کی نماز کا طریقہ

یہ دو رکعات نماز ہے جس میں گرہن دیکھنے پر نماز پڑھی جاتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ بھی دیا جاتا ہے

ہر رکعت میں دو رکوع ہوں گے دو سجدے ہوں گے - امام تکبیر اولیٰ کے بعد حمد کہے گا اور جہر سے قرات کرے گا - اس کے بعد رکوع میں جائے گا - سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ بولے گا اور ربنا لک الحمد پھر سورہ فاتحہ پڑھے گا اور کسی دوسری سورت کو ملا کر لمبی قراءت کرے گا - پھر دوسری بار لمبا رکوع کرے گا لیکن یہ پہلے رکوع سے قدرے کم لمبا ہو گا۔ پھر رکوع سے سر اٹھائے گا اور " سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ " کہے گا پھر کافی دیر تک کھڑا رہے۔ پھر دو سجدے کرے گا جس میں کافی دیر سجدے میں رہے - اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بھی کافی دیر تک بیٹھے ۔

پھر دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گا اور بالکل پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بھی ادا کرے گا پھر اس کے بعد تشهد میں بیٹھے اور آخر میں سلام پھیر دے گا۔

اس کے بعد خطبہ دے گا

باب ۱۲ نماز خوف

نماز خود حالت جنگ میں پڑھی جاتی ہے اگر ممکن ہو -
شدید جنگ کی حالت میں نماز کو موخر کیا جائے گا

نماز خوف کا کیا طریقہ ہے

جواب

سنن ابن ماجہ میں ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ أُنْبَأْنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ
نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «فِي
صَلَاةِ الْخَوْفِ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ يُصَلِّي بِطَائِفَةٍ مَعَهُ، فَيَسْجُدُونَ سَجْدَةً
وَاحِدَةً، وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِينَ سَجَدُوا
السَّجْدَةَ مَعَ أَمِيرِهِمْ، ثُمَّ يَكُونُونَ مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ
لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّوا مَعَ أَمِيرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ أَمِيرُهُمْ وَقَدْ
صَلَّى صَلَاتَهُ، وَيُصَلِّي كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلَاتِهِ سَجْدَةً لِنَفْسِهِ،
فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ، فَرَجَالًا أَوْ رُكْبَانًا» قَالَ يَعْنِي بِالسَّجْدَةِ
الرَّكْعَةَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز خوف کی (کیفیت) کے بارے میں فرمایا امام اپنے

ساتھ مجاہدین کی ایک جماعت کو نماز پڑھائے، وہ ایک سجدہ کریں اور ایک گروہ ان کے اور دشمن کے درمیان حائل رہے۔ پھر یہ صف لوٹ جائے جس نے امیر کے ساتھ سجدہ کیا اور وہاں ان کے پاس (دشمن سے لڑنے) جائیں جنہوں نے نماز ابھی نہیں پڑھی۔ اب وہ لوگ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آگے آئیں وہ امیر کے ساتھ ایک سجدہ کریں اور لوٹ جائیں۔ اب امام تو اپنی نماز سے فارغ ہو جائے گا، اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک (اپنے مقام پر) ایک سجدہ اور کر لیں۔ اگر خوف و دہشت اس سے بھی زیادہ ہو، (صف بندی نہ کر سکتے ہوں) تو ہر شخص پیدل یا سواری پر نماز پڑھ لے۔ ابن عمر نے کہا سجدہ یہ رکوع ہے

یہ حالت جنگ میں نماز خوف کا ذکر ہے اور یہاں مروجہ سجدے نہیں صرف رکوع کرنا ہے۔ کتاب الاقتضاب فی شرح أدب از ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن السید البطلیوسی (المتوفی 521 ھ)، الناشر مطبعة دار الكتب المصرية بالقاهرة میں ہے

قال المفسر قد قيل سجد بمعنی انحنی، ویدل علی ذلك قوله تعالیٰ (وادخلوا الباب سجداً). ولم یؤمروا بالدخول علی جباههم، وإنما أمروا بالانحناء. وقد یمكن من قال القول الذي حكاہ ابن قتیبة،

أن يجعل سجداً حالاً مقدره، كما حكى سيويه من قولهم مررت برجل معه صقر صائداً به غداً، أي مقدرًا للصيد عازماً عليه، ومثله قوله تعالیٰ (قل هي للذين آمنوا في الحياة الدنيا خالصة يوم القيامة)، ولكن قد جاء

في غير القرآن ما يدل على صحة ما ذكرناه. قال أبو عمرو الشيباني
الساجد في لغة طيء المنتصب، وفي لغة سائر العرب المنحني،
وأنشد

لولا الزمام اقتحم الأجاردا ... بالغرب أو دق النعام الساجدا

ويدل على ذلك أيضاً قول ميد بن ثور الهلالي

فلما لوين على معصم ... وكف خضيب وأسوارها

فضول أزمتهما أسجدت ... سجود النصارى لأحبارها

مفسر نے کہا کہا جاتا ہے کہ سجدہ انحنا ہے اور اس پر دلیل اللہ کا
قول ہے (وادخلوا الباب سجداً). دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور
یہ حکم نہیں ہے کہ داخل ہوتے وقت اپنی پیشانی زمین پر رکھو بلکہ یہ
انحناء کا حکم ہے

پھر اس بات کو عربی اشعار سے بھی ثابت کیا گیا۔ کنز الکتاب

ومنتخب الآداب (السفر الأول من النسخة الكبرى) از مؤلف أبو

إسحاق إبراهيم بن أبي الحسن الفهري المعروف بالبونسي (651هـ)

الناشر المجمع الثقافي، أبو ظبي میں ہے

ومِمَّا جاء من السجود كناية عن الرُّكُوع حديث عبد الله بن عمر فيما

روى عن عبد الرحمان بن أبي الزناد عن موسى بن عقبة عن نافع عن

ابن عمر انه كان يقول في صلاة الخوف "يَقُومُ الإمام وتقوم معه

طائفة، وتكون طائفة بينهم وبين العدو، فيسجد سجدة واحدة بمن

معه، ثم ينصرف الذين سجدوا سجدة، فيكونون مكان أصحابهم

الذين كانوا بينهم وبين العدو، وتقوم الطائفة الأخرى الذين لم يصلوا،

فیصلون مع الإمام سجدة ثم ینصرف الإمام، وتُصلي كلُّ واحدة من الطائفتين لأنفسهم سجدة سجدة، فإن كان الخوف أكثر من ذلك فليصلوا قیاما علی أقدامهم، أو ركبانا علی ظهور الدواب . قال موسی بن هارون الطوسی كُلُّ سَجْدَةٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَمَعْنَاهَا رُكْعَةٌ. سمعت أبا خيثمة يقول أهلُ الحجاز يسمون الرُكْعَةَ سَجْدَةً.

اور سجده کو رکوع پر کنایہ کے طور پر لیا جائے یہ حدیث ابن عمر میں آیا ہے موسی بن ہارون طوسی نے کہا اس حدیث میں سارے سجدے اصل میں رکوع کے معنی پر ہیں -أبا خيثمة کو کہتے سنا کہ اہل حجاز رکوع کو سجده بھی کہہ دیتے ہیں

جنگ میں سجدے مروجہ سات اعضا پر نہیں ہیں جیسا اوپر ذکر کیا - سنن البیہقی جلد 3 ص ۳۶۳ میں ہے کہ رسول صلی اللہ

علیہ و علی آلہ وسلم نے امت کو مزید آسانی دی کہ فرمایا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ قَوْلِ مُجَاهِدٍ " إِذَا اخْتَلَطُوا فَإِنَّمَا هُوَ التَّكْبِيرُ وَالْإِشَارَةُ بِالرَّأْسِ "، وَزَادَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " فَإِن كَثُرُوا فَلْيُصَلُّوا رُكْبَانًا أَوْ قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ ". يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ صَلَاةَ الْخَوْفِ مِثْلِ قَوْلِ مُجَاهِدٍ " إِذَا اخْتَلَطُوا فَإِنَّمَا هُوَ التَّكْبِيرُ وَالْإِشَارَةُ بِالرَّأْسِ "

جب (فوجیں) گتھم گتھا ہو جائیں تو پھر بس تکبیر اور سر سے اشارہ (ہی نماز ادا کرنے کے لیے کافی) ہے اور حکم دیا کہ اگر شدت ہو تو سواری پر ہی نماز کر لو یا اتر کر سواری کے قدموں کے پاس یعنی

نماز خوف

رکوع کو اہل حجاز سجدہ بھی کہہ دیتے ہیں اس کی دلیل

صحیح مسلم میں ہے

وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّيِّعِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح قَالَ وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرَمَلَةُ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ وَهَبٍ، وَالسِّيَاقُ لِحَرَمَلَةَ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا»، وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ

عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَبِيٌّ كَمَا نَبِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ فَرَمَايَا جَس

کو عصر میں ایک سجدہ ملا قبل اس کے کہ سورج غروب ہو یا

صبح کی نماز میں قبل اس کے کہ سورج طلوع ہو اس نے نماز پالی

عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ سجدہ بے شک رکوع ہے

معلوم ہوا کہ فقہ صحابہ کے تحت سجدہ کا لفظ حدیث میں بعض

اوقات رکوع پر کنایہ کے طور بولا گیا ہے اور محققین کہتے کہ یہ اہل

حجاز کا طریقہ ہے جن کی زبان میں سورہ یوسف نازل ہوئی ہے

باب ۱۳ مساجد کی تعمیر

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز نہیں پڑھی؟

جواب

مسلمانوں کے پاس قالین نہیں تھے پہلا قالین کسری کے مال غنیمت میں آیا جس کا عرض بہت تھا لیکن اس کو فارس میں ہی کاٹ کاٹ کر اونٹوں اور گھوڑوں پر لاد کر مدینہ لایا گیا مجوسیوں کو اس قالین کا بہت قلق ہے آج تک اس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ یہ کتنا شاندار تھا

ان کے بعض ہمدردوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ نماز زمین یا مٹی پر پڑھی جائے تو قبول ہو گی ورنہ نہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز پڑھی ہے صحیح بخاری کی روایت ہے

عبداللہ بن شداد سے ، انہوں نے کہا میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں سنا کہ میں حائضہ ہوتی تو نماز نہیں پڑھتی تھی اور یہ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (گھر میں) نماز پڑھنے کی جگہ کے قریب لیٹی ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اپنی چٹائی پر پڑھتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کا کوئی حصہ مجھ سے لگ جاتا تھا۔

امام بخاری باب قائم کرتے ہیں

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحُمْرَةِ

باب کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھنا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن سیرین نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انصار میں سے ایک مرد نے عذر پیش کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا اور وہ موٹا آدمی تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر دعوت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چٹائی بچھا دی اور اس کے ایک کنارہ کو (صاف کر کے) دھو دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بورے پر دو رکعتیں پڑھیں۔ آل جارود کے ایک شخص (عبدالحمید) نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن کے سوا اور کبھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے نہیں دیکھا

ایک اور حدیث ہے

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں انس بن سیرین نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ انصار کے گھرانہ میں ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور انہیں کے یہاں کھانا کھایا، جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو آپ کے حکم

سے ایک چٹائی پر پانی چھڑکا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور گھر والوں کے لیے دعا کی۔

مینار بنانا کیا بدعت ہے ؟

جواب

مینار بنانا بدعت ہے - اسلام میں پہلا مینار عباسی خلیفہ المتوکل علی اللہ ابن الخلیفۃ المعتصم باللہ، کے دور میں سن ۲۳۴ سے ۲۳۷ ہجری میں جامع الملویۃ سامراء میں بنا۔ اس کو بابل کے مینار کی طرز پر بنایا گیا جس کو zigurat

کہا جاتا ہے

ظاہر ہے کسی جاہل نے عباسی خلفاء کو یہ مشورہ دیا کہ اس طرح بابل کے مقام پر اسی طرح کا مینار نما مسجد بنا دو جو بقول تورات قدیم بابل پر عذاب کا موجب بنی تھی کتاب پیدائش باب ۱۰ میں ہے

And the Lord descended to see the city and the tower that the sons of man had built.

And the Lord said, "Lo! [they are] one people, and they all have one language, and this is what they have commenced to do. Now, will it not be withheld from ?them, all that they have planned to do

اس سے قبل جامع اموی دمشق جو اصل میں ایک چرچ تھا اس پر جب قبضہ کر کے اس کو مسجد قرار دیا گیا الولید بن عبد الملک (سن ۸۶ ہجری تا ۹۶ ہجری) کے دور میں تو اس سے منسلک مینار جس میں ناقوس لٹک رہا ہو گا اس کو مسجد کا مینار قرار دیا گیا شام میں یہ روایت بھی تھی کہ مینار پر نصرانی راہب عبادت کیا کرتے تھے اور دور بنو امیہ میں النوبی نام کا ایک راہب اسی طرح کے کسی مینار پر رہتا تھا

جامع اموی پر قبضہ کیا گیا جو یحییٰ علیہ السلام کے سر کا مدفن کہا جاتا ہے یا ہود علیہ السلام کا مدفن بھی کہا گیا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد بنا دیا

مینار یا کیل نما عمارت مشرک قوموں کی نشانی ہے قرآن میں ہے

وَفِرْعَوْنَ ذُو الْأَوْتَادِ
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ

اس کا ترجمہ میسخون والا فرعون کیا جاتا ہے لیکن یہ ممکن ہے

Obelisk

ہو جس کو آجکل عرب المسلة بولتے ہیں
المسلة کا ترجمہ مینخ ہی ہے

<http://www.almaany.com/en/dict/ar-en/المسلة/>

from Ancient Greek ὀβελίσκος obeliskos; diminutive
of ὀβελός obelos, “spit, nail, pointed pillar

Obelisk

یا

المسلة کو مندروں کے ساتھ ہی بنایا جاتا تھا گویا یہ مینار ہی تھا یعنی
دور سے انسان دیکھ سکے کہ مندر کہاں ہے
مصری زبان میں اس کو

tekhenu

کہا جاتا تھا جس کا ترجمہ ہے وہ جو آسمان میں میخ لگا دے
راقم سمجھتا ہے کہ مساجد کی تطہیر کی ضرورت ہے

مسلم میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دمشق کی
مسجد کے مشرقی مینار پر اترے گئے بعض اس سے استدلال کرتے
ہیں کہ مینار بنانا جائز ہے جبکہ وہ روایت منکر ہے - کعب الاحبار
کے اقوال کا مجموعہ ہے جس کو حدیث نبوی بنا دیا گیا ہے تفصیل
کتاب نزول مسیح میں ہے

شیعوں کی کتاب موسوعة أحاديث امیر المؤمنین علی کے مطابق
حدَّثنا محمد بن إبراهيم بن إسحاق - رضي الله عنه - قال حدثنا عبد
العزيز ابن يحيى الجلوديّ بالبصرة قال حدثنا الحسين بن معاذ قال
حدَّثنا قيس بن حفص قال حدثنا يونس بن أرقم، عن أبي سيار

الشیبانی، عن الضحاک بن مزاحم، عن النزال ابن سبرة قال خطبنا أمير المؤمنین علی بن ابي طالب - علیه السلام - فحمد الله عز وجل وأثنى علیه وصلى على محمد وآله، ثم قال سلوني أيها الناس قبل أن تفقدوني - ثلاثاً - فقام إليه صعصعة بن صوحان فقال يا أمير المؤمنین متى يخرج الدجال؟ فقال له علي - علیه السلام -

علی رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ دجال کب نکلے گا انہوں نے جو نشانیاں بتائیں ان میں تھا وطوَّلتِ المَناراتُ اور مینار طویل کیے جائیں گے - جبکہ مینار کا اس دور میں اسلامی تعمیرات میں کوئی ذکر نہیں ملتا

محراب بنانا کیا بدعت ہے ؟

جواب

الموسوعة الفقهية الكويتية کے مطابق

لَمْ يَكُنْ لِلْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ مِحْرَابٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِي عَهْدِ الْخُلَفَاءِ بَعْدَهُ، وَأَوَّلَ مَنْ اتَّخَذَ الْمِحْرَابَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَحَدَثَهُ وَهُوَ عَامِلُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَلَى الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ عِنْدَمَا أَسَسَ مَسْجِدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَدَمَهُ وَزَادَ فِيهِ، وَكَانَ هَدْمُهُ لِلْمَسْجِدِ سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِينَ لِلْهِجْرَةِ، وَقِيلَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَفَرَعَ مِنْهُ سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِينَ - وَهُوَ أَشْبَهُ - وَفِيهَا حَجَّ الْوَلِيدُ

مسجد النبی میں محراب دور نبوی میں نہیں تھی نہ دور خلفاء میں

تھی اور گورنر مدینہ عمر بن عبد العزیز پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد النبی میں محراب بنوائی جنہوں نے خلیفہ الولید بن عبد الملک کے دور میں مسجد النبی کو منہدم کیا اور اس میں اضافہ کیا اور یہ انہدام سن ۹۱ ہجری میں ہوا اور کہا جاتا ہے ۸۸ ہجری میں ہوا اور اس تعمیر سے سے ۹۱ میں فارغ ہوئے جو اچھا ہے محراب مسجد الاقصیٰ یا پیکل سلمانی کی نشانی ہے اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے کہ وہاں مریم اور زکریا نماز پڑھتے تھے راقم کی تحقیق کے مطابق مسجد الاقصیٰ کے صحن میں ایک الاو جلتا رہتا تھا جس میں سوختی قربانی ڈالی جاتی تھی اس کو

Azarah

کہا جاتا تھا

مسجد کے منتظمین کے لئے ایک بڑا ہال نما حجرہ

Bet ha-Moed or Bet Hamoked (Chamber of the
Hearth)

اس صحن سے متصل تھا جس کی چھت محراب نما تھی تلمود کے مطابق آدھے گنبد جیسی تھی اس میں لاوی رہتے تھے جو ہارون علیہ السلام کی نسل کے لوگ تھے مسجد الاقصیٰ یا پیکل کے منتظم تھے اور زکریا علیہ السلام بھی انہی میں سے تھے چونکہ وہ مریم علیہ السلام کے کفیل مقرر ہوئے تھے لہذا اسی بڑے حجرہ میں ایک مشرقی کونہ میں مریم معتکف ہوئیں تاکہ نذر پوری کی جا سکے نصرانیوں نے جب چرچ قائم کیے تو اسی مسجد الاقصیٰ کی تعمیر

سے بہت سی چیزیں لیں جن میں محراب بھی تھی - اسلام کے بعد ان چرچوں اور یہود کی مساجد کو جب مسلمانوں نے قبضہ میں لیا ان کو یہ چیز پسند آئی کہ اپنی مسجدوں میں محراب بنا دی جائے
 Bet ha-Moed or Bet Hamoked (Chamber of the Hearth) was the domed chamber in temple, was in north of the 'Azarah (inner court where burning altar was placed), See Jewish Encyclopedia

بہت سی مساجد میں محراب پر یہ آیت لکھی جاتی ہے
 فنادتہ الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب
 نصرانی کلیسا میں اس کو

<https://en.wikipedia.org/wiki/Apse>

کہا جاتا ہے جو لاطینی میں محراب کا ترجمہ ہے
 الجامع لعلوم الإمام أحمد - علل الحديث ما جاء في المحراب في المسجد کے مطابق
 قال الإمام أحمد ما أعلم فيه حديثاً يثبت
 احمد نے کہا محراب کے حوالے سے کوئی ثابت حدیث نہیں ہے
 شروع میں اس کو الطاق بھی کہا جاتا تھا
 شہید المحراب عمر بن الخطاب کو کہا جاتا ہے جبکہ ان پر حملہ
 محراب میں نہیں ہوا کیونکہ اس دور میں مسجد النبی میں محراب
 نہیں تھی

کتاب البدء والتاریخ از المطهر بن طاهر المقدسی (المتوفی نحو 355ھ) کے مطابق

وأول من نصب المحراب في المسجد

الحسن بن علي رضي الله عنهما پہلے خلیفہ بین جنہوں نے مسجد میں محراب بنائی

الاستيعاب في معرفة الأصحاب أز قرطبي کے مطابق ابن ملجم نے جب علی پر حملہ کیا

فأما أحدهما فوقعت ضربته في الطاق

وہ طاق میں تھے یعنی محراب میں

محراب کوفہ میں اغلباً خوارج کے نماز میں حملہ سے بچنے کے لئے بنائی گئی کہ اگر کوئی مقتدیوں میں ہوں تو نماز کے امام یعنی خلیفہ علی یا حسن تک آسانی سے نہ جا سکیں

شام میں محراب نصرانی کنیسا اور کلیسا میں پہلے سے تھیں لیکن ان کا رخ مشرق کی طرف تھا اور کعبہ جنوب میں تھا

شام میں نصرانی عبادت گاہوں پر جب قبضہ کیا گیا تو کتاب المعرفة والتاریخ از الفسوی کے مطابق

كان الوليد قال للنصارى من أهل دمشق ما شئتم ان أخذتم كنيسة توما عنوة وكنيسة الداخلة صلحا، فانا لنهدم كنيسة توما.

— قال هشام وتلك أكبر من الداخلة- قال فرضوا أن أهدم كنيسة الداخلة وأدخلها في المسجد.

قال وكان بابها قبلة المسجد. اليوم المحراب الذي يصلّي فيه.

الوليد بن عبد الملك نے جس کنيسه پر قبضہ کیا اس کا باب جہاں
تھا وہاں محراب بنا دی گئی

الشمز المستطاب في فقه السنة والكتاب المؤلف محمد ناصر الدين
الألباني کے مطابق

المنأوى نے کہا

خفي على قوم كون المحراب في المسجد بدعة وظنوا أنه كان في زمن

النبي صلى الله عليه وسلم ولم يكن في زمنه ولا في زمن أحد من

خلفائه بل حدث في المائة الثانية مع ثبوت النهي عن اتخاذہ

اور ایک قوم پر مخفی رہا ہے کہ مسجد میں محراب ایک بدعت ہے

یہ نہ دور نبوی میں تھی نہ دور خلفاء میں بلکہ اس کا آغاز قرن دوم

میں ہوا اس کی نہی کے ثبوت کے ساتھ

تاریخ الکبیر از امام بخاری میں ہے

هُرَيْمُ بْنُ سَفْيَانَ، الْبَجَلِيُّ، أَبُو مُحَمَّدٍ.

عَنْ أُمِّ عَمْرٍو، قَالَتْ رَأَيْتُ الْبِرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُصَلِّي فِي الطَّاقِ.

الْبِرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ طَاقٌ مِثْلُ نَمَازٍ يُرْتَدُّ

الجرح والتعديل از ابن ابی حاتم کے مطابق

الفضل أبو يزيد قال رأيت سعيد بن مسروق يصلي في الطاق

مسروق طاق میں نماز پڑھتے

كتاب الجامع لعلوم الإمام أحمد - الفقه کے مطابق

الصلاة في المحراب وطاق القبلة

قال إسحاق بن منصور قُلْتُ تَكَرَّهَ الْمِحْرَابُ فِي الْمَسْجِدِ؟

قال ما أعلم فيه حديثًا يثبت، ورُبَّ مسجدٍ يحتاجُ إليه يُرتفق بهِ.

قال إسحاق كما قال.

“مسائل الكوسج” (248)

إسحاق بن منصور نے امام احمد سے پوچھا اپ مسجد میں محراب سے کراہت کرتے ہیں؟ احمد نے کہا اس پر کوئی ثابت حدیث نہیں ہے اور مسجد بڑھانے والوں نے دلیل لی کہ اس سے (جہت قبلہ میں) اتفاق ہوتا ہے

اسحاق نے ایسا ہی کہا

قال إسحاق بن منصور قال إسحاق وأما المحارِبُ فجائزة، للأئمة أن يعدلوا يمنة عن الطَّاق، فإن لم يفعلوا فقاموا في الطَّيْقَانِ أَجْرَاتِهِمْ صَلَاتُهُمْ.

“مسائل الكوسج” (249)

اسحاق بن راہویہ نے کہا محرابین جائز ہے اماموں کے لئے کہ طاق میں جائیں اگر ایسا نہ کریں تو نماز کا کچھ اس میں کریں
قال صالح حدثني أبي، قال حَدَّثَنَا عَلِي بن مجاهد، عن أبي شهاب قال رأيت سعيد بن جبير يصلي في الطاق (1).

“مسائل صالح” (854)

مجاہد نے ابی شہاب سے روایت کیا کہ انہوں نے سعید بن جبیر کو طاق میں نماز پڑھتے دیکھا

قال أبو داود سمعت أحمد سُئِلَ عن محراب يريد أن ينحرف عنه الإمام؟

قال ينبغي بأن يحول ويحرف.

“مسائل أبي داود” (321)

ابو داود نے کہا میں نے احمد سے پوچھا محراب کے بارے میں کہ

امام اس سے دور ہو جاتا ہے

احمد نے کہا اس کو چاہیے کہ اس سے دور ہو

الغرض محراب یا طاق کو بنانے پر اختلاف ہوا لیکن وقت کے ساتھ

اس کو قبول کر لیا گیا

باب ۱۴ عورتوں کے حوالے سے

حالت حیض میں نماز عورت پڑھے گی؟

ایک صاحب کا کہنا ہے کہ یہ شیعوں کا قول ہے

جواب

لا تقبل صلاة بغير طهور

بغير طهارت نماز قبول نہیں ہوتی صحیح مسلم

اور قرآن میں حیض کا ذکر ناپاکی کے طور پر کیا گیا ہے

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ «يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ» فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلْبَّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ»، قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ «أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ بَلَى، قَالَ «فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟» قُلْنَ بَلَى، قَالَ «فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا»

ابو سعید الخدری نے کہا رسول اللہ نے فرمایا جب عورت حائضہ ہے

تو اس کو نہ نماز پڑھنی ہے نہ روزہ رکھنا ہے

اس کی سند میں نہ شیعہ ہے نہ کوئی مدلس ہے
 سند میں محمد بن جعفر اصل میں مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ
 الْأَنْصَارِيِّ ہیں یہ امام جعفر نہیں ہیں

کیا عورتوں کا مسجد جانا صحیح نہیں ہے اس پر روایت ہے
 (لا تمنعوا نساءكم المساجد وبيوتهن خير لهن)

ابوداؤد، ابن خزیمہ

جواب

یہ روایت مسند احمد ابو داؤد صحیح ابن خزیمہ میں ہے
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي
 ثَابِتٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «لَا تَمْنَعُوا
 النِّسَاءَ أَنْ يَخْرُجْنَ إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَيُؤْتِهِنَّ خَيْرٌ لِهِنَّ»

اس کی سند میں عوام بن حوشب ہے جو ضعیف ہے
 حبیب بن ابی ثابت مدلس ہے جو عن سے روایت کرتا ہے
 روایت ضعیف ہے

شعیب الأرنؤوط ، ابن دقیق العید، حاکم اور ابن خزیمہ کے نزدیک
 روایت صحیح ہے

البانی صحیح ابن خزیمہ پر تعلیق میں کہتے ہیں
 إسنادہ صحیح. لولا عنعنة حبيب بن أبي ثابت، لكن الحديث صحيح
 بشواهد، وهو مخرج في "صحیح أبي داؤد"
 اس کی اسناد صحیح ہیں اگر حبیب بن ابی ثابت کا عنعنہ نہ ہوتا

لیکن حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے
 حاکم مستدرک میں کہتے ہیں وَقَدْ صَحَّ سَمَاعٌ حَبِيبٍ مِنْ ابْنِ عُمَرَ
 اور حبیب کا سماع ابن عمر سے صحیح ہے الذہبی کہتے ہیں
 شیخین کی شرط پر ہے
 راقم کہتا ہے حبیب کا سماع ابن عمر سے نہیں ہے
 امام علی المدینی کہتے ہیں اس نے عائشہ کے علاوہ کسی صحابی
 سے نہیں سنا
 قال علي بن المديني حبيب بن أبي ثابت لقي بن عباس وسمع من
 عائشة ولم يسمع من غيرهما من الصحابة رضي الله عنهم
 جامع التحصيل في أحكام المراسيل

اب اس کے شواہد کیا ہیں یہ بھی دیکھ لیں
 مسجد انے میں عورتوں پر پابندی والی روایات ضعیف ہیں
 سنن ابوداؤد کی روایت ہے
 حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، أَنَّ عَمْرُو بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُمْ، حَدَّثَنَا هَمَامٌ، عَنْ
 قَتَادَةَ، عَنْ مُرَّوقٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ
 عن عبد الله، عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال "صلاة المرأة
 في بيتها أفضل من صلاتها في حُجْرَتِهَا، وصلاتها في منخَدِهَا أفضل
 من صلاتها في بيتها
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کی نماز اپنی
 کوٹھڑی میں افضل ہے اس کے گھر سے اور اندر کی چور کوٹھڑی

میں پڑھنی بہتر ہے، اس کے گھر سے یہ منکر روایت ہے صحیح بخاری کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ عورتوں کو مسجد جانے سے مت روکو سنن ابو داود اور مسند احمد کی اس روایت میں ہے جو ضعیف ہے اس کو بصرہ کے قتادہ اور مورق عجللی بیان کرتے ہیں دونوں مدلس ہیں

ابن خزیمہ صحیح میں کہتے ہیں
وَلَا أَقْفُ وَلَا هَلْ سَمِعَ قَتَادَةَ خَبَرَهُ مِنْ مُورِقٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ أُمَّ لَا. بَلْ كَانِي لَا أَشْكُ أَنَّ قَتَادَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، لِأَنَّهُ أَدْخَلَ

فِي
بَعْضِ أَخْبَارِ أَبِي الْأَحْوَصِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي الْأَحْوَصِ مُورِقًا، وَهَذَا الْخَبْرُ
نَفْسُهُ أَدْخَلَ هَمَّامٌ وَسَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ بَيْنَهُمَا مُورِقًا

میں نہیں جانتا کہ کیا قتادہ نے مورق سے سنا بھی اور اس نے ابی الاحوص سے؟ بلکہ شک ہے کہ قتادہ نے نہیں سنا

اسی سند سے دوسری روایت صحیح ابن خزیمہ میں ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى، نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، ثَنَا
هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُورِقٍ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ
النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ عَوْرَةٌ، فَإِذَا خَرَجَتْ
اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنْ وَجْهِ رَبِّهَا وَهِيَ فِي قَعْرِ بَيْتِهَا".
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت ایک چھپانے والی ہے
پس جب نکلتی ہے شیطان اس کو تلاڑتا ہے

یہ بھی بصرہ کے مدلسن کی بیان کردہ روایت ہے
اسی طرح کی عجیب و غریب روایات ابن خزیمہ صحیح میں پیش
کر کے اقرار کرتے ہیں
وَإِنَّمَا شَكَّكَتُ أَيْضًا فِي صِحَّتِهِ، لِأَنِّي لَا أَفُؤُ عَلَى سَمَاعِ قَتَادَةَ هَذَا
الْخَبَرَ مِنْ مُورِقٍ.

میں بے شک خود شک میں مبتلا ہوں کی صحت پر کیونکہ میں
نہیں جان سکا کہ آیا قتادہ نے اس کو مورق سے سنا تھا؟
مسند احمد کی روایت ہے

حدثنا خلف قال حدثنا أبو معشر عن سعيد المقبري عن أبي هريرة قال
قال رسول الله -صلي الله عليه وسلم - "لولا ما في البيوت من النساء
والذرية، لأقمت صلاة العشاء، وأمرت فتيانني يحرقون ما في البيوت
بالنار".

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے، تو میں نماز عشاء
قائم کرتا، اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ گھروں میں آگ لگا دیں
یہ بھی ضعیف ہے

العلل ومعرفة الرجال از احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد
الشیبانی (المتوفى 241ھ) کے مطابق

سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرَ الْمَدِينِيِّ الَّذِي يَحْدُثُ عَنْ سَعِيدِ
الْمَقْبَرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ لَيْسَ بِقَوِي فِي الْحَدِيثِ
يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ سَأَلْتُ أَبِي مَعْشَرَ كَيْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ سَأَلْتُ كَيْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ

تو انہوں نے کہا حدیث میں قوی نہیں
اس روایت کو منبر پر بیٹھے خطیب سناتے رہتے ہیں لیکن کسی کو
توفیق نہیں کہ اس کی سند دیکھ لیں

عورت اور مرد کی نماز میں کیا کیا الگ ہے ؟

جواب

نماز جس کو سینکڑوں صحابیات نے دور نبوی میں پڑھا لیکن انہوں
نے اس نماز کی تبدیلی کا ذکر نہیں کیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے وغیرہ کا حکم کیا ہے نماز
میں عورت کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر امام کو خبر دار کرنے کا ذکر کیا
ہے لیکن کسی صحیح حدیث میں کوئی اور فرق معلوم نہیں
جو روایات ہیں ان کی اسناد میں مجہول ہیں یا انقطع ہے لہذا قابل
قبول نہیں

اگر کسی مسئلہ میں حدیث نہ ہو تو تابعین کے اثر سے دلیل لی جا
سکتی ہے اور احناف نے ایسا ہی کیا ہے لیکن راقم نماز پر اس کو
قبول نہیں کرتا کیونکہ نماز ایک عمومی مسئلہ ہے اس پر فرق اگر ہوتا
تو ضرور بیان کیا جاتا

طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ حُجْرٍ
بِنْتُ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَتْ سَمِعْتُ عَمَّتِي أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ
عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ أَبِيهَا عَبْدِ الْجَبَّارِ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَمَّهَا،

عَنْ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «هَذَا
 وَاثِلُ بْنُ حُجْرٍ جَاءَكُمْ، لَمْ يَجئْكُمْ رَغْبَةً وَلَا رَهْبَةً، جَاءَ حُبًّا لِلَّهِ
 وَلِرَسُولِهِ» وَبَسَطَ لَهُ رِدَاءَهُ، وَأَجْلَسَهُ إِلَى جَنْبِهِ، وَضَمَّهُ إِلَيْهِ، وَأَصْعَدَ بِهِ
 الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ «ارْقُفُوا بِهِ فَإِنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ
 بِالْمُلْكِ» فَقُلْتُ إِنَّ أَهْلِي قَدْ غَلَبُونِي عَلَى الَّذِي لِي، قَالَ «أَنَا أُعْطِيكَهُ
 وَأُعْطِيكَ ضِعْفَهُ» فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَا وَاثِلُ
 بْنُ حُجْرٍ، إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ، وَالْمَرْأَةَ تَجْعَلُ يَدَيْهَا
 حِذَاءَ تَدْيَيْهَا»

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا
 اے وائل! جب تم نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور
 عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر اٹھائے
 تبصرہ سند میں مِیْمُونَةُ بِنْتُ حُجْرٍ مجہول ہے اور ام یحییٰ بھی مجہول
 ہے

مراسیل ابی داود

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ
 سَالِمِ بْنِ غَيْلَانَ [ص 118]، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ «إِذَا سَجَدْتُمَا
 فَضُمَّمَا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ»
 یزید بن ابی حبیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ دو
 عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے فرمایا جب
 تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملالیا کرو

کیونکہ عورت مرد کی طرح نہیں ہے -

یزید صحابی نہیں ہے روایت میں صحابی کا نام مذکور نہیں

مصنف ابن ابی شیبہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ تُشِيرُ الْمَرْأَةُ
بِيَدَيْهَا بِالتَّكْبِيرِ كَالرَّجُلِ؟ قَالَ «لَا تَرْفَعُ بِذَلِكَ يَدَيْهَا كَالرَّجُلِ»، وَأَشَارَ
فَحَفَظَ يَدَيْهِ جَدًّا، وَجَمَعَهُمَا إِلَيْهِ جَدًّا، وَقَالَ «إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ
لِلرَّجُلِ، وَإِنْ تَرَكَتْ ذَلِكَ فَلَا حَرَجَ»

ابن جریر نے عطاء سے کہا کہ کیا عورت تکبیر تحریمہ کہتے وقت
مرد کی طرح اشارہ (رفع یدین) کرے گی؟ عطاء نے فرمایا عورت
تکبیر کہتے وقت مرد کی طرح ہاتھ نہ اٹھائے آپ نے اشارہ کیا اور
اپنے دونوں ہاتھ بہت ہی پست رکھے اور ان کو اپنے سے ملایا اور
فرمایا عورت کی (نماز میں) ایک خاص بیٹ ہے جو مرد کی نہیں۔

اور اگر وہ اسے چھوڑ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں

یہ عطاء بن ابی رباح کی رائے ہے حدیث نہیں ہے

اس باب میں تابعین کے اقوال ہیں جس میں ان کی آراء ہیں کہ عورت
نماز میں کیا کرے لیکن یہ احادیث نہیں ہیں

عورت اور مرد کی نماز الگ الگ ہے - دلیل ہے

وَيَنْهَى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعِيهِ افْتِرَاشَ السَّبْعِ (صحیح مسلم)

اس سے بھی منع فرماتے کہ رجل اپنے بازو اس طرح بچھا دے جس
طرح درندہ بچھاتا ہے،

الرجل سے یہاں مرد کی تخصیص ہوتی ہے جو واضح نص ہے کہ
یہاں صرف مرد سے کہا جا رہا ہے

جواب

بہت خوب

بھائی راوی نے روایت بالمعنی کی ہے یا وہی الفاظ ہیں جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہے
اپ کو شاید معلوم نہیں - یہ کوئی دلیل نہیں کہ الرجل ہے - کیونکہ
مرد مرد کو (راوی راوی کو) روایت سنا رہا ہے تو وہ بات کو اپنے انداز
میں کہہ رہا ہے
مس الذکر یا مرد کا عضو تناسل چھونے پر وضو ٹوٹ جائے گا ایک
عورت کی روایت ہے - سوال ہو سکتا ہے اس عورت کو کیا یہ مسائل
تھے؟

تخصص واقعی ہوئی یا نہیں کیونکہ حدیث میں أَحَدُكُمْ الفاظ بھی
آئے ہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ
فَلْيَعْتَدِلْ، وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبْعِ»
عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْتَدِلُ أَحَدُكُمْ فِي
السُّجُودِ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبْعِ.
عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... وَيَنْهَى أَنْ
يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبْعِ

یہاں ہے یعنی تم میں سے کوئی سجدہ کرے
 مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے
 یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور
 انہوں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ یہ مرد کی نماز کے لئے ہے میں الگ
 طرح پڑھتی ہوں

راقم کو احناف کی فقہ کی کتب جو معلوم ہیں ان میں اس طرح
 تخصیص کی کوئی دلیل نہیں معلوم
 آپ چند معروف فقہ حنفی کی کتابوں کا ذکر کریں جو عربی میں
 ہوں جس میں الرجل سے احادیث پر تخصیص کا اصول قائم کرنے کا
 ذکر ہو خیال رہے انڈیا پاکستان کے مولویوں کی کتب درکار یا دلیل
 نہیں ہیں

نماز میں عورت کے پیر کیا ظاہر ہو جائیں تو نماز نہ ہو گی ؟
 ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت کرتہ اور اوڑھنی میں جب کہ وہ
 ازار (تہبند) نہ پہنے ہو، نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا “(پڑھ سکتی ہے) جب کرتہ اتنا لمبا ہو کہ اس کے دونوں
 قدموں کے اوپری حصہ کو ڈھانپ لے۔” ابو داؤد
 جواب

ألبانی دونوں اس کو ضعیف کہتے ہیں

اس کی ایک سند کتاب حدیث علی بن حجر السعدي میں ہے
 حَدَّثَنَا عَلِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، عَنْ
 أُمِّ حَرَامٍ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص
 506] ” هَلْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ؟ قَالَتْ نَعَمْ إِذَا كَانَ الدَّرْعُ
 سَابِغًا يُعْطِي ظُهُورَ الْقَدَمَيْنِ ”

أم حرام والدة مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ اس کی سند میں
 مجهول ہے

موطا میں اس کو عروہ کا قول کہا گیا ہے
 مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ؛ أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْهُ، فَقَالَتْ إِنَّ
 الْمِنْطَقَ (1) يَشُقُّ عَلَيَّ. أَفَأُصَلِّي فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ؟
 فَقَالَ (2) إِذَا كَانَ الدَّرْعُ سَابِغًا.

لیکن اس میں قدم ڈھنکنے کا ذکر نہیں ہے
 شوافع میں بغوی کتاب شرح السنة میں اس ضعیف روایت سے دلیل

لیتے ہیں کہتے ہیں
 أَمَّا الْمَرْأَةُ الْحُرَّةُ، فَعَلَيْهَا أَنْ تُعْطِيَ جَمِيعَ بَدَنِهَا فِي الصَّلَاةِ، إِلَّا الْوَجْهَ
 وَالْيَدَيْنِ إِلَى الْكُوعَيْنِ، يُرْوَى ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَهُوَ قَوْلُ الْأَوْزَاعِيِّ،
 وَالشَّافِعِيِّ، فَإِذَا انْكَشَفَ شَيْءٌ مِمَّا سِوَى الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ عَلَيْهَا الْإِعَادَةُ.
 وَقَدْ قِيلَ إِنْ كَانَ ظَهْرُ قَدَمَيْهَا مَكْشُوفًا، فَصَلَاتُهَا جَائِزَةٌ.

وَقَالَ مَالِكٌ إِذَا انْكَشَفَ شَعْرُهَا، أَوْ صُدُورُ قَدَمَيْهَا تُعِيدُ مَا دَامَتْ فِي
 الْوَقْتِ، وَقَالَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ إِذَا انْكَشَفَ مِنْهَا أَقْلٌ مِنْ رُبْعِ الْعُضْوِ لَا
 إِعَادَةَ عَلَيْهَا.

وَالْحَدِيثُ حُجَّةٌ عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ شَرَطُ أَنْ يَكُونَ الدَّرْعُ سَابِعًا، يُعْطَى ظُهُورَ قَدَمَيْهَا.

اگر عورت لونڈی نہ ہو تو اس پر ہے کہ اپنے تمام بدن کو ڈھک لے سوائے چہرہ اور ہاتھوں کے کہنی تک ایسا ابن عباس سے مروی ہے اور یہ الأُوْزَاعِيّی اور شافعی کا قول ہے اگر اس کے جسم کا کوئی حصہ کھلا ہو جو چہرہ یا ہاتھ نہ ہو تو اس پر نماز کا اعادہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر پیر کا اوپر کا حصہ کھلا رہے تو نماز جائز ہے اور امام مالک نے کہا اگر بال ظاہر ہو جائیں یا پیر کا اوپر تو اس پر صرف اس وقت کے بعد کا اعادہ ہے اور اصحاب رائے نے کہا اگر ایک چوتھائی عضو ظاہر ہو تو اعادہ نہیں ہے اور یہ حدیث حجت ہے کہ قمیص لمبی کی شرط میں سے ہے کہ قدم کا اوپر ڈھکا رہے راقم کہتا ہے بغوی نے ضعیف حدیث سے دلیل لی ہے یہ روایت مرفوع نہیں ہے اور عروہ پر موقوف ہے لہذا بغوی کا یہ کہنا کہ قدم ڈھکا رہے محل نظر ہے لہذا اس میں افراط کے بجائے عورتوں کو دین میں جو آسانی دی گئی ہے اس کو قبول کیا جائے

حالت حیض میں قرآن پڑھنا

جواب

ناپاکي کي حالت میں قرآن کو پڑھنا منع ہے یعنی تلاوت کرنا لیکن اس کي تلاوت کوئی اور کر رہا ہو تو سننا منع نہیں ہے

لہذا درس سن سکتے ہیں
 دینی ویب سائٹ بھی دیکھ سکتے ہیں
 روایت أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ
 قرآن کو صرف طاہر چھوئے
 یہ روایت صحیح متصل سند سے معلوم نہیں ہے
 اس کی ایک سند متصل ہے لیکن اس میں سلیمان بن داود الخولانی
 من أهل دمشق ہے
 اس کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے
 احمد نے کہا لیس بشیء کوئی چیز نہیں ہے
 بخاری نے فِيهِ نَظَرٌ کہہ کر جرح کی ہے
 ابن معین لا يعرف، الحدیث لا یصح نے کہا مجہول ہے حدیث
 صحیح نہیں ہے
 لہذا مصحف کو اٹھا کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر رکھنے میں
 کوئی مسئلہ ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب کو خط لکھے اس میں قرآن
 کی آیت لکھی
 قل يا أهل الكتاب تعالوا ألي كملة
 جس کو یقیناً اہل کتاب نے چھوا
 لہذا قرآن کی آیت لا یمسہ إلا مطہرون اس کو صرف پاک
 چھوتے ہیں ، سے مراد فرشتے ہیں کہ اس کتاب کو جنات و شیاطین

نے نہیں بلکہ فرشتہ کے ذریعہ نازل کیا ہے - اس سے دلیل ملی کہ حائضہ قرآن کو یا مصحف میں لکھی آیت کو چھو سکتی ہے صرف پڑھ نہیں سکتی - صحیح میں احادیث موجود ہیں کہ جنابت تمہارے ہاتھ میں نہیں - عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اپنی اعتکاف گاہ سے مجھے بوریا پکڑانے کا حکم دیا؟ میں نے کہا کہ میں حائضہ ہوں؟ آپ نے فرمایا

“تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے صحیح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها حدیث [298]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود کو تکیہ بنا کر قرآن حکیم کی تلاوت کرتے تھے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی صحیح البخاری، الحيض، باب قراء؟ الرجل في حجر امراته وهي حائض، حدیث 297، وصحیح مسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض راس زوجها؟؟؟؟، حدیث [301]

ابھی تک جو لکھا ہے وہ میرا موقف ہے

فقہاء میں قرآن کو چھونے پر اختلاف ہے احناف اس سے منع کرتے ہیں امام مالک نے بھی منقطع روایت سے دلیل لی ہے حنابلہ میں اس پر کوئی پابندی نہیں ملتی

ابن حزم کے نزدیک حائضہ قرآن تک پڑھ سکتی ہے

عورتوں کا امامت کرنا

کیا عورتوں کی امامت پر کوئی صحیح حدیث ہے ؟

جواب

سنن الکبریٰ بیہقی میں ہے
وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَحْمَدُ
بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ ثنا لَيْثٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ،
أَنَّهَا ” كَانَتْ تُؤَذِّنُ وَتُؤَمِّمُ وَتُؤَمُّ النِّسَاءَ وَتَقُومُ وَسَطَهُنَّ ”

عطاء نے روایت کیا کہ عائشہ اذان دیتیں اور عورتوں کو امامت کرتیں
اور ان کے وسط میں گھڑی ہوتیں

اس سند میں کافی مسائل ہیں عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ ضعیف ہے اس کا
شیخ بھی ضعیف ہے

الکامل از ابن عدی میں ہے

أحمد بن عبد الجبار.

أبو عَمْرٍو العطاردي الكوفي، رأيت أهل العراق مجتمعين على ضعفه

أحمد بن عبد الجبار. کی تضعیف پر اہل عراق کا اجماع ہے

میزان الذہبی میں ہے

قال مطين كان يكذب.

احمد بن عبد الجبار جھوٹ بولتا ہے

یہ روایت کس طرح صحیح ہو سکتی ہے ؟؟؟

ام المومنین کا حجرہ مسجد النبی کے ساتھ تھا اور ان کو الگ سے

امامت کرنے کی کیا ضرورت ؟

التبيان في تخريج وتبويب أحاديث بلوغ المرام کے مولف خالد بن
ضیف اللہ الشلاحی نے تبصرہ کیا
قلت إسناده ضعيف

اس کی سند ضعیف ہے

بعض لوگوں نے ابو داود 592 کی روایت پیش کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ورقہ سے ملنے ان کے گھر تشریف
لے جاتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایک مؤذن
مقرر کر دیا تھا، جو اذان دیتا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ اپنے گھر
والوں کی امامت کریں۔ عبدالرحمن کہتے ہیں میں نے ان کے مؤذن
کو دیکھا، وہ بہت بوڑھے تھے۔

اس کی سند بھی ضعیف ہے - سند میں مجہول ہے - شعیب نے

سنن ابو داود پر تحقیق میں کہا

إسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن خلاد وجدة الوليد بن عبد الله
بن جميع، واسمها لیلی بنت مالك

صرف شعیب نے ہی اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا اوروں نے بھی
ضعیف قرار دیا ہے

المطالِبُ العَالِيَةُ بِرَوَائِدِ المَسَانِيدِ الثَّمَانِيَةِ كَرَمَ محقق سعد بن ناصر بن
عبد العزيز الشَّثْرِي نے حکم لگایا ہے

ضعيف بهذا الإسناد لجهالة جدة الوليد بن جميع.

وجدته لیلی بنت مالك. قال الحافظ؛ لا تُعرف. انظر التقريب (ص

.763).

وعبد الرحمن بن خلاد الأنصاري، مجهول الحال. انظر التقريب (ص 339)؛ الثقات (5/ 98). فمداره على مجاهيل، وفيه اضطراب يزيدہ ضعفاً.

التلخيص میں ابن حجر نے راوی کو مجهول قرار دیا ہے وفي إسناده عبد الرحمن بن خلاد وفيه جهالة. محقق الدكتور ماهر ياسين الفحل نے بلوغ المرام من أدلة الأحكام پر تحقیق میں اس روایت پر حکم لگایا ہے إسناده ضعيف؛ لجهالة عبد الرحمن بن خلاد ولاضطرابه. عبد القادر الأرئووط نے جامع الأصول في أحاديث الرسول پر تحقیق میں اس حدیث پر حکم لگایا ہے باب إمامة النساء، وفي سنده عبد الرحمن بن خلاد، وهو مجهول الحال.

بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام میں ابن القطان (المتوفى 628هـ) نے اس حدیث کی سند میں مجہولین کا ذکر کیا ہے التبيان في تخريج وتبويب أحاديث بلوغ المرام کے مؤلف خالد بن ضيف الله الشلاحي نے اس حدیث میں کو مجهول ام ورقہ کو قرار دیا ہے

قلت الحديث وقع في إسناده اختلاف، وجدة الوليد بن عبد الله بن جميع اسمها ليلي بنت مالك، فيها جهالة

لب لباب ہے کہ یہ حدیث متعدد محققین کے نزدیک مجهول راویوں

کی وجہ سے لائق اعتبار نہیں ہے

اس روایت میں متعدد مجہول ہیں
ایک عبد الرَّحْمَن بن خَلَاد جس کو ابن قَطَان ، ابن حجر اور متعدد
نے مجہول قرار دیا ہے
دوم أم ورقة بنت الْحَارِث ان کے صحابیہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے
دارقطنی نے اس کی سند دی ہے
قال الدَّارِقُطْنِيُّ ثنا أحمد بن العباس البغوي ثنا عمر بن شبة ثنا أبو
أحمد الزُّبَيْرِيُّ ثنا الوليد بن جميع عن أمه عن أم ورقة أن النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لَهَا أَنْ يُؤذَنَ لَهَا وَيَقَامَ، وَتَوَمَّ نَسَاءَهَا
اس سے معلوم ہوا کہ یہاں الوليد بن جميع نے یہ روایت اپنی والدہ سے
لی تھی - افسوس وہ بھی مجہول ہیں

دوسری سندوں میں ہے
الوليد ابن جميع عن عبد الرحمن بن خَلَادٍ عن أم ورقة
یہاں الوليد اس کو ایک مجہول مرد سے روایت کر رہا ہے
پھر الوليد نے اس کو دادی سے بھی روایت کیا ہے
الوليد بن عبد الله بن جميع، قال حدثتني جدتي وعبد الرحمن بن
خَلَادٍ الأَنْصَارِيُّ

دادی بھی مجہول ہیں
اس سند میں اضطراب ہے اور متعدد مجہول موجود ہیں
کچھ مزید روایات بھی ہیں

رُويَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تُؤَدِّنُ وَتُقِيمُ، وَتُؤَمُّ النَّسَاءَ، فَتَقُومُ وَسَطَهُنَّ، انْتَهَى. وَسَكَتَ عَنْهُ، انْتَهَى.

التبيان في تخريج وتبويب أحاديث بلوغ المرام کے مولف خالد بن ضيف الله الشلاحي نے تبصرہ کیا

قلت إسنادہ ضعیف لأن فیہ لیثا الذي يظهر أنه ابن أبي سليم، لأنه يروي عنه عبد الله بن إدريس، وليث ضعيف، قال عبد الله بن أحمد عن أبيه. مضطرب الحديث. اهـ. وقال ابن معين ضعيف الحديث. اهـ. وقال ابن أبي حاتم سمعت أبي وأبا زرعة يقولان ليث لا يشتغل به هو مضطرب الحديث

مصنف عبد الرزاق میں ہے

أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبِ النَّهْدِيِّ عَنْ رِبْطَةَ الْحَنْفِيَّةِ أَنَّ عَائِشَةَ أَمَّتْهُمْ، وَقَامَتْ بَيْنَهُمْ فِي صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ، انْتَهَى. وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ، رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ²، ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ فِي “سُنَنِهَا”، وَلَفْظُهُمَا فَقَامَتْ بَيْنَهُمْ وَسَطًا،

التبيان في تخريج وتبويب أحاديث بلوغ المرام کے مولف خالد بن ضيف الله الشلاحي نے تبصرہ کیا

قلت ربطة الحنفية إن كانت هي ربطة بنت حريث فهي مجهولة. قال الحافظ في “التقريب” (8592) لا تعرف. اهـ. وإن كان غيرها فلا أدري من هي، ولما ذكر الألباني في “تمام المنة” ص 154 قول الحافظ في “التقريب” عن رائطة بنت مسلم لا تعرف قال لب لباب ہے سند میں مجہول ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
 حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَتَوَمَّ
 النِّسَاءَ تَقُومُ مَعَهُنَّ فِي الصَّفِّ
 یہاں ابْنِ أَبِي لَيْلَى ہے جو مدلس ہے اس کا بھی عنعنہ ہے
 سند ضعیف ہے

کتاب الآثار میں امام محمد نے روایت کیا
 أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّ
 عَائِشَةَ كَانَتْ تَتَوَمَّ النِّسَاءَ، فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَتَقُومُ وَسَطًا،
 یہاں سند منقطع ہے - إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ نے بتایا نہیں کہ عائشہ رضی
 اللہ عنہا کی خبر ان کو کس نے دی - إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ کوفی ہیں اور
 ام المومنین سے ان کی ملاقات و سماع معلوم نہیں ہے
 إمام الذهبی کا خیال ہے

وقد دخل على أم المؤمنين عائشة وهو صبي ، ولم يثبت له منها سماع
 یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ہوں گے جب یہ بچے تھے - ان
 کا سماع ان سے ثابت نہیں ہے

مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے
 أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمَارِ الدَّهْبِيِّ عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ قَوْمِهِ، يُقَالُ لَهَا
 حُجَيْرَةُ بِنْتُ حُصَيْنٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَمَّتَهُنَّ، فَقَامَتْ وَسَطًا، انْتَهَى.
 وَلَفْظُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، قَالَتْ أُمَّتُنَا أُمَّ سَلَمَةَ، فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ، فَقَامَتْ بَيْنَنَا
 حجيرة بنت حصين نے ام سلمہ سے روایت کیا کہ وہ امامت کرتیں

تھیں

اس کی سند ضعیف ہے - سند میں حجیرۃ بنت حصین اور یہ
 مجہولہ ہے
 ان سب کو ملا کر اس عمل کو حسن کہہ دیا گیا ہے
 البتہ صحیح میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ اس درجہ کی نہیں کہ عورت
 کی امامت کو جائز کیا جا سکے
 امام احمد کا قول ہے کہ حلال و حرام کا فیصلہ محدثین حسن
 روایت سے نہیں لیتے
 عورت کی امامت ایک اہم مسئلہ ہے - دین میں اس کی مثال نہیں
 نہ صحیح سند سے معلوم ہے
 اگر ایک چیز جائز ہو تو پھر سب کو کرنی چاہے کہ نہیں؟ مثلاً
 بچے کان میں اذان دینا حسن روایت سے معلوم ہوا ہے
 اس کو کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس پر امت کا عمل چلا آ رہا ہے
 عورتوں کے حیض کی وجہ سے ان کو امام نہیں بنایا جا سکتا
 یہ ایک شرعی بحث ہے

عورت سجدہ میں کیسے ہو؟

اس پر کچھ روایات ہیں لیکن ان کی تمام اسناد ضعیف ہیں
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ
الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِرْ وَلْتَضُمَّ
فَخَذَيْهَا»

ابن ابی شیبہ، المصنف، 241 1، الرقم 2777

عی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب عورت سجدہ کرے تو سمٹ
کر کرے اور اپنی ران (پیٹ اور پنڈلیوں) سے ملائے رکھے۔
سند ضعیف ہے - أَبِي إِسْحَاقَ مَدْلَسٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي عَدَى -

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: نَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَيُّوبَ،
عَنْ يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ: «تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِرُ»

ابن ابی شیبہ، المصنف، 241 1، الرقم 2778

سند ضعیف ہے - يَزِيدَ بْنِ حَبِيبٍ مَجْهُولٌ هُوَ -

عباس سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے فرمایا
جسم کوسکیڑ کر اور سمٹا کر نماز ادا کرے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: نَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «إِذَا

سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَحِذْيَهَا، وَلْتَضَعْ بَطْنَهَا عَلَيْهِمَا»

ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 242، الرقم 2779

عورت سجدہ کرتے تو اپنے ران جوڑ کر اپنا پیٹ ان پر رکھے
سندہ ضعیف، فمغیرة بن مقسم مدلس ولم یصرِّح بالسماع

بیہقی، السنن الكبرى، 2 223

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَنبَأَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهَ، أَنبَأَ
الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ،
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ” إِذَا
سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَحِذْيَهَا ” وَقَدْ رُوِيَ فِيهِ حَدِيثَانِ ضَعِيفَانِ لَا
يُحْتَجُّ بِأَمْثَالِهِمَا

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں عورت کو حکم تھا یہ سجدہ کرتے
وقت اپنا پیٹ رانوں سے ملائے رکھے تاکہ اس کی پیٹھ بلند نہ ہو۔ اس
طرح بازو اور ران نہ کھولے جیسے مرد۔“

سندہ ضعیف، فمغیرة بن مقسم مدلس ولم یصرِّح بالسماع

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: نا جَرِيرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ
يَضَعَ الرَّجُلُ بَطْنَهُ عَلَى فَحِذْيِهِ إِذَا سَجَدَ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ

ابن ابی شیبہ، المصنف، 1 242، الرقم 2780

(ابن عباس کے شاگرد) مجاہد کہتے ہیں مرد سجدہ میں اپنا پیٹ
عورتوں کی طرح رانوں پر رکھے، یہ مکروہ ہے
سند میں لئث بن ابی سلیم ہے

قال ابن سعد: كان ليث رجلا صالحا عابدا وكان ضعيفا في الحديث
وقال يحيى بن معين: ليس حديثه بذاك ضعيف
وقال أبو حاتم وأبو زرعة لا يشتغل به هو مضطرب الحديث
وقال الإمام أحمد مضطرب الحديث

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: نَا ابْنُ مُبَارِكٍ، عَنِ هِشَامٍ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ:
«الْمَرْأَةُ تَضْطَمُّ فِي السُّجُودِ»

ابن ابی شیبہ، المصنف، 1، 242، الرقم 2781

عورت سجدہ میں سمٹ جڑ کر رہے۔“

سند ضعیف ہے - وهشام هو ابن حسان، لكن رواية هشام عن
الحسن فيها مقال

ہشام کا سماع حسن سے ثابت نہیں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: نَا وَكَيْعٌ، عَنِ سُفْيَانَ، عَنِ مَنْصُورٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ،
قَالَ: «إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَلْزِقْ بَطْنَهَا بِفَخْذَيْهَا، وَلَا تَرْفَعْ عَجِيزَتَهَا،
وَلَا تُجَافِي كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ»

ابن ابی شیبہ، المصنف، 1، 242، الرقم 2782

جب عورت سجدہ کرے تو پیٹ اپنے زانوؤں سے ملائے اور اپنی پیٹھ
(سرین) مرد کی طرح بلند نہ کرے

سند میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے جو مدلس ہے لہذا ضعیف ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ زُرْعَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، قَالَ: «كُنَّ النِّسَاءُ يُؤْمَرْنَ أَنْ يَتَرَبَّعْنَ إِذَا جَلَسْنَ فِي الصَّلَاةِ، وَلَا يَجْلِسْنَ جُلُوسَ الرِّجَالِ عَلَى أَوْرَاكِهِنَّ، يَتَّقَى ذَلِكَ عَلَى الْمَرْأَةِ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ مِنْهَا الشَّيْءُ»
ابن ابی شیبہ، المصنف، 1، 242، الرقم 2783

عورتوں کو نماز میں چوکڑی بھر کر (مربع شکل میں) بیٹھنے کا حکم تھا اور یہ کہ وہ مردوں کی طرح سرینوں کے بل نہ بیٹھیں تاکہ اس میں ان کی پردہ پوشی کھلنے کا ڈر نہ رہے۔“

سند ضعیف ہے - زرعة بن إبراهيم پر محدث أبو حاتم کا قول ہے لیس بالقوی۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ: نَا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ نَافِعِ، «أَنَّ صَفِيَّةَ، كَانَتْ تُصَلِّي وَهِيَ مُتَرَبِّعَةٌ»
ابن ابی شیبہ، المصنف، 1، 242، الرقم 2784

نافع سے روایت ہے سیدہ صفیہ نماز میں مربع شکل میں بیٹھا کرتی تھیں

نافع کی ملاقات صفیہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے ابن عجلان پر امام مالک کا کہنا ہے یہ بیروکریٹ تھا اس کو حدیث کا اتا پتا نہیں ہے

قال على رضى الله عنه إذا سجدت المرأة فلتضم فخذوها.

بيهقى، السنن الكبرى، 222 2، الرقم 3014

على نے فرمایا عورت سجده میں سکر کر رہے اعضاء کو ملا کر رکھے۔

حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَحْمَدَ الْأَصْبَهَانِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ الْقَطَّانُ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ الْبَغْدَادِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ” أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ يُكْفِّرُ اللَّهُ [ص:26] بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ؟ ” قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ” إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى هَذِهِ الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، مَا مِنْكُمْ مِنْ رَجُلٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا فَيُصَلِّيَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ الصَّلَاةَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ يَقْعُدُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ الْآخَرَى إِلَّا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، فَإِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْدِلُوا صُفُوفَكُمْ وَأَقِيمُوهَا، وَسُدُّوا الْفُرَجَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، فَإِذَا قَالَ إِمَامُكُمْ: اللَّهُ أَكْبَرُ فَقُولُوا اللَّهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِنَّ خَيْرَ صُفُوفِ الرَّجَالِ الْمُقَدَّمِ وَشَرَّهَا الْمُؤَخَّرِ، وَخَيْرَ صُفُوفِ النِّسَاءِ الْمُؤَخَّرِ وَشَرَّهَا الْمُقَدَّمِ، يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ إِذَا سَجَدَ الرَّجَالُ فَاحْفِظْنَ أَبْصَارَكُمْ لَا تَرِينَ عَوْرَاتِ الرَّجَالِ مِنْ ضَيْقِ الْأُزْرِ

عن ابى سعيد الخدرى صاحب رسول الله عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال خير صفوف الرجال الاول و خير صفوف النساء الصف الآخر وكان يأمر الرجال أن يتجا فوا فى سجودهم يأمر النساء أن ينخفضن فى سجودهن وكان يأمر الرجال أن يفر شوا اليسرى وينصبوا اليمنى فى التشهدو يأمر النساء أن يتربعن وقال يا معشر النساء لا ترفعن أبصاركن فى صلاتكن تنظرن إلى عورات الرجال.

بيهقى، السنن الكبرى، 222 2، الرقم 3014

ابو سعيد خدرى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز میں مردوں کی سب سے بہتر صف پہلی عورتوں کی سب سے بہتر صف آخری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکار مردوں کو نماز میں سجدہ کے دوران کھل کھلا کر رہنے کی تلقین فرماتے اور عورتوں کو سجدوں میں سمٹ سمٹا کر رہنے کی۔ مردوں کو حکم فرماتے کہ تشہد میں بایاں پاؤں بچھائیں اور دایاں کھڑا رکھیں اور عورتوں کو مربع شکل میں بیٹھنے کا حکم دیتے اور فرمایا عورتو! نماز کے دوران نظریں اٹھا کر مردوں کے ستر نہ دیکھنا۔“

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

حَدِيثُ أَبِي مُطِيعِ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَلْحِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: ” إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَتْ فَخِذَهَا عَلَى فَخِذِهَا الْأُخْرَى، وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِي فَخِذِهَا كَأَسْتَرٍ مَا يَكُونُ لَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَقُولُ: يَا مَلَائِكَتِي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهَا .

بيهقي، السنن الكبرى، 222 2، الرقم 3014

جب عورت نماز میں اپنا ایک ران دوسرے ران پر رکھ کر بیٹھتی ہے اور دوران سجدہ اپنا پیٹ رانوں سے جوڑ لیتی ہے جیسے اس کے لئے زیادہ ستر والی صورت ہے

سند ضعیف ہے

أَبُو مُطِيعٍ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَلْخِيُّ ضَعِيفٌ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي، عَنْ أَبِي مُطِيعٍ الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَلْخِيِّ قَالَ: ” لَا يَنْبَغِي أَنْ يَرُويَ عَنْهُ

باقی تمام متاخرین احناف کی انہی ضعیف آثار پر ارا ہیں

لیکن اس میں کوئی بھی مرفوع قول نبوی نہیں ہے

لہذا یہ احادیث نہیں ہیں آثار ہیں

باب ۱۵ دیگر سوالات

کیا سجدہ شکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے؟

جواب

یہ سنت نبی نہیں۔ ایک صحابی کا عمل ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ بَكَارِ بْنِ عَبْدِ
الْعَزِيزِ أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَهُ أَمْرٌ سُرُورٍ أَوْ بُشْرٍ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلَّهِ
سنن أبي داود. كتاب الجهاد. باب في سجود الشكر

ابو بکرہ سے روایت ہے کہ آپ کو جب کوئی خوش کن بات پیش
آتی ، یا اس کی خبر دی جاتی ، تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے ،
سجدہ میں گر جاتے

سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ بَكَارِ بْنِ عَبْدِ
الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَبْدِ الْعَزِيزِ
عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَهُ أَمْرٌ
سُرُورٍ -أَوْ يُسَّرُّ بِهِ خَرَّ سَاجِدًا شَاكِرًا لِلَّهِ تَعَالَى

سند میں بکار بن عبد العزیز ضعیف ہے

ابو داود نے خود اس کو ضعیف کہا ہے

قال أبو داود ليس بذاك

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مَنصُورُ بْنُ سَلَمَةَ الْخَزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ يَزِيدِ بْنِ
الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّبَعْتُهُ حَتَّى دَخَلْنَا نَحْلًا فَسَجَدَ، فَأَطَالَ السُّجُودَ
حَتَّى خَفْتُ - أَوْ حَشِيتُ - أَنْ يَكُونَ اللَّهُ قَدْ تَوَفَّاهُ - أَوْ قَبَضَهُ - قَالَ
فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ " مَا لَكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ " قَالَ فَذَكَرْتُ
ذَلِكَ لَهُ، قَالَ فَقَالَ " إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي أَلَا أُبَشِّرُكَ إِنَّ
اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لَكَ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ
سَلَّمْتُ عَلَيْهِ "

سند میں أبو الحویرث - عبد الرحمن بن معاویہ بن الحویرث ضعیف ہے
سجدہ شکر کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود نہیں
ہے البتہ یہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کیا جب ان کی توبہ کی
قبولیت کی خبر آئی یعنی جنگ تبوک والے واقعہ میں

صحیح بخاری 4418 میں ہے

يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَبَشِّرْ، قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا

کعب سجدے میں گر گئے

لہذا یہ حدیث تقریری کے درجے میں ہے یعنی رسول اللہ کے سامنے
ایک کام ہوا اور آپ نے اس سے منع نہ کیا لہذا دین میں کیا جا
سکتا ہے

نماز جمعہ کس طرح کریں اگر کم از کم تین مومن بھی نہ ہو کہ جماعت سے نماز پڑھی جا سکے؟

جواب

اس صورت میں نماز جمعہ نہیں ہے

بدعتی امام کے پیچھے نماز کا ذکر صحیح بخاری میں ہے
عثمان رضی اللہ نے بدعتی اور باغی امام یا خوارج کہ پیچھے نماز
پڑھنے کی اجازت دی

باغی اور بدعتی امام کے پیچھے نماز
وَقَالَ الْحَسَنُ صَلَّى وَعَلَيْهِ بَدْعُهُ

Sahih Bukhari Hadees # 695

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ،
حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ
بْنِ خِيَارٍ ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ ،
فَقَالَ إِنَّكَ إِمَامٌ عَامَّةٍ ، وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرَى ، وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامٌ فِتْنَةٌ وَتَنَحَّرَجُ
، فَقَالَ الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ ، فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنَ
مَعَهُمْ ، وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ
لَا نَرَى أَنْ يُصَلِّيَ خَلْفَ الْمُخَنَّثِ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا .

وہ خود عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب کہ باغیوں نے ان
کو گھیر رکھا تھا انہوں نے کہا کہ آپ ہی عام مسلمانوں کے امام ہیں
مگر آپ پر جو مصیبت ہے وہ آپ کو معلوم ہے ان حالات میں

باغیوں کا مقررہ امام نماز پڑھا رہا ہے ہم ڈرتے ہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھ کر گنہگار نہ ہو جائیں عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا نماز تو جو لوگ کام کرتے ہیں ان کاموں میں سب سے بہترین کام ہے تو وہ جب اچھا کام کریں تم بھی اس کے ساتھ مل کر اچھا کام کرو اور جب وہ برا کام کریں تو تم ان کی برائی سے الگ رہو اور محمد بن یزید زبیدی نے کہا کہ امام زہری نے فرمایا کہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ بیچڑے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں مگر ایسی ہی لاچاری ہو تو اور بات ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو؟

مدلل جواب دیں

جواب

اس روایت میں بدعت کے الفاظ نہیں ہیں امام فتنہ کے ہیں یعنی فسادِ امام ہے

اور یہ امام ہو سکتا ہے عبد الرحمان بن عدیس تھے جو صحابی رسول ہیں لیکن بلوا کرنے والوں میں سے تھے

سنن الکبریٰ بیہقی ۵۸۵۶ میں ہے

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خُلَيْبٍ، ثنا بَشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمَزَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُبيدَ اللَّهِ بْنَ عَدِيٍّ بْنَ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْضُورٌ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي لِلنَّاسِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي أُنْحَرِجُ فِي الصَّلَاةِ مَعَ هَؤُلَاءِ، وَأَنْتَ مَحْضُورٌ، وَأَنْتَ الْإِمَامُ، فَكَيْفَ تَرَى فِي الصَّلَاةِ مَعَهُمْ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " إِنَّ الصَّلَاةَ

أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنُوا فَأَحْسِنَ مَعَهُمْ ، وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ
إِسَاءَتَهُمْ

عُبَيْدَ اللَّهِ بْنِ عَدِيٍّ بْنِ الْحِيارِ نے خبر دی کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ
کے پاس پہنچے اور وہ محصور تھے ، اور علی رضی اللہ عنہ لوگوں
کو نماز پڑھا رہے تھے پس انہوں نے عثمان سے کہا اے امیر
المومنین میں ان نے ساتھ نماز پڑھنے میں حرج کرتا ہوں ، آپ
محصور ہیں ، آپ ہی امام ہیں تو ان (یعنی علی) کے پیچھے نماز
کیسے پڑھ لوں ؟ پس عثمان نے فرمایا نماز وہ سب سے اچھی چیز ہے
جو لوگ کرتے ہیں ، پس جب وہ اچھا کریں تم بھی کرو اور جب برا
کریں تو ان سے دور رہو

عثمان محصور تھے - علی کو امام فتنہ کہا گیا
ہے - اغلبا ال عثمان کے نزدیک علی ، باغیوں یعنی
محمد بن ابی بکر ، محمد بن ابی حذیفہ ، عبد الرحمان بن
عدیس وغیرہ کے ساتھ ملے ہوئے تھے
امام بلوا کرتا ہو یا زانی ہو یا شرابی ہو ان گناہوں سے عقائد میں کوئی
خرابی نہیں ہوتی - اصحاب رسول کا عقائد پر کوئی اختلاف نہ تھا
اختلاف معاملات پر تھے جس سے عقیدہ خراب نہیں ہوتا
صحیح بخاری کا باب غلط ہے اور اس کے تحت حدیث میں
بدعت کا کوئی ذکر نہیں ہے یہ باب قائم کرنے والے نے خود اضافہ
کر دیا ہے

اگر یہ باب امام بخاری کا قائم کردہ ہے تو یہ ان کا اجتہاد ہے جس پر

دلیل نہیں ہے اور قابل رد ہے

جس کو عربی نہ آتی وہ کیا سجدے میں دعا نہیں کر سکتا؟

جواب

دعا کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے - آپ بغیر نماز سجدے میں اپنی زبان میں دعا کر سکتے ہیں سجدہ کرنے کے لئے نماز ضروری نہیں

سجدہ قرات نماز میں کس طرح کیا جاتا ہے؟

جواب

قرات میں بیچ میں سجدہ آئے تو سیدھا سجدے میں جائیں سجدہ کریں پھر کھڑے ہو جائیں اور آگے قرات کریں

سجدہ قرات کے لئے وضو ضروری ہے

جواب

نہیں - وضو کی شرط صرف نماز کے ساتھ ہے - بلا وضو قرآن بھی پڑھا جا سکتا ہے اگر ناپاکی کی حالت نہ ہو

مرد و عورت ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں؟

مثلا مسجد الحرام میں

جواب

مرد اور عورت ایک صف میں کھڑے نہیں ہو سکتے -
یہ انفرادی لوگوں کا عمل ہے جو درست نہیں

نماز کے دوران اگر چھینک آجائے تو الحمد للہ کہنا چاہیے
اور دوسرا نمازی جواب دے سکتا ہے؟

جواب

یہ عمل نماز میں کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے

سب سے پہلے بندے سے نماز کی بازپرس ہوگی

سنن نسائی حدیث نمبر 468 اور ابن ماجہ حدیث نمبر 1425 میں
آتا ہے کہ سب سے پہلے بندے سے نماز کی بازپرس ہوگی اگر کم
ہوئی تو اللہ

فرمائے گا کہ بندے کے کوئی نفل نماز ہے اگر ہے تو اسے پورا کرو یہ
دونوں ضعیف ہیں

زبیر علی زئی صاحب نے بھی دونوں کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن ابن
ماجہ کی حدیث نمبر 1426 صحیح قرار دی گئی ہے یعنی یہ حدیث
صحیح ہوئی

آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ

بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ تَمِيمِ
الدَّارِيِّ، عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (ح)
وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ،
أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَاوُدَ بْنِ أَبِي
هِنْدٍ، عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى

عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ، عَنْ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ "أَوَّلُ مَا
يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ أَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهُ نَافِلَةٌ، فَإِنْ لَمْ
يَكُنْ أَكْمَلَهَا، قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لِمَلَائِكَتِهِ انظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ لِعَبْدِي
مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَأَكْمَلُوا بِهَا (1) مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيضَتِهِ، ثُمَّ تَوَخَّذُوا الْأَعْمَالُ
عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ"

یہ متن منکر ہے

محشر میں سب سے پہلے توحید کا سوال ہو گا
جس سند کو صحیح کہا گیا ہے
اس میں راوی زرارة بن اوفی قاضی البصرة پر احمد کا قول ہے
قال أحمد بن حنبل ما أحسب لقي زرارة تميما تميم
مجھے نہیں لگتا کہ زرارة کی ملاقات تميم سے ہوئی

نماز میں قرآن ہاتھ میں اٹھا کر پڑھنا اور امامت کرنا؟

جواب

سیدہ عائشہؓ کے بارے میں روایت ہے

كانت عائشة يؤمها عندها ذكوان من المصحف -

سیدہ عائشہؓ کے غلام ذکوان ان کی امامت قرآن مجید سے دیکھ کر کرتے تھے -

صحیح البخاری، کتاب الاذان/ بابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلَى، قبل
(الحديث 692)

صحیح بخاری میں یہ قول معلق ہے اور معلق روایات ضروری نہیں کہ صحیح بھی ہو

باب غلام کی اور آزاد کئے ہوئے غلام کی امامت کا بیان
(مصنف ابن ابی شیبہ 338، 337 ص/2 ج)
(کتاب المصاحف لابن داؤد 797)
(السنن الكبرى للبيهقي 2/253)

اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ، يَقُولُ: «كَانَ يُؤْمُّ
عَائِشَةَ عَبْدٌ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ»

ایوب سختیانی نے کہا قاسم کو سنا کہ عائشہ کا غلام ان کے لئے مصحف سے قرآن پڑھ کر امامت کرتا تھا

اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا حجرہ عائشہ میں جہاں قبر

نبوی کی بھی تھی وہاں کیا ایک امام بن کر امامت کرتا تھا؟ ایسا ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ مسجد النبی تو برابر میں ہی تھی

ابن حجر نے اس پر کہا ہے

ومنع منه آخرون لكونه عملا كثيرا في الصلاة صلى الله عليه وسلم
اس طرح مصحف اٹھا کر دوران نماز پڑھنے سے منع کیا ہے کیونکہ
نماز جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہے اس میں یہ کثیر عمل
ہے

دور اصحاب رسول میں مصحف کوئی آج کے دور کی طرح کا
کوئی چھوٹے سائز کا نہ ہوتا تھا بلکہ اس قدر کاغذ ہوتا تھا کہ اس
مصحف کو ہاتھ میں اٹھایا نہیں جا سکتا تھا ممکن ہے کہ چند
اوراق اٹھا لئے گئے ہوں اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے - لیکن
اس سے توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے - دوران نماز اگر نظر کسی
نقش پر بھی پڑ جائے تو سنت میں اس نقش تک کو ہٹا دینے کا ملتا
ہے

اگر نماز میں کوئی بھول جائے تو اس کو کئی آیتوں کو دیکھنا ہو گا
ایک سورت سے دوسری سورت میں جاتا ہو گا مصحف اٹھا کر پھر
رکھنا بھی ہو گا

اس سے نماز میں مسلسل عمل کثیر ہو گا - دور اصحاب رسول میں
علم ہے کہ نماز کے خشوع پر کوئی کمپرومائز نہیں تھا

دوم جن لوگوں نے رخصت دی ہے وہ بھی اس کی اضطراب کی

کیٹگری میں دے رہے ہیں یعنی مجبوری میں

ایوب سختیانہ فرماتے ہیں

كان محمد لا يرى بأساً أن يؤمَّ الرجل القوم، يقرأ في المصحف -
امام محمد بن سرین تابعی اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے
کہ آدمی قوم کو امامت کروائے اور قرأت قرآن مجید سے دیکھ کر
کرے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 338/2)

سند میں ایوب مدلس ہے اور مقلوم نہیں کہ یہ ان کو کہاں سے معلوم
ہوا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، «فِي الرَّجُلِ يَوْمٌ فِي رَمَضَانَ
يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ، رَخَّصَ فِيهِ»

امام شعبہ، امام حکم بن عتیہ تابعی سے اس امام کے بارے میں
روایت کرتے ہیں، جو رمضان المبارک میں قرآن مجید سے دیکھ کر
قرأت کرتا ہے۔ آپ اس میں رخصت دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ 338/2،)

اس میں امام شعبہ نے روایت کیا ہے نہ کہ اس کو ان کا قول بنا کر
پیش کیا جائے

حکم نے اس عمل کی رخصت دی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَسَنِ،
وَمُحَمَّدٍ، قَالَا: «لَا بَأْسَ بِهِ»

امام عطاء بن ابی رباح تابعی کہتے ہیں کہ حالت نماز میں قرآن مجید سے دیکھ کر قرائت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ 2/337)

سند میں مَنْصُورِ بْنِ الْأَشَلِّ مجہول ہے

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ أَبِي مَعْرُوفٍ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: «لَا بَأْسَ بِهِ»

اس میں رَبَاحِ بْنِ أَبِي مَعْرُوفٍ کی ابن معین نے تضعیف کی ہے

مصنف میں یہ بھی ہے

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَرِهَهُ، وَقَالَ: «هَكَذَا تَفَعَّلُ النَّصَارَى

حسن بصری اس سے کراہت کرتے کہ یہ نصاریٰ کا عمل ہے

امام یحییٰ بن سعید الانصاری فرماتے ہیں لا أرى بالقراءة من المصحف في رمضان بأساً۔

میں رمضان المبارک میں قرآن مجید سے دیکھ کر قرائت کرنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتا۔

،(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد 805

یحییٰ بن سعید الانصاری نہ تابعی ہے نہ صحابی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شَهَابٍ،

عَنْ عَمِّهِ: عَنْ رَجُلٍ يُصَلِّي لِنَفْسِهِ أَوْ يَوْمٌ قَوْمًا، هَلْ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ؟
فَقَالَ: «نَعَمْ، لَمْ يَزَلِ النَّاسُ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ»

محمد بن عبداللہ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے
قرآن مجید سے قرات کر کے امامت کرائے کے بارے میں پوچھا تو
آپ نے فرمایا

لم يزل الناس منذ كان الإسلام، يفعلون ذلك۔

اسلام کے شروع سے لے کر ہر دور میں مسلمان ایسا کرتے آئے ہیں۔
(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد 806

جبکہ یہ قول مشکوک ہے کیونکہ اس جواب کے نیچے حوالہ جات
موجود ہیں اس کو نصاری کا عمل کہا جاتا تھا

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُو الرَّيِّعِ قَالَ: أُنْبَأْنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ
مَالِكًا، وَسُئِلَ عَمَّنْ يَوْمُ النَّاسِ فِي رَمَضَانَ فِي الْمُصْحَفِ؟ فَقَالَ: ” لَا
بَأْسَ بِذَلِكَ إِذَا اضْطُرُّوا إِلَى ذَلِكَ قَالَ: وَكَانَ الْعُلَمَاءُ يَقُومُونَ لِبَعْضِ
النَّاسِ فِي رَمَضَانَ فِي الْبُيُوتِ ”

امام مالک سے ایسے انسان کے بارے میں سوال ہوا، جو رمضان
المبارک میں قرآن مجید ہاتھ میں پکڑ کر امامت کراتا ہے۔ آپ نے
فرمایا

لابأس بذلك، وإذا اضطروا إلى ذلك۔

مجبوری ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(کتاب المصاحف لابن ابی داؤد 808)

امام ایوب سختیانیؒ فرماتے ہیں
 کان ابن سیرین یصلی، والمصحف إلى جنبه، فإذا تردّد نظر فيه -
 امام محمد سیرینؒ نماز پڑھتے تو قرآن مجید ان کے پہلو میں پڑا ہوتا۔
 جب بھولتے تو اس سے دیکھ لیتے۔
 (مصنف عبد الرزاق ۲/۴۲۰، ح 3931)

اس اثر میں کہاں ہے کہ ہاتھ میں قرآن اٹھا کر دوران نماز پڑھتے تھے؟
 کان محمد ينشر المصحف فيضعه إلى جانبه فإذا شك نظر فيه وهو
 في صلاة التطوع
 محمد بن سيرين رحمه الله مصحف کو کھول کر اپنے پہلو میں رکھ
 لیتے تو جب انکو شک ہوتا تو اس میں سے دیکھ لیتے اور یہ نفلی
 نماز کی بات ہے۔
 (المصاحف ح 811، دوسرا نسخہ 691) واسناد صحيح

اس اثر میں کہاں ہے کہ ہاتھ میں قرآن اٹھا کر دوران نماز پڑھتے تھے؟
 دو نمازوں کے دوران دیکھا جا سکتا ہے
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ طَهْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثَابِتُ
 الْبُنَانِيُّ، قَالَ: «كَانَ أَنَسٌ يُصَلِّي وَغُلَامُهُ يُمَسِّكُ الْمُصْحَفَ خَلْفَهُ، فَإِذَا
 «تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَّ عَلَيْهِ»

امام ثابت البنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کان أنس یصلی وغلامه
 یمسک المصحف خلفه فإذا تعایا فی آیة فتح علیه(مصنف ابن ابی

شبیہ 2/338 ، السنن الكبرى للبيهقي (3/212)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے۔ انکا غلام انکے پیچھے قرآن مجید پکڑ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ جب آپ کسی آیت پر رک جاتے تو توہ لقمہ دے دیتا تھا۔

عیسیٰ بن طہمان پر ابن حبان کا قول ہے لا يجوز الاحتجاج به اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ بھی ہے
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
«أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤَمَّ فِي الْمُصْحَفِ»

ابو عبد الرحمن اس سے کراہت کرتے کہ ہاتھ میں قرآن لے کر نماز میں پڑھا جائے

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ «أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤَمَّ الرَّجُلُ فِي
الْمُصْحَفِ، كَرَاهَةً أَنْ يَتَشَبَّهُوا بِأَهْلِ الْكِتَابِ»
ابراہیم نخعی اس عمل سے کراہت کرتے اور کہتے یہ اہل کتاب سے
مشابہت ہے

حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنِ لَيْثٍ، عَنِ مُجَاهِدٍ «أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤَمَّ الرَّجُلُ
فِي الْمُصْحَفِ»

مجاہد کہتے کہ وہ اس عمل سے کراہت کرتے ہیں

حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، قَالَ: نَا هِشَامُ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ

المُسَيَّبِ، قَالَ: «إِذَا كَانَ مَعَهُ مَنْ يَفْرَأُ ارْدُدُوهُ، وَلَمْ يُؤَمَّ فِي الْمُصْحَفِ
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مَصْحَفٍ پکڑ کر امامت نہ کرتے

لب لباب یہ ہے کہ اس عمل پر تابعین کے درمیان بھی اختلاف تھا اور
شدید تھا بعض اس کو عیسائیوں کا عمل کہہ رہے تھے

یعنی سراسر بدعت قرار دیتے تھے

اب جب اس قدر شدید مخالفت تھی تو غور کرنے سے معلوم ہو جاتا
ہے کہ رخصت کے جواز کو اصلاً بصریوں نے بیان کیا ہے اور وہ اسناد
جو عائشہ یا امام زہری یا امام مالک تک ہیں ان میں بھی بصری ہی

ہیں

و الله اعلم

* * *

حواشی